معارفِ حدیث

یعنی

حاکم نیساپوری کی "معرفۃ علوم الحدیث"

کا اُردو ترجمہ

از

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ
کلب روڈ۔ لاہور۔ پاکستان

معارف حدیث

معارف حدیث

معرفۃ علوم الحدیث

(لابی عبداللہ الحاکم النیساپوری)

تصحیح و تعلیق

از

ڈاکٹر سیّد معظم حسین

ترجمہ

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

کلب روڈ۔ لاہور۔ پاکستان

عرضِ حال

ابو عبد اللہ الحاکم نیساپوری کی کتاب معرفت علوم الحدیث کا سب سے زیادہ صحیح نسخہ وہ ہے جو اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔ یہ سید معظم حسین صاحب ایم اے۔ ڈی فل (آکسن) کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے جس کا مفصل ذکر خود انھوں نے اس کتاب کے مقدمے میں کر دیا ہے۔ حاکم کے سوانح بھی انھوں نے آغاز کتاب میں لکھ دیئے ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ موصوف نے اس کتاب کی تصحیح بہت سے نسخوں کا مقابلہ کرنے کے بعد کی ہے۔ سنہ ۱۹۶۷ء میں قاہرہ میں قوانین اسلامی کا ایک سیمیناری ہفتہ منایا گیا تھا جس میں مغربی پاکستان کی طرف سے مجھے اور مشرقی پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر سید معظم حسین صاحب کو مرکزی وزارتِ قانون نے بھیجا تھا۔ ہمارے ان کے مراسم کا تقاضا تھا کہ میں ان کی اس کاوش کو اُردو دانوں میں بھی روشناس کراؤں۔ حسن اتفاق سے ایک دن ہمارے ادارے کے اکیڈمک ڈائرکٹر جناب شیخ محمد اکرام صاحب کے سامنے رفیقِ ادارہ مولانا محمد حنیف صاحب ندوی نے یہ تجویز پیش کی اور شیخ صاحب نے پسند کی اور قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔

یہ ایک فنی کتاب ہے اور اس کے بعض حصے تو بڑے ہی معلومات افزا ہیں۔ اسے اس نظر سے نہ دیکھئے کہ ہمارے موجودہ مسائل کا حل اس میں کہاں ہے۔ ؟ کتاب کے حواشی میں سے میں نے وہی چیزیں لی ہیں جو انتہائی ضروری تھیں۔ نسخوں کے تقابل کی جو نشاندہی کی گئی ہے اس کو لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہم نے پیش نظر نسخے ہی پر اعتماد کیا ہے اور جا بجا حاشیے میں کچھ ضروری نوٹ اپنی طرف سے بھی کراچیٹ یعنی [ ] کے درمیان دے دیئے ہیں۔ متن کے ترجمے میں بھی جا بجا توضیح مطلب کے لیے قوسین ( ) میں کچھ عبارتیں لکھ دی

ہیں۔ چند جگہوں پر جہاں طباعت کی غلطی نظر آئی ہے۔ وہاں اپنی صوابدید کے مطابق اصلاح کر کے ترجمہ کیا ہے۔ یہ فنی کتاب اب تک اُردو میں منتقل نہیں ہوئی تھی۔ یہ موقع اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اور ہم اس سے عہدہ برآ ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

محمد جعفر پھلواروی
رفیق ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

فہرست مضامین

علم حدیث کی اقسام نمبروار

مصنف کے حالاتِ زندگی

یہ حافظ حدیث ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم ضبی طہانی نیساپوری معروف بہ ابن البیع ہیں جو امام المحدثین اور مختلف کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں بمقام نیساپور پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور ماموں کی توجہ سے بچپن ہی میں تحصیل علم میں لگ گئے اور ابوحاتم بن حبان سے حدیثیں سن کر قلمبند کرنے لگے۔ اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ ۳۴۱ھ میں نیساپور سے عراق گئے اور وہیں سے سفر حج اختیار کیا۔ حج کے بعد خراسان اور ماوراء النہر کا سفر کیا۔

ان کے شیوخ حدیث کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ صرف نیساپور میں کوئی ایک ہزار شیوخ ہیں اور اتنے ہی نیساپور سے باہر کے شیوخ ہیں۔ عراق جانے سے پہلے ابوسہل محمد بن سلیمان صعلوکی سے اور عراق جانے کے بعد ابوعلی بن ابی ہریرہ سے علم فقہ حاصل کیا۔ تصوف کے لیے ابوعمر بن محمد بن جعفر خلدی، ابوعثمان مغربی اور دوسرے بزرگوں کی صحبت میں رہے۔ اور خاص کر امام وقت ابوبکر ضبعی کی صحبت اٹھائی۔ جرح، تعدیل، علل اور دوسرے مسائل میں یہ انہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ضبعی موصوف نے اپنے مدرسہ دارالسنت کا انتظام سنبھالنے کی وصیت حاکم ہی کو کی اور اس کے اوقاف کی تولیت بھی انہی کے سپرد کی۔

عراق اور حجاز کی طرف دو بار سفر کیا۔ دوسرا سفر ۳۶۰ھ میں ہوا۔ حفاظ و شیوخ سے خوب مباحثے اور مذاکرے رہے۔ محدث دار قطنی سے بھی مناظرہ ہوا اور وہ حاکم کے قائل ہو گئے۔ ماوراء النہر میں ۳۵۵ھ میں اور عراق میں ۳۶۷ھ میں املائے حدیث کراتے رہے۔ دار قطنی تو ان سے چھوٹے ہی رہتے تھے۔ ابوبکر قطان شاشی اور ان جیسے اور لوگوں نے بھی

ان سے حدیث سنی۔

۳۵۹ھ میں نیساپور میں عہدۂ قضا سنبھالا۔ یہ حکومت سامانیہ کا دور تھا اور ابونصر محمد بن عبدالجبار عتبی وزیر سلطنت تھا۔ اس کے بعد جرجان کی قضا پیش کی گئی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی۔ بنی بویہ کے فرمانرواؤں تک پیغام پہنچانے کے لیے لوگ انہی کو کام میں لاتے تھے۔

حاکم جن لوگوں سے روایت کرتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

عبداللہ بن محمد (حاکم کے والد) محمد بن علی مذکر، ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم، ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن اخرم، محمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی الصفار (یہ نیساپور میں اقامت پذیر ہو گئے تھے) ابوحامد بن حسنویہ المقری، ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف الفقیہ، ابوبکر بن اسحاق ضبعی الفقیہ، عبدالباقی بن القانع الحافظ، ابوجعفر محمد بن صالح بن حانی، ابوالعباس بن محبوب، حسن بن یعقوب البخاری، ابوسہل بن زیاد، عبدالرحمان بن حمدان الجلاب، علی بن محمد بن عقبہ الشیبانی، ابن درستویہ، ابوعلی الحافظ النیسابوری وغیرہم۔ مؤخر الذکر (ابوعلی الحافظ النیسابوری) کی صحبت سے حاکم نے بڑا فائدہ حاصل کیا اور ہمیشہ ان سے حدیث سنتے رہے۔ حتی کہ ان کے اصحاب سے بھی حدیث سنی۔

حاکم سے جن لوگوں نے روایت کی ہے وہ یہ ہیں:۔

ابوالحسن دارقطنی (یہ حاکم کے شیخ بھی ہیں) ابوالفتح بن ابی الفوارس، ابوذر ہروی، ابوبکر بیہقی، استاذ ابوالقاسم قشیری، ابوصالح مؤذن، ابوالعلا، واسطی، محمد بن احمد بن یعقوب، ابویعلی خلیلی، عثمان بن محمد جمحی، زکی عبدالحمید بحیری، ان کے علاوہ بھی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے جن میں آخری شخص ابوبکر بن خلف شیرازی ہیں۔ خود ان کے بعض شیوخ نے بھی ان سے حدیث سنی ہے۔ مثلاً احمد بن ابی عثمان حیری، ابواسحاق مزکی۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابوعمر طلمنکی نے حاکم کے لیے علوم الحدیث لکھی جو حاکم کے ایک شیخ سے مروی ہے اور انھوں نے حاکم کے ایک شاگرد سے اور اس شاگرد نے حاکم سے سنی۔

حاکم ایک جلیل القدر امام، واقفکار حافظ حدیث اور وسیع العلم ثقہ تھے۔ ان کی امامت،

جلالت اور عظمت پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے علم روایت اور درایت کی وجہ سے لوگ مختلف مقامات سے ان کے پاس آتے تھے۔ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ نے اپنے دین کو جن ائمہ کے ذریعے محفوظ رکھا ان میں سب سے زیادہ عالم حاکم تھے۔

جہاں تک حفظِ حدیث اور علل حدیث کا تعلق ہے حاکم ابوعبداللہ اپنے زمانے میں منفرد تھے۔ شام، حجاز، عراق عرب و عراق عجم، جبال، رے، طبرستان، قومس، خراسان، ماوراء النہر غرض کہیں ان کے مقابلے کا کوئی آدمی نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ جو چار بہم عصر حفاظ گزرے ہیں یہ ہیں:-

بغداد میں دارقطنی، مصر میں عبدالغنی، اصبہان میں ابوعبداللہ بن مندہ اور نیساپور میں ابوعبداللہ حاکم، علل حدیث میں دارقطنی، انساب میں عبدالغنی، کثرتِ حدیث میں ابن مندہ اور حسن تصنیف میں حاکم عظیم تر مقام رکھتے تھے۔

روایت ہے کہ حاکم جب کسی ایسی سماعِ حدیث کی مجلس میں جاتے جس میں شیوخ واکابر ہوتے تو وہ اپنی گفتگو سے انھیں متوجہ کرتے اور اپنی حکایات سے ان کا وقت عمدگی سے گزارتے۔ حاضرین پر ان کی واضح بیانی ظاہر ہوتی تو وہ بھی ان کے آنے سے دلچسپی لیتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعض لوگ جو زمانی تقدم رکھتے ہیں۔ مثلاً امام ابوسہل صعلوکی، امام ابن فورک اور دوسرے تمام ائمہ بھی حاکم کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے تھے اور ان کے فضل کا حق پوری طرح ادا کرتے تھے اور حفظ و معرفت میں منفرد ہونے کی وجہ سے ان کا پورا پورا احترام قائم رکھتے تھے۔

ان کی تصانیف کم و بیش ہزار جلدوں پر مشتمل ہیں جن میں تخریج صحیحین[1]، تاریخ نیساپور، فضائل الشافعی، فوائد الشیوخ، امالی العشیات، تراجم الشیوخ، علوم الحدیث، کتاب العلل، کتب الامالی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ جس چیز میں یہ منفرد ہیں وہ معرفۃ علوم الحدیث، تاریخ علمائے نیساپور، المدخل الی علم الصحیح، المستدرک علی الصحیحین[2]، ماتفرد کل واحد

---

[1] اس کا ایک نسخہ محفوظ تکیۂ اخلاصیہ (حلب) میں موجود ہے۔

[2] یہ کتاب شیخ راغب الطباخ نے ۱۳۵۱ھ میں اپنے مطبع علمیہ (حلب) میں طبع کرائی۔

من الاماسیین ، فضائل الامام الشافعی ہیں ۔

اس جلیل القدر امام کو تشیع کے ساتھ بھی متہم کیا گیا ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ یہ صحابہؓ میں کسی پر طعن تو نہیں کرتے لیکن حضرت علیؓ کی تقدیم و افضلیت کی طرف رجحان پایا جاتا ہے۔ جستجو کے بعد ہمیں یہ نظر آیا کہ تشیع کا طعنہ دینے والے حضرات محمد بن طاہر مقدسی کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری سے ابوعبداللہ حاکم کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ : حدیث میں ثقہ ہے لیکن خبیث رافضی ہے۔ ابن طاہر مذکور کا یہ بھی کہنا ہے کہ : حاکم اندر سے نہایت کٹر شیعہ تھا لیکن تقدیم خلافت کے مسئلے میں سنیت کا اظہار کیا کرتا تھا اور حضرت معاویہؓ اور آل معاویہ سے منحرف رہنے میں علانیہ غلو سے کام لیتا تھا اور اس کے عوض معذرت خواہی بھی نہیں کرتا تھا۔

جہاں تک ابواسماعیل اور ابن طاہر کے قول کا تعلق ہے وہ لائق اعتنا نہیں۔ ان دونوں پر تو خود ہی تجسیم[1] کا اتہام ہے اور ان کا عقیدۂ تجسیم حاکم کے رفض سے زیادہ مشہور رہا ہے۔

ابوبکر الخطیب کہتے ہیں کہ : ابوعبداللہ بن البیع الحاکم ثقہ تھے مگر تشیع کی طرف مائل تھے کیونکہ مجھ سے ایک صالح عالم ابراہیم بن محمد اموی نیساپوری نے بیان کیا کہ : ابوعبداللہ حاکم نے اپنے مجموعۂ احادیث (مستدرک) میں جو حدیثیں نقل کی ہیں ان کے متعلق ان کا خیال ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شروط صحت پر پوری اُترتی ہیں مگر اس میں حدیث طیر[2] اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ[3]

---

[1] تجسیم کا مطلب ہے اللہ کو گویا مجسم ماننا۔

[2،3] حدیث طیر یہ ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک (پکا ہوا) پرندہ تھا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ : اے اللہ! اپنے محبوب ترین بندے کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ آ گئے اور اسے حضورؐ کے ساتھ کھایا (مستدرک ج ۲ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲) اسے ترمذی نے بھی مناقب علیؓ کے باب میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ : یہ حدیث غریب ہے جسے سُدّی نے صرف اسی سند سے بیان کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے انس نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث مستدرک ج ۳ صفحہ ۱۱۱ میں ہے اور ترمذی نے اسے مناقب علیؓ میں روایت کرکے کہا ہے کہ : یہ حدیث غریب ہے جسے سدی نے صرف اسی سند سے بیان کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے انسؓ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

کو بھی درج کیا ہے مگر محدثین نے اس کا انکار کیا اور اس قول کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

ابوبکر خطیب چونکہ ثقہ بھی ہیں اور صاحبِ ضبط بھی، اس لیے ذہبی اور ابن سُبکی نے خطیب موصوف کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن اس سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ حاکم تشیع کی طرف مائل ہیں یا وہ حضرت علیؓ کو حضرات ابوبکر و عمرؓ پر مقدم رکھتے ہیں بلکہ حضرت عثمانؓ پر ترجیح دینا بھی ان سے بعید ہے۔ اس کی ایک ایسی قوی تردید موجود ہے جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی حاکم نے اپنی کتاب الاربعین میں خلفائے ثلثہ کی افضیلت کا باب باندھا ہے اور انہیں تمام صحابہ میں خصوصی مقام دیا ہے۔ نیز خود مستدرک میں حضرت عثمانؓ کے ذکر کو مقدم رکھا ہے اور اس کتاب (مستدرک) میں احمد بن اخی بن وہب کی یہ روایت عائشہ رضؓ بھی نقل کی ہے جس کی سند یوں ہے:۔

حدثنا عمی حدثنا یحییٰ بن ایوب حدثنا ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت: وہ فرماتی ہیں کہ تعمیرِ مسجد کے لیے پہلا پتھر حضورؐ نے پھر ابوبکرؓ نے پھر عمرؓ نے پھر عثمانؓ نے اٹھایا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ملاحظہ فرمائیے۔ یہ لوگ کس طرح حضورؐ کی مساعدت کر رہے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا: اے عائشہ رضؓ یہی لوگ میرے بعد میرے خلفا ہوں گے۔

علاوہ ازیں حاکم نے فضائلِ عثمانؓ میں یہ حدیث بھی درج کی ہے کہ "تم میں سے ہر شخص اپنے کفو کے پاس کھڑا ہو جائے ـــــ اس کے بعد حضورؐ خود حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

پس جو شخص اس قسم کی احادیث روایت کرے ـــــ جو خلفائے ثلثہ کی خلافت اور تفضیل پر اور حضرت عثمانؓ کی افضیلت پر گویا نص ہیں ـــــ اس کے متعلق کیا تشیع یا رفض کا گمان بھی ہو سکتا ہے۔؟ اس کے باوجود شیخ ذہبی نے ابن طاہر کا قول نقل کر کے یہ اضافہ کیا ہے کہ حاکم کا ایک رسالہ فضائلِ فاطمہ رضؓ میں بھی ہے۔ لیکن اس سے ان کا رفض یا تشیع لازم نہیں آتا۔ حضرت فاطمہ رضؓ کے فضائل سے کون انکار کر سکتا ہے۔؟[1]

---

[1] حاکم نے تو اسی طرح حضرات طلحہ و زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ کے فضائل بھی بیان کئے ہیں۔

جیسا کہ ابن سبکی نے کہا ہے کہ جب ہم حاکم کے بارے میں غور و فکر سے کام لیں تو یہ نظر آئے گا کہ ایک ثقہ محدث ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اور رفض کا عقیدہ محدثین سے بہت بعید ہے۔ محدثین میں تشیع کا وجود شاذ و نادر ہی ہے۔ علاوہ ازیں حاکم کے ان شیوخ کو دیکھئے جن سے انھوں نے علم حاصل کیا اور جن کی صحبت میں وہ رہے ہے، یہ سب کے سب اکابر اہل سنت ہیں اور ابوالحسن اشعری کے عقیدے سے وابستہ ہیں۔ مثلاً شیخ ابوبکر بن اسحاق ضبعی، استاد ابوبکر بن فورک، استاد ابوسہل صعلوکی وغیرہم۔ حاکم انہی حضرات کی مجلسوں میں شریک رہتے اور اصول دین میں انہی کے ساتھ شریک گفتگو رہتے تھے۔ پھر حاکم نے اہل سنت کے جو تراجم (سوانح) اپنی تاریخ میں لکھے ہیں ان کو دیکھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ ان حضرات کی عظمت و ثناء میں رطب اللسان ہیں مثلاً ابوسہل صعلوکی اور ابوبکر بن اسحاق وغیرہ کے جو حالات انھوں نے قلمبند کیے ہیں، ان میں ان لوگوں کے عقائد پر کوئی طنزیہ اشارہ نہیں۔ حالانکہ کوئی مؤرخ بھی ایسا نہیں جو کسی عقیدے سے منسلک ہو اور اس کی کتاب دوسرے عقیدے والوں پر اپنی اعتقادی بڑائی کے ذکر سے خالی ہو۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ حافظ ثبت ابوالقاسم بن عساکر نے حاکم کو اشعریوں کے گروہ میں شمار کیا ہے اور اشعرین اہل تشیع سے بہت دور ہیں اور وہ اللہ کے آگے ان سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

مستدرک میں بہت سی احادیث ایسی بھی ہیں جو شروط صحت پر پوری نہیں اترتیں بلکہ ان میں موضوع اور مجہول احادیث بھی ہیں۔ اس کے لیے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ حاکم نے اسے اس وقت تصنیف کیا تھا جب ان کی عمر کا آخری حصہ تھا اور ان پر غفلت (یادداشت کی کمزوری) طاری ہو چکی تھی۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب الضعفاء میں ایک گروہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی روایتیں ترک کرنے پر زور دیا ہے اور ان کو ناقابل حجت ٹھہرایا ہے۔ اس کے باوجود ان میں سے بعض کی روایتوں کو مستدرک میں درج کر دیا ہے اور انہیں صحیح بھی قرار دیا ہے۔ مثلاً عبدالرحمان بن زید بن اسلم کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور ان کے بارے میں یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ یہ اپنے والد سے موضوع روایات بیان کرتے ہیں۔ اس کے باوجود حاکم ان کی ایک روایت مستدرک میں نقل کرتے ہیں۔ خود حاکم کے ایک

بیان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آخری عمر میں ان کے حالات بدل گئے تھے اور یادداشت کمزور ہوگئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ : جب میں کسی باب میں کسی بات کا ذکر کروں تو اسے اصل کتاب میں دیکھ لینا ضروری ہے کیونکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں[1]۔

حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ حاکم سے یہ تساہل اس لیے ہوا کہ انھوں نے کتاب (مستدرک) کا مسودہ تیار کر لیا تھا۔ نظرِ ثانی کرنا چاہتے تھے، لیکن انھیں اس کا موقع نہ ملا کیونکہ موت جلد ہی آگئی۔

بہرحال حاکم اپنی جلالت قدر، بلندی مرتبہ اور عظمت ذکر کے پیش نظر اس بات سے بہت بلند و بالا ہیں کہ ان کا ذکر ضعفا میں کیا جائے۔ جو شخص ان کی تصانیف کے بارے میں ان کے اپنے بیان، اور ان کی املا کے متعلق ان کی اپنی تصحیح اور طرقِ حدیث میں ان کی وسعتِ نظر پہ غور کرے گا اسے ان کے فضل کا یقین ہوجائے گا اور اس حقیقت کا اعتراف کرلے گا کہ یہ اپنے کئی متقدمین پر شرف رکھتے ہیں اور ان کے بعد آنے والے ان کی بلندیٔ مقام پر پہنچنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ ان کی زندگی قابلِ ستائش تھی اور انھوں نے اپنے زمانے میں اپنے جیسا کوئی جانشین نہیں چھوڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم حمام میں گئے۔ وہاں غسل کرکے باہر آئے تو ایک آہ نکالی اور وہیں روح پرواز کرگئی۔ اس وقت وہ تہبند باندھے ہوئے تھے مگر اپنی قمیص پہننے کی نوبت بھی نہ آئی۔ یہ حادثہ ۳ صفر ۴۰۵ھ بروز چہار شنبہ کو پیش آیا۔ نماز عصر کے بعد دفن کیے گئے۔ نماز جنازہ قاضی ابوبکر حیری نے پڑھائی۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۳ - صفحہ ۲۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

مقدمہ از مصحح

حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا۔ ہمارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔ اور ہمیں بہترین اُمت بنایا۔ کتاب (قرآن) کو انسانوں کے لیے ہدایت و رحمت بنا کر نازل فرمایا اور اسی قوم کے لیے ان ہی میں سے ایک ایسا رسولؐ بھیجا جو ان پر آیاتِ ربانی تلاوت کرتا رہا۔ انھیں پاک کرتا رہا اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا رہا اور صلوٰۃ و سلام ہو اس کے نبی وصفی محمدؐ پر جس کے ذریعے اس نے ہم پر ایسا عجیب احسان کیا اور ان کی آل اطہار اور صحابۂ نیک کردار پر جو قرآن اور سنت دونوں کے محافظ تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین وہ ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سنے اور آپؐ کے اعمال و احوال کا مشاہدہ کرتے رہے۔ انھیں جب کسی آیت کے سمجھنے میں دشواری پیش آئی یا اس کی تفسیر یا کسی حکم قرآنی کے فہم میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ اس کی وضاحت معلوم کرنے کے لیے احادیث کی طرف رجوع کرتے تھے۔ کیونکہ حدیث نبوی کتاب عزیز (قرآن) کی تفصیل اور شریعت اسلامیہ کی اساس ہے۔ اسی لیے بقول صاحب کشف الظنون[۱] (حاجی خلیفہ) یہ علم عہد نبوت ہی سے صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی نظروں میں یکے بعد دیگرے تمام علوم سے اشرف و اعلیٰ سمجھا گیا ہے اور حفظ قرآن کے بعد حفظ حدیث کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ متعین ہوتا تھا اور اس کی زبان سے جتنی زیادہ حدیثیں سنی جاتیں اسی کے بقدر لوں

---

[۱] "علم حدیث" پر گفتگو کرتے ہوئے۔

میں اس کا احترام قائم ہوتا۔ لہٰذا اس علم کے حصول کے لیے لوگوں کی دلچسپیاں اور ہمتیں بہت بڑھ گئیں۔ انتہا یہ ہے کہ بعض نے صرف ایک حدیث معلوم کرنے کے لیے طویل مسافتیں طے کیں، بے آب و گیاہ میدانوں کو عبور کیا اور مشرق و مغرب کے مختلف شہروں کو چھان ڈالا[1]۔

ابتدا میں ان لوگوں کا اعتماد حافظے اور یادداشت پر تھا۔ لکھنے کی طرف توجہ نہ تھی۔ بس قرآن کی طرح حدیث بھی یاد کر لیتے تھے۔ لیکن جب اسلام نے پھیل کر بے شمار شہروں کو اپنے حلقے میں لے لیا اور صحابہ بھی مختلف اطراف و اکناف میں جا بسے۔ پھر ان کا بڑا حصہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور یادداشت میں کمی واقع ہو گئی تو اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ حدیث کو قید کتابت میں لا کر مدوّن کر لیا جائے۔

تدوین حدیث کا آغاز تو عہد صحابہ ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ ایسے کئی اشخاص تھے جو لکھ لیا کرتے تھے اور اپنے نوشتوں کے حصے لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے[2]۔ لیکن بڑا حصہ وہ تھا جو لکھنے کی بجائے اپنے سینوں میں محفوظ رکھتا تھا۔ کیونکہ اسلام کے ابتدائی دور میں کتابت حدیث سے منع کر دیا گیا تھا[3]۔ اس سے قرآن کے ساتھ حدیث

---

[1] بخاری کتاب العلم میں ہے کہ جابر بن عبداللہ صرف ایک حدیث کے لیے ایک ماہ کا سفر طے کر کے عبداللہ بن انیس کے پاس گئے تھے۔

[2] بخاری کتاب العلم میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے چنانچہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابۂ رسولؐ میں کوئی مجھ سے زیادہ ذخیرۂ حدیث نہیں رکھتا۔ سوا عبداللہ بن عمرو کے۔ کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

[3] مسلم کتاب الزہد (باب التثبت فی الحدیث) میں ابوسعید خدریؓ سے ایک ارشاد نبوی یوں مروی ہے، میری کوئی بات نہ لکھا کرو، جس نے بھی قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہو مٹا ڈالے۔ ہاں میری باتوں کو زبانی بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ جو شخص جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات مجھ سے منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ تھا ۔ تابعین کبار تو اس معاملے میں صحابہ کرام کی پیروی کرتے رہے یعنی حدیث کی اشاعت میں زبانی روایت سے کام لیتے رہے ۔ جب زمام خلافت امام عادل حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ میں آگئی تو آپ نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں حدیثیں لکھنے کا حکم جاری کیا ۔ صحیح بخاری کتاب العلم میں ہے کہ : حضرت عمرؓ ابن عبد العزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث ملے اسے قلمبند کر لو ۔ کیونکہ اس علم کے ختم ہو جانے اور علما کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے اور حدیث نبوی کے سوا اور کوئی شے قبول کیے جانے کے قابل نہیں ۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیئے کہ یکجا ہو کر اس علم کو ظاہر کر دیں تاکہ نا واقف بھی اس سے واقف ہو جائیں ۔ علم اسی وقت ختم ہوتا ہے جب وہ صیغۂ راز میں مستور رہے " انھوں نے حدیث جمع کرنے کے لیے اپنے عمّال کو تمام مرکزی اسلامی شہروں میں ہدایات جاری کر دیں ۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی فرمائش کے مطابق سب سے پہلے جس نے احادیث کو مدوّن کیا وہ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری تھے جو ایک جلیل القدر امام اور حجاز و شام کے مشہور عالم حدیث تھے ۔ انھوں نے چند چھوٹے صحابہ اور بڑے بڑے تابعین سے حدیثیں لیں ۔ اس کے بعد زہری کے بعد والے طبقے میں تدوین حدیث کا مشغلہ چل پڑا ۔ ان میں تدوین حدیث کی اولیت کا سہرا جن کے سر ہے وہ یہ ہیں : مکے میں ابن جریج ، مدینے میں ابن اسحاق یا مالک ، بصرے میں ربیع بن صبیح یا سعید بن ابی عروبہ یا حماد بن سلمہ ، کوفے میں سفیان ثوری ، شام میں اوزاعی ، واسط میں ہُشیم ، یمن میں معمر ، رے میں جریر بن عبد الحمید اور خراسان میں ابن مبارک ۔ یہ سب کے سب دوسری صدی کے لوگ ہیں اور ان کے مجموعوں میں حدیث نبوی کے ساتھ اقوال صحابہ اور تابعین کے فتاوے بھی ملے جلے ہیں ۔

اس کے بعد تیسری صدی کے آغاز میں راویان حدیث نے الگ الگ مجموعے تالیف کرنے شروع کیے اور یہ سلسلہ پے در پے جاری رہا ۔ یہاں تک کہ امام بخاری کا دور آیا جو علم حدیث میں یکتائے روزگار ثابت ہوئے اور اس فن میں انھیں اعلیٰ مقام

حاصل ہوا۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ صحیح حدیثوں کو چھانٹ کر ایک الگ کتاب میں یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب صحیح بخاری تالیف کی اور اس میں وہی روایت درج کی جس کی صحت ان پر واضح ہو گئی۔ ان کی پیروی امام مسلم بن حجاج نے کی۔ انھوں نے امام بخاری سے روائتیں بھی لیں اور ان سے استفادہ بھی کیا اور اپنی مشہور کتاب صحیح مسلم تالیف کی، ان دونوں کتابوں کو صحیحین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے احادیث کی جو کتابیں لکھی گئیں ان میں عام پڑھنے والے کے لیے کسی حدیث کا درجۂ صحت متعین کرنا دشوار تھا۔ یہ اسی وقت ممکن تھا۔ جب راویوں کے حالات کی تحقیق ہو جائے اور محدثین کی مشہور شرائط پوری ہوں۔

صحابہ کرام کو حدیث جاننے اور اسے دوسرے نہ جاننے والوں تک پہنچانے کے معاملے میں احتیاط کی شدید فکر رہتی تھی اور احتیاط کی اسی شدت کی وجہ سے اکثر اکابر صحابہ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ مثلاً حضرات ابوبکرؓ و زبیر و ابو عبیدہ و عباس بن عبدالمطلب وغیرہ بلکہ بعض تو ایسے بھی تھے جو کوئی حدیث بیان ہی نہیں کرتے تھے[1]۔ مثلاً سعید بن زید بن عمرو بن

---

[1] سنن ابن ماجہ میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ: میں سعد بن مالک کے ساتھ مدینے سے مکے تک ہم سفر رہا، لیکن ان کی زبان سے ایک حدیث نبوی بھی نہیں سنی۔ شعبی کہتے ہیں کہ: میں ابن عمرؓ کے ساتھ سال بھر رہا لیکن حضورؐ کی ایک حدیث بھی بیان کرتے نہیں سنا۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن زبیر کا یہ قول مروی ہے کہ: میں نے اپنے والد سے کہا کہ جس طرح فلاں فلاں حضرات حضورؐ کی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اس طرح میں آپ کو کبھی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ انھوں نے جواب دیا کہ: میں اس سے کنارہ کش نہیں ہوا ہوں۔ لیکن میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو میری طرف جھوٹی روایت منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ حضرت انس کا یہ قول مروی ہے کہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے جو چیز مجھے روکتی ہے، وہ حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی روایت منسوب کرے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے اور جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے عبدالرحمان بن ابی لیلی نے زید ابن ارقم سے فرمائش کی کہ حضورؐ کی کوئی حدیث سنائیے تو انھوں نے کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور نسیان بھی ہونے لگا ہے (باقی حاشیہ ص۲۰ پر دیکھیے)

کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہے۔

اور بے شمار صحابہ سے یہ ثابت ہے کہ وہ حدیثوں کو قبول کرنے میں زیادہ تر توقف سے کام لیتے تھے۔

ذہبی سیدنا ابوبکر رضؓ کے حالاتِ زندگی میں کہتے ہیں کہ روایت قبول کرنے کے معاملے میں سب سے زیادہ آپؓ ہی نے احتیاط سے کام لیا ہے۔ چنانچہ ابن شہاب قبیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کی دادی نے حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آکر اپنے حصۂ وراثت کا مطالبہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نہ کتاب اللہ میں تمہارا حصہ پاتا ہوں نہ مجھے اس کا علم ہے کہ حضورؐ نے تمہارا کوئی حصہ رکھا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے لوگوں سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو مغیرہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضورؐ دادی کو چھٹا حصہ دیا کرتے تھے۔ آپؓ نے پوچھا: کوئی اور بھی تمہاری تائید کرتا ہے؟ اس وقت محمد بن مسلمہ نے اس کے مطابق گواہی دی تو آپؓ نے اس کا حکم جاری کر دیا۔

حضرت عمر رضؓ اس شخص کو سختی سے روکتے تھے جو بکثرت روایتیں بیان کرے یا کسی حکم کے بارے میں کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس کا کوئی دوسرا گواہ موجود نہ ہو۔ آپؓ روایت کم بیان کرنے کی تاکید اس لیے کرتے تھے کہ یہ آپ کی شدید احتیاط کا تقاضا تھا اور آپ کو یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ لوگ حدیث رسولؐ بیان کرتے وقت غلط سلط باتیں نہ کہہ جائیں۔ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عام لوگ روایت بازی میں وسعت نہ اختیار کر لیں جس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ پہلے تشابہ کا دھوکا ہوگا پھر منافق، فاجر اور اعرابی لوگوں کی طرف سے اس میں تدلیس[1] اور جھوٹ کی ملاوٹ شروع ہو جائے گی۔ یہ حضرت عمر رضؓ ہی ہیں جنھوں نے محدثین کے لیے نقل روایت میں چھان پھٹک کی سنت کی بنیاد رکھی۔ آپ کو جب خبر واحد میں شبہہ پیدا ہوتا تو آپ توقف سے کام لیتے تھے۔ جُریری (عن ابی نضرہ عن ابی سعید) روایت کرتے ہیں کہ: ابوموسیٰؓ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۵) اور حضورؐ کی طرف کسی بات کو منسوب کرنا بڑی ذمے داری کا کام ہے۔

[1] تدلیس کے معنی ہیں فروختنی مال کا عیب چھپانا اور محدثین کی اصطلاح میں اپنے شیخ سے اوپر کے راوی کا اس طرح ذکر کرنا کہ گویا اسی سے براہِ راست روایت سنی ہے۔

حضرت عمر رضہ کے پاس گئے اور دروازے کے باہر سے تین بار سلام کیا مگر داخلے کا اذن نہ پایا[۱] تو واپس آگئے۔ حضرت عمر رضہ نے ان کو بلوا کر پوچھا کہ: واپس کیوں چلے گئے تھے۔؟ انھوں نے کہا: میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی تین بار سلام کرے اور اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو اسے لوٹ آنا چاہیئے۔" حضرت عمر رضہ نے فرمایا: یا تو تم اس (حدیث) کا کوئی ثبوت لاؤ ورنہ میں تمھاری خبر لوں گا۔ جناب ابوموسیٰ چہرے کے اُڑے ہوئے رنگ کے ساتھ آئے۔ اس وقت ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ یہ آپ کا کیا حال ہو رہا ہے؟ انھوں نے پورا واقعہ بیان کرکے دریافت کیا کہ کیا تم میں سے بھی کسی نے یہ حدیث سنی ہے؟ ہم سبھوں نے کہا کہ ہاں ہم میں سے ہر ایک نے سنی ہے۔ چنانچہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا گیا جس نے حضرت عمرؓ کو اس حدیث سے باخبر کر دیا۔

حضرت علیؓ کا تو یہ فرمانا ہے کہ: جب میں حضورؐ کی زبان سے کوئی بات سنتا تھا، تو اس سے مجھے فائدہ ــــ جتنا کچھ بھی اللہ چاہتا ــــ پہنچتا تھا۔ لیکن جب کوئی دوسرا آدمی کوئی حدیث بیان کرتا ہے تو میں اس سے قسم لیتا ہوں۔ اگر حلفیہ بیان دے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپؓ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: لوگوں سے وہی حدیثیں بیان کرو جن سے وہ عام طور پر واقف ہوں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو جھٹلایا جائے[۲]؟"

یہیں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہؓ روایت حدیث میں کس درجے چھان پھٹک سے اور روایت قبول کرنے میں کیسی احتیاط سے کام لیتے تھے[۳]۔ لیکن جب حضرت عثمانؓ تخ

---

[۱] اس وقت حضرت عمرؓ کسی ایسے کام میں مشغول ہوں گے جس میں بولنا مناسب نہ ہو۔

[۲] صحیح بخاری کتاب العلم۔

[۳] حدیہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے جب یہ حدیث بیان کی کہ "جس عورت کو تین طلاقیں دے کر مبتوتہ" کر دیا گیا ہو اس کے لیے کوئی نفقہ و سکنیٰ نہیں" تو حضرت عمرؓ نے اس کی طرف کوئی

(باقی حاشیہ صفحہ نمبر ۲۵ پر دیکھیے)

کی شہادت کے بعد فتنے پیدا ہوئے۔ خلافت میں اختلاف پیدا ہوا اور اس کے کئی ایک مدعی ہوئے تو ہر ایک گروہ ایسی دلیلیں اور ایسی حدیثیں تلاش کرنے لگا۔ جن سے اس کے دعوے کی تائید نکل آئے اس وقت بعضوں نے یہ کیا کہ جب اپنے دعوے کی تائید میں یا کوئی دلیل پیش کرنے کے لیے کوئی حدیث تلاش کرنے میں دشواری پیش آئی تو انھوں نے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑنی شروع کر دیں۔ اور اس انارکی کے دور میں یہ سلسلہ بکثرت چل پڑا۔ چنانچہ مہلّب ابن ابی صفرہ عام مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لیے اور خوارج[1] کو کمزور کرنے کی غرض سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا اور مہلب جیسے بہتیرے اور لوگ بھی تھے جو مختلف اغراض کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے، کیونکہ خوارج، روافض اور منکرین قدر وغیرہم جیسے مبتدعین بکثرت پیدا ہو گئے تھے۔

جب فتنہ دب گیا اور مسلمانوں نے تحقیق کی طرف توجہ دی تو دیکھا کہ اس قسم کی موضوع حدیثیں بڑی کثرت سے رائج ہو گئی ہیں اس وقت وہ صحیح و موضوع روایات کو الگ کرنے میں لگ گئے۔ صحیح مسلم میں[2] بسندٍ۔ حدثنی ابو ایوب سلیمان بن عبداللہ الغیلانی حدثنا ابو عامر یعنی العقدی حدثنا رباح عن قیس بن سعد عن مجاھد۔ یہ روایت ہے کہ بُشیر بن کعب عدوی ابن عباس کے پاس آئے اور قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہہ کہہ کر حدیثیں بیان کرنا شروع کیں۔ ابن عباسؓ نے نہ ان کی طرف کان دھرا، نہ ان کی طرف رخ کیا۔ انھوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس! یہ کیا بات ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہا ہوں اور آپ ہیں کہ سنتے بھی نہیں؟ ابن عباسؓ نے جواب دیا: کبھی یہ ہوتا تھا کہ جب کسی شخص کو ہم قال رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷) توجہ نہ دی بلکہ فرمایا کہ: ہم کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کو ایک ایسی عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتے جس کے متعلق ہم نہیں جانتے کہ اس نے (حدیث کو) ٹھیک یاد رکھا یا اسے بھول ہوئی (مسلم ج ۱ ص ۴۸۵)

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان ج ۲ ص ۱۴۶۔ [2] باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملہا ج ۱ ص ۱۰)

صلی اللہ علیہ وسلم کہتے سنتے تھے تو ہماری نگاہیں فوراً اس کی طرف مُڑ جاتی تھیں اور ہم اس کی طرف اپنے کان جھکا لیتے تھے۔ لیکن جب لوگ ہر صحیح وغلط راستے پر چلنے لگے تو اب لوگوں کی صرف وہی باتیں لیتے ہیں جن سے ہم واقف ہیں۔

ائمۂ حدیث نے حدیثوں کو مدوّن کرنا شروع کیا تو ان کو جوں کا توں لے کر مدوّن کر لیا اور جو کچھ ان کو پہنچا اس میں سے عموماً صرف اسی حدیث کو خارج کیا جس کے متعلق انھیں معلوم ہو گیا کہ یہ موضوع اور گھڑی ہوئی ہے۔ انھیں جو اسنادیں ملیں ان کو یکجا کر لیا۔ اس کے بعد راویوں کے حالات کی اچھی طرح چھان بین کی اور یہ معلوم کر لیا کہ کس کی روایت قبول کیے جانے کے لائق ہے اور کس کی رد کیے جانے کے قابل اور کس کی روایت قبول کرنے میں توقف چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے خود مروی عنہ اور روایت کی صورت حال کی بھی چھان بین کی کیونکہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس راوی کی عدالت وضبط معلوم ہو اس کی ہر روایت کو قبول کر لیا جائے۔ بعض اوقات وہ سہو، نسیان یا وہم کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ یہ

چونکہ حدیث کے حاملین اور رواۃ اپنے حافظے، یادداشت، پرہیزگاری، انہماک اور اسی طرح کے دوسرے اوصاف میں تفاوت رکھتے ہیں اس لیے وہ فن ظہور میں آیا جس سے ان راویوں کے حالات — جرح اور تعدیل کے لحاظ سے — ان کی ولادت، حالاتِ زندگی اور وفات کی تاریخیں وغیرہ معلوم ہوں اور اس علم کی بھی بہت سی شاخیں پیدا ہو گئیں مثلاً — جیسا کہ ابن خلدون نے اپنے مقدمے[1] میں کہا ہے — اسانید پر غور کرنا اور ایسی واجب العمل احادیث کو پہچاننا جن کی سند اپنے اندر مکمل شرائط صحت رکھتی ہو۔ ظاہر ہے کہ عمل اس وقت واجب ہوتا ہے جب گمان غالب سے یہ علم ہو جائے کہ یہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اس کے لیے وہ طُرق معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو اس نوع کا گمان غالب پیدا کر دے اور اس کا ذریعہ یہ ہے کہ

---

[1] ص ۳۶۸ ۔

راویوں کی عدالت وضبط کا علم ہو جائے۔ یہ علم جب ہی ہوتا ہے کہ ائمہ دین نے ان راویوں کی صداقت تسلیم کی ہو اور انھیں بھول یا دوسرے اعتراضات سے بُری قرار دیا ہو۔ یہی ہمارے لیے کسی کو قبول یا ترک کرنے کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح صحابہ وتابعین سے جو لوگ روایت کرتے ہیں ان کے مرتبوں کے تفاوت کو اور ہر ہر فرد کے امتیاز کو جاننا بھی ضروری ہے۔ نیز یہی صورت اسانید کی ہے کہ ان میں کہیں اتصال ہوتا ہے اور کہیں ایسا انقطاع ہوتا ہے کہ ایک شخص جس سے روایت کر رہا ہوتا ہے اس سے اس کی لقاہی ثابت نہیں ہوتی اور اسانید ایسی تمام علتوں سے محفوظ ہوں جو ان کو کمزور کرتی ہوں۔ اسانید کی دو متفاوت سمتیں ہوتی ہیں۔ اعلیٰ کو قبول کیا جاتا ہے اور ادنیٰ کو رد کر دیا جاتا ہے اور درمیانی کے متعلق اختلاف ہے۔ جیسا کہ اس فن کے ائمہ سے منقول ہے۔ ایسے موقعوں پر ان کی خاص اصطلاحات ہیں جن سے ان اسانید کے مختلف درجات کی نشان دہی ہوتی ہے۔ مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، منقطع، معضل، شاذ، غریب وغیرہ۔ یہ "القاب" ائمہ حدیث میں رائج ہیں۔ انھوں نے ہر ایک کو علیحدہ ابواب میں بیان کر کے، ان کے متعلق اس فن کے ائمہ کے اختلافات واتفاقات کو نقل کر دیا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ ایک راوی نے دوسرے سے جو روایت لی ہے وہ بذریعۂ قراءت ہے یا بذریعۂ کتابت، براہِ راست ہے یا بطریق اجازت اور پھر ان سب کے درجات میں کیا تفاوت ہے اور ان کے قبول یا رد کرنے میں علماء کا کیا اختلاف ہے؟ پھر اس کے بعد خود متن حدیث کے الفاظ کا معاملہ آتا ہے جس کے لیے انھوں نے غریب، مشکل، تصحیف، مفترق اور مختلف وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

حافظ ابن حجر اپنی کتاب نخبة الفكر کی شرح[1] کے آغاز میں لکھتے ہیں: اصطلاحات میں سب سے پہلی کتاب قاضی ابو محمد رامہرمزی نے لکھی یعنی المحدث الفاصل[2] لیکن

---

[1] یعنی نزہة النظر فی توضیح نخبة الفکر۔ آگے اس کا ذکر آئے گا۔

[2] کتاب کا پورا نام المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ہے (باقی حاشیہ صفحہ ۲۵ پر دیکھیں)

اس میں تمام اصطلاحات کا احاطہ نہیں کیا۔ دوسرے ابوعبداللہ حاکم نیساپوری ہیں۔ لیکن انھوں نے اس کی تہذیب یعنی نوک پلک ٹھیک نہیں کی[1]۔ انھیں کے نقشِ قدم پر ابونعیم اصبہانی چلے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں بہت سے مسائل حل کیے اور کچھ دوسرے آنے والوں کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد خطیب ابوبکر بغدادی نمودار ہوئے۔ انھوں نے روایت کے اصول وضوابط میں ایک کتاب لکھی اور "الکفایہ" نام رکھا نیز آداب روایت میں بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام الجامع لآداب الشیخ والسامع رکھا۔ حدیث کے فنون میں شائد ہی کوئی فن ایسا ہوگا جس پر خطیب بغدادی نے ایک الگ کتاب نہ لکھی ہو لہٰذا بقول حافظ ابوبکر بن نقطہ کے جو شخص انصاف سے کام لے گا۔ وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ جتنے محدثین خطیب موصوف کے بعد ہوئے ہیں وہ سب خطیب کی کتابوں کے خوشہ چیں ہیں۔ خطیب کے بعد بھی کچھ لوگ ایسے گزرے ہیں جن کو اس علم سے حصۂ وافر ملا۔ چنانچہ قاضی عیاض نے ایک لطیف کتاب لکھی جس کا نام الالماع رکھا۔ ابوحفص میانجی[2] نے بھی ایک رسالہ لکھا جس کا نام انھوں نے مالایسع المحدث جھلہ رکھا۔ اسی طرح اور بھی تصانیف ہیں جنھوں نے شہرت حاصل کی اور ان کی شرح یا تلخیص کی گئی یہاں تک کہ یہ حافظ فقیہہ ابوعمرو عثمان بن الصلاح شہرزوری مقیم دمشق کا دور آیا۔ مدرسۂ اشرفیہ میں تدریس حدیث کا منصب ان کے سپرد ہوا تو انھوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب (مقدمہ ابن الصلاح) لکھی۔ اسکی تہذیب وتبویب کی، چونکہ تھوڑا تھوڑا کر کے املا کراتے رہے اس لیے اس کی ترتیب مناسب انداز کی نہ ہو سکی۔ انھوں نے خطیب کی متفرق تصانیف کی طرف

(بقیہ حاشیہ ص۲۴) گمان غالب ہے کہ یہ علوم حدیث میں پہلی کتاب ہے۔ اس سے پہلے کی تصانیف مختلف الگ الگ بحثوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن یہ کتاب المحدث الفاصل اپنے زمانے کی جامع ترین کتاب ہے۔

[1] لیکن ابن خلدون مقدمہ ص۳۲۹ میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے بڑی عمدگی سے تہذیب کا کام بھی کیا تھا۔

[2] یعنی ابوحفص عمر بن عبدالمجید قریشی متوفی ۵۸۰ھ۔

توجہ دی اور بکھرے ہوئے مضامین و مواد کو یکجا کیا اور کچھ مواد دوسری جگہوں سے لے کر ملا لیا اور گویا فن کا نچوڑ حاصل کر لیا۔ اس طرح ان کی کتاب میں وہ مواد یکجا ہو گئے جو دوسری کتابوں میں بکھرے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ اسی کے پروانے رہے اور اسی روش پر چلتے رہے۔ ان لوگوں کا شمار نہیں بتایا جا سکتا جنھوں نے اسے منظوم کیا، اس کو اختصار کا جامہ پہنایا، اس پر استدراک لکھا، اس کا خلاصہ تحریر کیا، اس پر تنقیدیں کیں اور اس کی حمایت کی۔

زین عراقی[1]، زرکشی[2] اور حافظ ابن حجر سب نے اس کتاب پر "نکت"[3] لکھے۔ عراقی کی نکت کا نام التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من کتاب ابن الصلاح ہے۔ حافظ ابن حجر کی نکت کا نام الافصاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح ہے۔ ابن صلاح کی کتاب کا بہت سے لوگوں نے اختصار بھی کیا ہے۔ مثلاً قاضی القضاۃ مصر بدر الدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ کنانی حموی شافعی متوفی بمصر ۷۳۳ھ۔ اس اختصار کا نام انھوں نے المنہل الروی فی الحدیث النبوی رکھا۔ جس کی شرح ان کے پڑپوتے عز الدین محمد بن ابی بکر بن عبد العزیز بن بدر الدین بن جماعہ متوفی بمصر ۸۱۹ھ نے لکھی اور اس کا نام المنہج السوی فی شرح المنہل الروی رکھا۔ ابن صلاح کی کتاب کا ایک اختصار سراج الدین ابو حفص عمر بن رسلان بن نصیر بلقینی شافعی متوفی ۸۰۵ھ نے کیا ہے جس کا نام محاسن الاصطلاح فی تضمین کتاب ابن الصلاح[3] ہے۔ نیز محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے بھی تقریب الارشاد الی علم الاسناد کے نام سے ایک اختصار کیا ہے اور پھر اس کا بھی ایک اختصار کیا ہے جس کا نام التقریب والتیسیر رکھا اور اب اسی کی شہرت ہے جس کی شرحیں زین عراقی، سخاوی اور سیوطی وغیرہ نے لکھی ہیں۔

---

[1] زین الدین عبد الرحیم عراقی متوفی ۸۰۶ھ۔

[2] بدر الدین محمد بن بہادر متوفی ۷۹۴ھ۔

[3] اس کا ایک نسخہ برلن کے شاہی کتب خانے میں ہے جس کا نمبر ۱۰۴۲ ہے۔

اس کتاب کو اَلْفِیہ[1] کی شکل میں حافظ زین الدین عبد الرحیم بن الحسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ نے منظوم کیا ہے جس کا نام نظم الدرر فی علم الاثر ہے۔ اس میں انھوں نے ابن صلاح کے مضامین کا ملخص پیش کیا ہے اور اس میں کچھ نئے اضافے بھی کیے ہیں۔ اسے انھوں نے ۷۶۸ھ میں مکمل کیا۔ اس کی ایک شرح بھی لکھی جسے ۷۷۱ھ میں مکمل کیا جس کا نام "فتح المغیث" ہے۔ پھر اس کی دو شرحیں لکھیں۔ ایک طویل ہے دوسری مختصر۔ اس پر ایک حاشیہ برہان الدین ابراہیم بقاعی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا جس کا نام النکت الوفیہ بما فی شرح الالفیۃ ہے۔ نظم الدرر کی ایک شرح فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث کے نام سے سخاوی نے بھی لکھی ہے اور جلیسا کہ خود سخاوی بھی کہتے ہیں تلخیص و تحقیق کے ساتھ اس ٹھوس اور جامع کتاب کی کوئی نظیر نہیں ملے گی۔ اس کی ایک شرح قطر الدرر کے نام سے سیوطی نے اور صعود المراقی کے نام سے قطب الدین محمد بن محمد خیضری دمشقی نے اور فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی کے نام سے شیخ الاسلام قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری مصری شافعی متوفی بمصر ۹۲۸ھ نے بھی لکھی ہے۔ نظم الدرر پر شیخ علی بن احمد بن مکرم صعیدی عدوی مالکی متوفی بمصر ۱۱۸۹ھ نے ایک حاشیہ ایک جلد میں لکھا ہے۔ عراقی کی نظم الفیہ کے مقابلے میں سیوطی نے بھی الفیہ لکھا ہے جس میں بہت سے اہم نکتے اور بڑے کار آمد فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

فن حدیث میں جو مفید اور جامع متن لکھے گئے ہیں ان میں شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی کی کتاب نُخْبَۃ الفِکر فی مصطلح اھل الاثر بھی ہے جس کی شرح بھی انھوں نے خود لکھی ہے یعنی نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر یہ جامع اور قابل قدر شرح ہے، اس پر ایک حاشیہ قضاء الوطر من نزھۃ النظر کے نام سے شیخ ابو الامداد ابراہیم بن ابراہیم بن حسن لقانی مالکی متوفی ۱۰۴۱ نے لکھا ہے اور دوسرا حاشیہ علامہ سری الدین بن صائغ متوفی ۱۰۶۶ھ

---

[1] ابن صلاح کی تالیف پر ایک مختصر نظم محمد بن احمد بن خلیل خوبی متوفی ۶۹۳ھ کی بھی ہے جس کا ایک نسخہ قلمی برلن کے مذکورۂ بالا کتب خانے میں ہے جس کا نمبر ۱۰۳۴۶ ہے۔

کا ہے اور ایک دوسرا حاشیہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ کا بھی ہے۔ نخبۃ الفکر کی بہت سی شرحیں بھی لکھی گئی ہیں جن میں ایک شرح تو ان کے فرزند کمال الدین محمد بن احمد بن حجر عسقلانی کی ہے جس کا نام نتیجۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر ہے۔ ایک شرح ابن حجر کے معاصر کمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ بن محمد بن خلف اللہ بن خلیفہ تمیمی داری مالکی مغربی الاصل شمنی[1] اسکندری مقیم قاہرہ متوفی ۸۲۱ھ کی ہے۔ ایک دوسری شرح محمد اکرم بن عبد الرحمان مکّی کی ہے جس کا نام امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر۔ کچھ شرحیں نخبۃ الفکر کی شرح یعنی نزھۃ النظر کی بھی لکھی گئی ہیں جن میں ایک شیخ علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ کی ہے۔ اس کا نام مصطلحات اھل الاثر علی شرح نخبۃ الفکر ہے۔ دوسری شرح شیخ عبد الرؤف بن تاج العارفین مُناوی متوفی ۱۰۲۱ھ کی ہے جس کا نام الیواقیت والدرر فی شرحِ شرح نخبۃ الفکر ہے۔ ایک اور شرح شیخ ابو الحسن محمد صادق بن عبد الہادی سندھی مدنی حنفی مقیم مدینۂ منوّرہ متوفی بہ مدینہ ۱۱۳۸ھ نے بھی لکھی ہے۔[2]

[3] نخبۃ الفکر کو بعضوں نے منظوم بھی کیا ہے۔ مثلاً مذکورۂ بالا کمال الدین شمنی نے اسے منظوم کیا اور ان کے فرزند تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد شمنی نے اس نظم کی شرح لکھی۔ ان کی اصل تو قسطنطینیہ ہے مگر یہ پیدا ہوئے اسکندریہ میں اور ان کی نشو و نما ہوئی قاہرہ میں۔ یہ پہلے شافعی تھے۔ پھر حنفی مسلک کے پیرو ہو گئے۔ ان کی وفات ۸۷۲ھ میں ہوئی۔ ان کی اس شرح کا نام العالی الرتبۃ فی شرح نظم النخبۃ ہے۔ نخبۃ کو شیخ الاسلام رضی الدین ابو الفضل بن محمد ابو البرکات رضی الدین بن احمد غزی متوفی ۹۳۵ھ نے بھی منظوم

---

[1] شمنہ باب قسطنطینیہ کے پاس ایک کشت زار ہے جس کی طرف یہ منسوب ہے۔

[2] نخبۃ الفکر پر ایک حاشیہ اور شرح کمال الدین محمد بن محمد بن ابی شریف مقدسی متوفی ۹۰۶ھ ۱۴۹۹ء نے لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ برلن کے مذکورہ کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کا نمبر ۱۱۰۸ ہے۔

[3] انھوں نے ابن ہشام کی المغنی کی شرح لکھی ہے اور شفاء قاضی عیاض کا حاشیہ بھی۔

کیا جس کا نام مسلك الدرر فی مصطلح اھل الاثر و نظم نخبۃ الفکر لابن حجر[1] ہے۔
نیز ابو حامد سیدی العربی بن ابی المحاسن یوسف بن محمد متوفی ۱۰۵۲ھ نے اسے نظم کا جامہ پہنایا جس کا نام عقد الدرر فی نظم نخبۃ الفکر ہے۔ ان کا لقب فاسی ہے فاس ہی ان کا وطن ہے۔ آبائی وطن قصر ہے اور یہ نسباً فہری ہیں۔ انھوں نے نخبہ کی شرح بھی لکھی ہے۔ ایک مختصر سی نظم میں انھوں نے حدیث کے القاب و اقسام کو بھی یکجا کیا ہے جس کا نام الطرفہ رکھا ہے۔ اس کی شرح ابو عبداللہ فتح بن شیخ الاسلام ابو محمد عبدالقادر بن علی بن ابی المحاسن یوسف القاضی متوفی ۱۱۱۶ھ نے لکھی ہے جو مشہور اور متداول ہے اس پر متعدد حاشیے بھی لکھے گئے ہیں۔

علوم حدیث پر جو مزید کتابیں ان کے علاوہ لکھی گئی ہیں ان کے نام اور ان کے مؤلفین کے نام یہ ہیں:

خلاصۃ فی معرفۃ الحدیث[2] - ابو محمد حسین بن عبداللہ الطیبی متوفی ۷۴۳ھ۔
مقدمۃ فی علم الحدیث[3] - ابو الخیر محمد بن محمد بن جزری متوفی ۸۳۳ھ
تذکرۃ العلماء فی اصول الحدیث[4] - ایضاً
تنقیح الانظار فی علوم الآثار[5] - سید محمد بن ابراہیم بن علی بن مرتضیٰ بن الہادی معروف بہ ابن الوزیر متوفی ۸۶۰ھ۔
بلغۃ الحدیث فی علوم الحدیث[6] - یوسف بن حسن بن عبد الہادی دمشقی متوفی ۹۰۹ھ۔

---

[1] اس کا ایک قلمی نسخہ برلن کے مذکورہ کتب خانے میں ہے۔ نمبر ۱۱۱۲ ہے۔
[2] اس کا قلمی نسخہ بھی وہیں ہے نمبر ۱۰۶۴ ہے۔
[3] اس کا ایک نسخہ بھی وہیں ہے۔ نمبر ۱۰۴۴ ہے۔
[4] اس کا نسخہ بھی وہیں ہے۔ نمبر ۱۰۸۵ ہے۔
[5] اس کا نسخہ بھی وہیں ہے۔ نمبر ۱۱۱۸ ہے۔
[6] یہ نسخہ بھی وہیں ہے جس کا نمبر ۱۱۱۹ ہے۔

المختصر فی مصطلح اهل الاثر۔ عبد اللہ سنشوری شافعی فرضی متوفی ۹۹۹ھ

خلاصۃ الفکر فی شرح المختصر۔[1] ایضاً

یط مختصر جامع لمعرفۃ علوم الحدیث۔[2] سید شریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی حسینی جرجانی حنفی متوفی بشیراز ۸۱۶ھ

اس کتاب میں ایک مقدمہ اور دو دوسرے مقاصد ہیں۔ اس کا اکثر حصہ مذکورہ بالا حسین طیبی کی خلاصہ سے ماخوذ ہے۔ اس کی شرح بھی ہے یعنی

ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی۔ علامہ ابو الحسنات محمد عبد الحیؒ فرنگی محلی متوفی ۱۳۰۴ھ

القصیدۃ الغرامیہ۔ ابو العباس شہاب الدین احمد بن فرح بن احمد بن محمد لخمی اشبیلی شافعی مقیم دمشق متوفی ۶۹۹ھ۔

یہ کتاب منظوم شکل میں ہے جس میں القاب و اقسام حدیث مذکور ہیں۔ اس کے آغاز میں غرامی صحیح الخ کے الفاظ ہیں۔ اسی رعایت سے اس نظم کا نام قصیدۂ غرامیہ ہے۔ اس کی کئی شرحیں ہیں جن کے مؤلفین یہ ہیں:

بدر الدین[1] محمد بن ابی بکر بن جماعہ (ان کی شرح کا نام زوال الترح بشرح منظومۃ ابن فرح ہے[3]) حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفی۔ ابو العباس[3] احمد بن حسین بن علی بن خطیب بن قنفذ قسطینی متوفی ۸۱۰ھ، محمد[3] بن ابراہیم بن خلیل تتائی مالکی متوفی ۹۳۷ھ، شمس الدین[3] ابو الفضل محمد بن محمد ولجی عثمانی شافعی متوفی ۹۲۷ھ یا ۹۵۰ھ، یحیٰی[1] بن عبد الرحمان اصفہانی قرشی زبیری اسدی معروف بہ قرافی شافعی متوفی[4] ۹۶۳ھ، محمد[3] الامیر الکبیر متوفی ۱۲۳۲ھ۔

ایک نظم اصطلاحات حدیث میں عمر بن محمد بن فتوح بیقونی دمشقی شافعی متوفی ۱۰۸۰ھ کی

---

[1] یہ نسخہ بھی وہیں ہے جس کا نمبر ۲۲ ۱۱ ہے۔

[2] اس کا نام الرسالۃ الطیبیۃ ہے۔ اس کا نسخہ بھی وہیں ہے جس کا نمبر ۱۰۶۶ ہے۔

[3] بغیۃ الرواۃ میں ہے کہ اس کی تین شرحیں ہیں۔

[4] اس کا ایک قلمی نسخہ وہیں ہے جس کا نمبر ۱۰۵۹ ہے۔

بھی ہے جو "بیقونیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بھی لوگوں نے شرحیں لکھی ہیں۔ چند شارحین یہ ہیں:

علامہ[1] شیخ محمود نشابہ (جن کی شرح کا نام البہجۃ الوضیۃ شرح متن البیقونیۃ ہے) شیخ محمد[2] بن صعدان معروف بہ جادالمولیٰ شافعی حاجری متوفی ۱۳۲۹ھ، حموی[3]، ابن میت[4] دمیاطی، محمد[5] بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ وغیرہ[1]۔

علوم حدیث میں ایک کتاب الاقتراح بیان الاصطلاح[2] بھی ہے جو تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری معروف بہ ابن دقیق العید متوفی ۷۰۲ھ نے لکھی ہے۔

علم حدیث میں مذکورۂ بالا مؤلفین کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً[1] محمد بن منغلطی متوفی ۷۶۲ھ، ابن[2] ملقن متوفی ۸۰۴ھ، ابن[3] جزری متوفی ۸۳۳ھ۔ وغیرہ۔

لیکن اس فن کی سب سے زیادہ اہم کتاب جو سب سے آخر میں لکھی گئی وہ توجیہ النظر الیٰ اصول الاثر ہے جس کے مؤلف شیخ طاہر جزائری دمشقی متوفی ۱۳۳۸ھ ہیں[3]۔

---

[1] اس کا ایک قلمی نسخہ برلن کے کتب خانۂ مذکورہ میں ہے جس کا نمبر ۱۱۲ ہے۔ زرقانی موصوف کی اس شرح کی بھی ایک شرح ہے جو عطیہ اجہوری شافعی متوفی سنہ ۱۱۹۰ھ نے لکھی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ وہیں برلن میں موجود ہے۔ اس کا نمبر ۱۱۲۹ ہے۔

[2] برلن میں اسی کتب خانے میں ایک قلمی نسخہ اس کا بھی ہے جس کا نمبر ۱۰۶۳ ہے۔

[3] ہم یہاں چند اور تالیفات کا بھی ذکر کئے دیتے ہیں جن کا علم نادر مآخذ سے ہوا ہے:

(۱) محمد بن حبان ابن احمد بستی تیمی متوفی ۳۵۴ھ کی التقاسیم والانواع۔

(۲) عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصفہانی متوفی سنہ ۳۶۹ھ کی الثواب فی الحدیث۔

(۳) علی بن ابراہیم غرناطی متوفی ۵۷۹ھ کی الاعلام فی استیعاب الروایۃ عن الائمۃ الاعلام۔

(۴) عمر بن بدر بن سعید حنفی موصلی متوفی ۶۲۲ھ کی المغنی فی علم الحدیث۔

(۵) محمد بن اسحاق قونوی متوفی ۶۷۲ کی جامع الاصول فی الحدیث۔

(۶) احمد بن محمد بن الصاحب متوفی ۷۸۸ھ کی المغیث فی علم الحدیث۔ (باقی حاشیہ ص ۳۸ پر دیکھیں)

متاخرین نے علوم حدیث پر جو کتابیں لکھی ہیں ان میں سے اکثر بہترین شرحوں کے ساتھ طبع ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اس فن میں فقیہ تقی الدین ابو عمرو عثمان بن الصلاح متوفی ۶۴۲ھ کی کتاب کو، جو مقدمۂ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہے۔ سب سے پہلے علامہ محدث ابو الحسنات عبد الحئی فرنگی محلی نے ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ پر چھپوایا اور دوبارہ یہی کتاب شیخ محمود دسمکری حلبی کی تصحیح کے بعد مصر میں ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی۔ بظاہر تو یہی لکھا ہے کہ اس کا دو نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے جن میں ایک وہ ہے جو ہندوستان میں مولانا عبد الحئی فرنگی محلی نے چھپوایا ہے اور دوسرا وہ قلمی نسخہ ہے جو مصر کے رواق الاتراک میں محفوظ ہے۔ لیکن شیخ محمود کا طبع کرایا ہوا یہ نسخہ غلطیوں سے پاک نہیں بلکہ بعض فاحش غلطیاں ہیں جن کا علم اس فن کی دوسری کتابیں دیکھنے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ ایک کتاب حافظ جلال الدین سیوطی کی بھی مطبعۂ خیریہ مصر سے ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوئی ہے جس کا نام تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ہے۔ حافظ سیوطی نے اس میں کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کا شمار ان کی اہم ترین تصانیف میں ہے اور عراقی کی الفیہ جو مقدمۂ ابن صلاح کی منظوم تلخیص ہے۔ ہندوستان میں چھپی ہے۔ لیکن اس میں تاریخ طباعت درج نہیں۔ عراقی نے اپنی الفیہ کی جو شرح فتح المغیث فی

---

(۷) (بقیہ حاشیہ ص ۲۷) ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ کی المقنع فی علوم الحدیث۔

(۸) زکریا بن محمد بن عبید اللہ قائنی متوفی ۸۵۰ھ کی اشراقات الاصول فی احادیث الرسول۔

(۹) ابن الجزری متوفی ۸۳۳ھ کی الھدایۃ الی علم الروایۃ۔

(۱۰) احمد بن محمد شمنی متوفی ۸۷۲ھ کی منظومۃ فی اصول الحدیث۔

(۱۱) محمد بن سلیمان کافیجی ۸۷۹ھ کی منیح الدروس فی علم الاثر۔

(۱۲) سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی الروض المکلل والورد المعلل فی مصطلح الحدیث۔

(۱۳) حسین بن علی حسنی حصکفی متوفی ۱۰۱۹ھ کی مصباح الظلام فی علم حدیث الرسول علیہ السلام۔

(۱۴) یونس اثری رشیدی متوفی ۱۰۲۰ھ کی الدرد فی مصطلح اہل الاثر۔

(۱۵) عبد الرؤف بن تاج العارفین مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ کی بغیۃ الطالبین لمعرفۃ اصطلاح المحدثین۔

شرح الفیۃ الحدیث کے نام سے لکھی ہے وہ اور شمس الدین محمد سخاوی کی ایک شرح دونوں ایک ساتھ لکھنؤ میں ۱۳۰۳ھ میں طبع ہوئی ہیں۔ سیوطی کی الفیہ جو فن حدیث میں ہے ۱۳۳۲ھ میں مصر سے شائع ہوئی ہے۔ ابن حجر عسقلانی کی "نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" ۱۸۶۲ء میں کلکتے سے موسیو لوتیس کی کوشش سے طبع ہوئی تھی۔ پھر اسی فن کے ایک رسالے کے ساتھ، جو محمد برگوی کا ہے، مصر سے ۱۳۰۱ھ میں چھپی۔ پھر النخب الفکریہ کے نام سے سنن ابن ماجہ کے ساتھ بھی شائع ہوئی۔ خود مصنفِ نخبہ کی لکھی ہوئی شرح نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر کلکتے سے ۱۸۶۲ء میں اصل متن کے ساتھ طبع ہوئی اور مصر سے ۱۳۰۸ھ میں چھپی اور اس شرح کی شرح، جو علی بن سلطان محمد ہروی قاری نے لکھی ہے۔ مطبعۂ اُخوت استانبول سے ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی۔ فن اصول حدیث میں سید جرجانی کا رسالہ دہلی سے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہوا اور ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی کے نام سے مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے رسالۂ جرجانی کی جو شرح لکھی ہے وہ لکھنؤ سے مقدمۂ ابن صلاح کے ساتھ ۱۳۰۴ھ میں چھپی۔ عمر بن محمد بن فتوح بیقونی کی وہ نظم جو اصطلاحات حدیث میں لکھی گئی ہے اور جس کو بیقونیہ کہتے ہیں، مصر سے متعدد بار یعنی ۱۲۷۳ھ، ۱۲۰۶ھ، ۱۲۹۷ھ، ۱۳۰۲ھ، ۱۳۰۶ھ اور ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوتی رہی۔ شیخ محمود نشابہ نے البھجۃ الوضیۃ کے نام سے جو بیقونیہ کی شرح لکھی ہے۔ وہ ۱۳۲۸ھ میں طبع ہوئی، اسے شائع کرانے والے خود شارح کے صاحبزادے سید عبداللطیف ہیں جو طرابلس کب شام کے جامع کبیر منصوری کے مدرس اور رئیس معارف ہیں۔ شیخ عطیہ نے جو حاشیہ شیخ محمد زرقانی کی شرح بیقونیہ پر لکھا ہے وہ مطبع عثمان بن عبدالرزاق مصر سے ۱۳۰۵ھ اور ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوا ہے۔ بدر الدین محمد بن ابی بکر بن جماعہ کی زوال الترح فی شرح منظومۃ ابن فرح کو پروفیسر فلیشر نے جرمن ترجمے کے ساتھ لیڈن سے ۱۸۶۵ء میں شائع کرایا۔ اس فن کی آخری مفید کتاب علامہ طاہر جزائری کی کتاب توجیہ النظر الی اصول الاثر ہے جو مصر سے ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوئی۔

فن حدیث کی جو بنیادی کتابیں متقدمین نے لکھی ہیں وہ ہنوز شائع نہیں ہوئی ہیں اور

اب تک قلمی صورت میں موجود ہیں۔ چنانچہ قاضی ابو محمد رامہرمزی کی المحدث الفاصل بین الراوی والواعی جو اس فن کی پہلی کتاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ دمشق کے کتب خانۂ ظاہریہ میں اور ایک نسخہ حلب کے تکیۂ اخلاصیہ میں موجود ہے[1] حافظ احمد بن علی یعنی خطیب بغدادی متوفی ۴۶۲ھ کی الجامع لآداب الراوی والسامع بقول صاحب کشف الظنون اصول حدیث کے قواعد و فوائد پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک نہایت نفیس نسخہ اسکندریہ کی مجلس بلدی کے کتب خانے میں موجود ہے[2] خطیب موصوف کی ایک اور کتاب الکفایۃ فی معرفۃ اصول الروایہ کا ایک نسخہ کتب خانۂ مدرسہ عثمانیہ حلب میں[3] ۔ دوسرا کتب خانۂ ظاہریہ دمشق میں[4] اور تیسرا کتب خانہ سلطانیہ مصر میں[5] اور چوتھا کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ خطیب کی ان دونوں کتابوں کی اہمیت واضح کرنے کے لیے اسی بات کو دہرا دینا کافی ہے جو حافظ ابوبکر بن نقطہ نے کہی ہے کہ: جو انصاف سے کام لے گا وہ یہ تسلیم کرے گا کہ بعد کے تمام محدثین خطیب کی کتابوں کے رہینِ منت ہیں۔ قاضی عیاض کی کتاب الالماع کا ایک نسخہ بھی دمشق کے کتب خانۂ ظاہریہ میں ہے۔

رہی حاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحافظ نیساپوری کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث جو (رامہرمزی کی کتاب کے بعد) اس فن کی دوسری کتاب ہے تو اس کی اشاعت کے لیے

---

(۱) پروفیسر محمد راغب الطباخ مجلۃ المجمع العلمی العربی ج ۵ ص ۲۶۹ میں اس نسخے کے متعلق یوں کہتے ہیں: یہ بہت نفیس نسخہ ہے جس پر بڑے بڑے علماء کی تحریریں لکھی ہوئی ہیں۔

(۲) اس کے بیس اجزاء ہیں اور ہر جزء پر حفاظ حدیث اور اکابر علماء کا سماع درج ہے۔ یہ نسخہ پروفیسر راغب موصوف کے پاس تھا جو کتب خانۂ مذکور کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

(۳) اس کا نمبر ۴۶۴ ہے۔

(۴) اس نسخے کے ۲۱۶ صفحے ہیں اور ۹۲۵ھ میں بخط مغربی لکھا گیا ہے۔

(۵) یہ نسخہ حدیث کے سیکشن میں ہے اور ابتدائی حصہ ناقص ہے۔

ہم آمادہ ہوئے ہیں۔ یورپ، ترکی، شام اور مصر کے سفر میں مجھے اس کتاب کے آٹھ نسخے ملے۔ ایک نسخہ تو لندن میں، تین نسخے قسطنطنیہ میں، ایک دمشق میں، ایک حلب میں اور دو قاہرہ میں دستیاب ہوئے۔ پہلا نسخہ جو مجھے حاصل ہوا وہ لندن کے برٹش میوزیم کے کتب خانے میں محفوظ ہے جس کا نمبر ۵۴۰۹۶۷۶ ہے۔ یہ نسخہ مجھے ۱۹۲۹ء میں ہاتھ لگا جب آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے درس سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ نسخہ ان تمام نسخوں سے بہتر ہے جو مجھے بعد میں ملے۔ اس کے پانچ جز اور ۱۶۴ ورق ہیں۔ سائز ۱۰×۱۳ سینٹی میٹر ہے اور تقریباً ہر صفحہ بائیس سطروں پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے صفحے کی تحریر یوں ہے:

کتاب معرفت علوم الحدیث

تصنیف: الحاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ النیسابوری کی

(مصنف سے) روایت: شیخ ادیب ابوبکر احمد بن علی بن خلف شیرازی

روایت: نفیس ابوالمظہر القاسم صیدلانی عنہ اجازۃً

روایت: شیخ امام علم الدین ابوالحسن علی بن ابی الفتح محمود المحمودی عنہ اجازۃً

سماع: .... افتخار الدین یاقوت بن عبداللہ المسعودی معروف بہ عزی۔

اللہ انھیں علم سے فائدہ پہنچائے۔ آمین!

اسے العبد الفقیر الی ربہ المستغفر من ذنبہ نصیر بن ثبا بن صالح النصاری نے لکھا، اور لکھائی سے ۶۳۴ھ میں قاہرہ معزیہ کے دار الحدیث الکاملیۃ میں فارغ ہوا۔ عمرھا اللہ بدائم العز والبقاء۔

اس کے بعد سماع کی شکل یوں لکھی ہے:

یہ پورا جزء امام عامل صدر کامل، صالح و ورع دیّن بقیۃ المشائخ علم الدین ابوالحسن علی بن ابی الفتح محمود بن احمد المحمودی الصابونی سے سنا اور ان کو اس کی اجازت ابوالمظہر صیدلانی سے، ان کو ابوخلف سے اور ان کو خود مصنف سے قرأت کے ذریعے سماع حاصل تھا۔ ناموں کا ثبت کرنے والا نصیر بن ثبا بن صالح النصاری۔ یہ

ہے اس کی تحریر ۔ صاحب کتاب الطواشی الاجل المجد المخدوم افتخار الدین یاقوت بن عبداللہ المسعودی معروف بہ عزیؔ ہیں ۔ ان کو شیخ نے کتاب کے ان تمام حصوں کی اجازت دی جو سنانے سے رہ گئے ۔ انھوں نے اس کی تصدیق بھی کی اور ان کو ثبت یعنی سند بھی دی، نیز ناموں کے لکھنے کی اس فقیر یعنی نصیر کو بھی اجازت دی ۔ یہ ماہ صفر ۶۳۴ھ تھا اور مقام صاحب کتاب کی قیام گاہ واقع قلعۂ جبل ماموره مصر تھا ۔ حمد اور صحیح حمد اللہ کے لیے ہے اور اس کا درود و سلام محمدؐ اور آپؐ کی آل پر ہو ۔

اس کے نیچے الفاظ یہ ہیں : (ترجمہ)

جس اصل نسخے سے سماع کی یہ شکل نقل کی گئی، ہے وہ یوں ہے : کد

علم حدیث کے پورے جز کو شیخ امام و عالم ابو نزار ربیعہ بن حسن بن علی بن یحیٰی حضرمی یمنی سے سنا ۔ انھوں نے ابو المظہر صیدلانی کو پڑھ کر سنایا ۔ ان کو ابو خلف اور ان کو مصنف سے قراءۃً اجازت حاصل ہوئی ۔ قرارت کرنے والوں میں شریف ابو عبداللہ محمد بن عبد العزیز ابی القاسم ادریسی، فقیہ و محدث ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ منذری، ملہم بن فتوح بن بشارت صوفی، عبد الباقی بن ابی محمد بن علی بن خشاب اور برکات بن ظافر بن عساکر ہیں اور اس کی تصدیق مصر کی مسجد مسمع میں بہ ماہ ربیع الاول ۶۰۲ھ یوم شنبہ کو ہوئی ۔

یہی وہ نسخہ ہے جس کا ذکر شیخ طاہر جزائری دمشقی نے اپنی کتاب توجیہ النظر الی علوم الاثر ص۲۰۳ میں کیا ہے ۔ حاکم کی کتاب کی تلخیص پیش کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں : جب یہ کتاب کہیں دستیاب نہ تھی ۔ اس وقت ہمیں ایک ایسا نسخہ مل گیا جو ۶۳۴ھ میں قاہرہ کے دار الحدیث الکاملیہ میں لکھا گیا اور قلعۂ جبل کے بعض محدثین کو پڑھ کر سنایا گیا ۔ یہ حافظ منذری کے نسخے کی نقل ہے جس کے اجزائے پنجگانہ کے ہر جز کے آخر میں شیخ امام ابو نزار ربیعہ بن حسن یمنی حضرمی سے ۶۰۲ھ میں سماع کا تحریری ثبوت لکھا ہوا ہے ۔

قسطنطینیہ میں جو تین نسخے ہیں ان میں سے ایک تو کتب خانۂ ولی الدین میں ہے جس کا نمبر ۵۴۴ ہے ۔ اس کے ۱۴۲ ورق ہیں اور ہر ورق میں ۲۳ سطریں سائز ۲۴×۱۷ اسینٹیمٹر

ہے ۔ یہ نسخہ ناقابلِ اعتبار ہے کیونکہ اس میں تحریفات بہت ہیں اور سندِ سماع سے خالی ہے ۔ اس پر کاتب کا نام اور تاریخ بھی درج نہیں ۔

دوسرے دونوں نسخے ایا صوفیہ کے کتب خانے میں ہیں ۔ پہلے کا نمبر ۴۴۴ ہے ۔ ۱۰۶ صفحے ہیں اور ہر صفحے میں ۲۴ سطریں ۔ سائز ۲۰ × ۱۴ سینٹیمیٹر ہے ۔ اس کے آخری صفحے پر یہ عبارت ہے :

کتاب ختم ہوئی والحمد للہ وحدہٗ وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم تسلیماً اسے اسماعیل بن محمد بن احمد بن محمد بن سہل المقریٔ النقاش نے لکھا :

اس کے بعد سماع کا سلسلہ یوں لکھا ہے :

میں نے یہ پوری کتاب فقیہہ محدث برہان الدین بن عبدالقوی بن ابی الحسن بن یاسین سے پڑھی ۔ انھوں نے ابو الفضل محمد بن یوسف غزنوی سے انھوں نے شیخ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر سلمی سے ، انھوں نے ابو محمد عبد اللہ بن عمر سمرقندی سے ، انھوں نے ابو بکر بن خلف سے اور انھوں نے مصنف کتاب حاکم سے سن سن کر روایت کی ہے ۔ یہ کام مختلف بیٹھکوں میں ہوا ۔ آخری بیٹھک یوم ہفتہ ، ۲۰ ربیع الاول ۶۱۲ھ کو ہوئی ، اسے سلیمان بن محمد بن سلیمان ختلی یمانی نے لکھا ۔

اس کے ص۸۲ پر ایک صورتِ سماع وہ ہے جو اصل نسخے سے نقل کر کے لکھی گئی ہے ۔ وہ یوں ہے :

مجھ سے اس کے جز ثالث کو شیخ اجل وزکی ابوسعد عبد اللہ بن محمد بن ابی السلوی العدل نے سنا جس کی قراءت میں نے جامع تصر میں بماہ جمادی الاخریٰ ۴۷۰ھ کی ۔ اسے عبد اللہ بن احمد بن عمر سمرقندی نے لکھا حامداً اللہ ربہ ومصلّیاً علی محمد رسولہ وعلی آلہ وسلم تسلیما ۔

یہ نسخہ ناقص ہے ۔ اس کے اوراق خلط ملط ہو گئے ہیں ۔ اس لیے اس کا مقابلہ میرے اس نسخے سے نہیں ہو سکا جو برٹش میوزیم کے اصل محفوظ نسخے کی نقل ہے ۔

کتب خانۂ ایا صوفیہ کے دوسرے نسخے کا نمبر ۴۴۹ ہے ۔ اس کے ۱۲۸ صفحے ہیں اور ہر سطر

صفحے میں ۱۵ سطریں۔ طول ۲۲ سنٹیمیٹر۔ دوسرے صفحے کی پشت پر یہ عبارت ہے:

ہمیں شیخ امام علامہ شہاب الدین ابو الفضل محمد بن یوسف بن علی غزنوی حنفی رحمہ اللہ نے بتایا جب کہ میں نے ان کو بماہ صفر ۵۷۷ھ قاہرہ معزیہ میں پڑھ کر سنایا کہ ان کو شیخ امام حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی نے ربیع الاول ۵۳۷ھ میں خود پڑھ کر بتایا اور ان کو شیخ امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن عمر بن اشعث سمرقندی نے جمادی الاولیٰ ۵۰۹ھ میں بتایا کہ: میں (سمرقندی) نے نیساپور میں بماہ جمادی الاخرہ ۴۷۲ھ شیخ جلیل ابوبکر احمد بن ابی الحسن بن خلف شیرازی ادیب کو پڑھ کر سنایا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ: کیا حاکم ابو عبداللہ البیع نے یہ بات آپ لوگوں کو بتائی کہ ان کے سامنے یہ کتاب پڑھی گئی اور آپ سنتے رہے؟ انھوں نے اس کا اقرار کیا اور یہ ۴۰۲ھ کا واقعہ ہے۔

اس نسخے کے آخر میں ہے: حافظ ابو عبداللہ بن سمرقندی کی جو تحریر میں نے دیکھی ہے اس کی نقل یہ ہے: میں نے یہ نسخہ نیساپور میں حاکم ابو عبداللہ کے اصل نسخے سے نقل کیا ہے۔ اسے حاکم نے اصحاب حدیث کے لیے وقف کیا تھا اور اپنے وصی شیخ معتمد ابو عبدالرحمان سُلمی کے حوالے کر دیا تھا۔ اس وقت یہ نسخہ ابو صالح مؤذن کے وارثوں کے قبضے میں ہے۔ اس کے آخری یعنی پانچویں جزء میں شیخ حافظ ابو صالح مؤذنؒ کی تحریر سند سماع کی یوں ہے: یہ جزء اور پوری کتاب ابو صالح مؤذن کے دونوں فرزندوں اسماعیل و صالح نے شیخ ابوبکر احمد بن خلف شیرازی سے سنی اور انھوں نے اس کو حاکم ابو عبداللہ سے روایت کیا۔ ان کا پورا سماع اس میں نیز ابوبکر بن خلف کے نسخے میں ثبت ہے۔

میں نے جب شہر حلب کا سفر کیا تو وہاں شیخ استاذ محمد راغب طباخ سے، جن کا اوپر ذکر آچکا ہے، شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ وہ حلب کے مدرسۂ خسرویہ میں حدیث و تاریخ کے مدرس ہیں اور تاریخ کبیر یعنی اعلام النبلاء بتاریخ حلب الشهباء کے مؤلف ہیں۔ انھوں نے مجھ پر بڑی توجہ و نوازش فرمائی جس کا میں شکر گزار اور ان کے احسان عظیم کا معترف ہوں۔ اس موضوع پر ان کے بعض ارشادات سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا اور انہی کی راہ نمائی سے میں نے سادات رفاعیہ کے تکیۂ اخلاصیہ تک رسائی حاصل کی جہاں حاکم کی اس کتاب

کا نسخہ[1] ملا۔اس کے شروع کی عبارت یوں ہے۔

ہمیں شیوخ و ائمہ کی ایک معتبر و ثقہ جماعت نے جس میں میرے والد شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن الپ ارسلان بغدادی شافعی بھی ہیں۔بتایا کہ ابوحسین علی بن ابی عبداللہ محمد بن علی بن منصور بن مطہر نے ان سے سن کر بتایا کہ ابو الفضل احمد بن طاہر بن سعید میہنی اور ابوالفضل محمد بن ناصر بن محمد سلامی حافظ کی اجازت سے بتایا کہ ابوبکر احمد بن ابی الحسن علی بن عبد اللہ بن خلف شیرازی نے سنا (بقول میہنی) یا بتایا (بقول ابن ناصر شیرازی) کہ امام حافظ ابوعبداللہ الحاکم نے بیان کیا...... الخ

آخر میں کاتب نے اپنے ہاتھ سے یوں لکھا ہے: یہ کتاب کا خاتمہ ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔علی نعمہ المتوالیۃ وآلائہ المتظاہرۃ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد المرسل بالآیات الباہرۃ والمعجزات الظاہرۃ وعلی آلہ العترۃ الطاہرۃ واصحابہ النجوم الزاہرۃ۔ ۲۲ ماہ محرم ۷۱۱ھ یوم ہفتہ کو اس کی کتابت سے وہ کاتب فارغ ہوا جسے اس کے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے اور خطاؤں اور عیبوں نے اسیر کر رکھا ہے اور وہ خدائے بے نیاز کی رحمتوں کا محتاج ہے۔وہ کاتب محمد بن محمد بن علی بغدادی ہے۔اللہ اس کی توبہ کمل طور پر قبول فرمائے۔اسے،اس کے والدین کی اور اس کے مشائخ کی مغفرت فرمائے اور اپنے جود وکرم و احسان سے نوازے۔یہ کتاب کا کام مسجد اقصیٰ شریف میں — خدا اسے اپنے ذکر سے آباد رکھے — پورا ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس سال کا آغاز بخیر کرے۔ اور تمام مسلمانوں کو سال بھر کی آزمائشوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھے اور اپنے کرم سے نیک توفیق وسعادت کے ساتھ اس کا خاتمہ کرے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔کتب خانۂ ظاہریہ دمشق میں حاکم کی کتاب کا جو نسخہ مجھے دستیاب ہوا،اس کا نمبر ۴۰۳ ہے۔ ۸۶ صفحے اور ہر صفحے میں ۲۴ سے ۲۸ تک سطریں ہیں۔سائز ۲۶×۹ سنٹیمیٹر ہے۔یہ بھی آستانۂ قسطنطنیہ کے نسخۂ ولی الدین جیسا ہے۔نہ اس پر سماع کی سند ہے۔نہ لکھنے والے کا نام اور نہ تاریخ کتابت۔

---

[1] حلب کی بہت مختصر اقامت کی وجہ سے مجھے اس نسخے کے مقابلے کا موقع نہ مل سکا۔

گمان غالب یہ ہے کہ علامہ طاہر جزائری ثم دمشقی اسے توجیہ النظر کی تلخیص کے لیے عمل میں لائے ہوں گے کیونکہ یہ کتب خانۂ ظاہریہ کے موسسین میں ہیں۔ میں نے اس کا پورا مقابلہ اس نسخے سے کیا ہے جو میں برٹش میوزیم کے اصل نسخے سے نقل کر کے لایا ہوں۔

قاہرہ میں مجھے دو نسخے ملے۔ ایک ازہر شریف کے رواقِ مغاربہ میں اور دوسرا جناب شیخ عبد المعطی سقائی کے گھر پر یعنی ۸۵ شارع شلبی میں۔ لیکن رمضان کی سستی کی وجہ سے ان کے مقابلے کا موقع نہ مل سکا۔

حاکم کی کتاب علوم الحدیث کے تین نسخے ہندوستان میں بھی موجود ہیں۔ ایک تو خدابخش لائبریری پٹنہ عظیم آباد میں ہے جو ۱۲۹۱ھ میں لکھی گئی۔ میں نے بڑی تعطیل اسی شہر عظیم آباد میں گزار کر اس نسخے کا مقابلہ کیا[1]۔

باقی دو نسخوں میں ایک تو مولانا حبیب الرحمان خان شروانی (حبیب گنج علیگڑھ) کے کتب خانے میں اور دوسرا کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ہے۔ دائرۂ معارف عثمانیہ (حیدر آباد دکن) میں ان دونوں نسخوں سے میرے ارسال کردہ ٹائپ شدہ نسخے کا مقابلہ کیا گیا۔ اس مقابلے کے بعد جو اختلاف یا اصلاحات حاصل ہوئے۔ ان میں بیشتر وہی تھے جو خدابخش لائبریری اور کتب خانۂ ظاہریہ وغیرہ کے نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد مجھے نظر آئے۔ ان تمام نسخوں میں بعض اضافے ہیں اور روایت میں بڑی بڑی فاحش غلطیاں ہیں جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ بعض تو اصل نسخۂ کتاب کی نقل ہے اور بعض نقل کی نقل ہے۔

حاکم کی اس کتاب "معرفت علوم الحدیث" کے جتنے نسخے میں نے دیکھے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے۔ ان میں سب سے بہتر وہی نسخہ ہے جو برٹش میوزیم میں ہے۔ یہی زیادہ سے زیادہ صحیح ہے۔ اس کے اکثر الفاظ پر حرکات بھی ہیں۔ حاشیے پر صرف چند ہی الفاظ ایسے درج ہیں جو اصل نسخے میں چھوٹ گئے ہیں۔ ان کو کاتب نے لکھ کر آخر میں "صح" لکھ دیا ہے جس کا

---

[1] اس کتاب کے آخر میں کاتب کے ہاتھ کی تحریر یوں ہے: خدائے مالک وہاب کی مدد سے ۲۸ رمضان ۱۲۹۱ھ میں اس کی کتابت ختم ہوئی۔ اسے بندۂ احقر امیدوار رحمت خداوندی جوہر نے لکھا۔

مطلب یہ ہے کہ یہ کلمے اصل نسخے میں رہ گئے تھے۔ حاشیے کے بعض لفظوں کے اوپر "خ" بنی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے نسخے میں یہ لفظ یوں ہے۔

لہٰذا میں نے طباعت کے لیے برٹش میوزیم کے نسخے پر اعتماد کیا ہے اور دوسرے نسخوں سے مقابلہ کرتے وقت جو اختلافات یا کمی بیشی نظر آئی ان کو اس فن کی معتبر کتابوں کے مطالعے اور تحقیق کے بعد درست کر دیا ہے۔ پیش نظر مطبوعہ نسخے میں اپنی تصحیح کے لیے جو علامات حاشیے پر لکھی ہیں وہ یوں ہیں:

"اصل" یہ اصل نسخے یعنی برٹش میوزیم والے نسخے کی علامت ہے۔

"صو" اس کا مطلب ہے کہ یہ لفظ ایاصوفیہ کے نسخے میں ہے۔

"ظ" یہ کتب خانۂ ظاہریہ کے نسخے کی طرف اشارہ ہے۔

"خ" اس سے مراد ہے خدا بخش لائبریری والا نسخہ۔

"ش" یہ رمز مولانا شروانی والے نسخے کے لیے ہے۔

"صف" یہ کتب خانۂ آصفیہ کی علامت ہے[1]

اس کتاب کی اہمیت و فضیلت کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ اس کے نسخے مشرق و مغرب کے مختلف ممالک کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ متعدد روایات اور بے شمار سماعات سے واضح ہے کہ اسے بہت پڑھا گیا ہے اور بکثرت مشائخ، علماء، حفاظ اور طلبا نے گرانقدر فائدے حاصل کرنے کی غرض سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ علامہ طاہر جزائری اپنی کتاب توجیہ النظر الی علوم الاثر (ص ۶۳ سے ص ۲۰۳ تک) میں اس کتاب کا خلاصہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں نے حافظ اجل ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ضبی معروف بہ حاکم جن کا صدق اور امامتِ فن

---

[1] مختلف نسخوں کے یہ لفظی اختلافات علوم حدیث کے اصل فن سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے ہم نے انہیں ترک کر دیا ہے۔ کسی ضروری مقصد کے لیے کہیں کہیں درج کر دیا ہے۔ پیش نظر نسخے پر بھی ہم نے اعتماد کیا ہے کیونکہ یہ تحقیق و تصحیح کے بعد شائع کیا گیا ہے۔

متفق علیہ ہے، کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث کا مطالعہ کیا اور اس میں بڑے عجیب و اہم فوائد دیکھے جن سے اس فن کے طلبہ کو واقفیت حاصل کرنا چاہیے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے ہر مبحث کا ایسا خلاصہ درج کر دیا جائے کہ جو اس کا مطالعہ کرلے وہ گویا پوری کتاب سے واقف ہو جائے۔

حاکم کی اس کتاب کی اہمیت واضح کرنے کے لیے ابن خلدون کا یہ بیان کافی ہے کہ: لوگوں نے علم حدیث میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں لیکن ابو عبداللہ الحاکم کا شمار اس فن کے افضل علماء، دائمہ میں ہے۔ ان کی تالیفات اس فن میں مشہور ہیں۔ انھوں نے اس فن کو مرتب کرکے اس کے محاسن کو اجاگر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کا ارادہ کیا ہے۔ یہ وہ دوسرے نمبر کی کتاب ہے جو اس فن جلیل میں تالیف کی گئی ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ قارئین کرام اس سے استفادہ فرمائیں۔

ڈھاکہ یونیورسٹی

س۔ م۔ حُسین

۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

آغازِ کتاب اس سند یا اجازت نامے سے ہوا ہے:

اخبرنا الشیخ الامام علم الدین ابو الحسن علی بن ابی الفتح محمود بن احمد المحمودی الصابونی قراءۃً علیہ وانا اسمع قال اخبرنا ابو المطہر بن القاسم بن الفضل بن عبد الواحد الصیدلانی اجازۃً علیہ وانا اسمع قال اخبرنا ابوبکر احمد بن علی بن عبد اللّٰہ بن عمر بن خلف الشیرازی ثم النیسابوری قال اخبرنا الحاکم ابو عبد اللّٰہ محمد بن عبد اللّٰہ بن حمدویہ بن نعیم الحافظ النیسابوری قال۔

حمد اس اللہ کے لیے ہے جو صاحب مَنّ و احسان اور صاحب قدرت و سلطان ہے جس نے اپنی ربوبیت کے ساتھ خلق کی نشو و نما فرمائی اور اپنی مشیت کے مطابق انہیں ہم شکل بنایا۔ ان میں سے اصفیا کو چن کر انھیں صاحب نیکی و تقویٰ بنایا۔ یہی لوگ اس کے خاص بندے اور آبادیوں کے مرکز ہیں۔ ان سے آفات کو دُور رکھا اور انھیں خیر اور انعامات کے لیے مخصوص کیا۔ یہی اس کے دین کو غالب رکھنے والے اور سنت نبوی سے چمٹے رہنے والے ہیں۔ پس وہ جو فیصلہ مقدر کر دے اس پر اسی کے لیے حمد ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں، کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس نے اپنی کتاب کے سوا کسی کو مددگار بنانے سے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور مخلوق کی پیروی سے روک دیا ہے۔ اس میں اس حقیقت کی بھی گواہی دیتا ہوں کی محمدؐ اس کے منتخب بندے اور پسندیدہ رسولؐ ہیں۔ انھوں نے اللہ کی طرف سے اس کا پیغام پہنچایا۔ امر، نہی، اباحت اور ممانعت کے فرائض انجام دیئے۔ اللہ ان پر اور ان کی پاک آل پر رحمت نازل فرمائے۔

اس کے بعد حاکمؒ کہتے ہیں:

جب میں نے دیکھا کہ ہمارے دور میں بدعات کی کثرت ہوگئی ہے اور اصول سنن کی واقفیت لوگوں میں بہت کم رہ گئی ہے — اگرچہ احادیث کی کتابت اور اغلاطِ کتاب کی تلاش میں لوگوں کو بڑی دلچسپی و انہماک ہے — تو مجھے ایک ایسی مختصر کتاب تصنیف

کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو علوم حدیث کی اقسام و انواع پر مشتمل ہو اور جو طلبائے حدیث اور کاتبین حدیث کے لیے ضروری ہے۔ نیز اس میں اختصار کا راستہ اختیار کروں اور تطویل سے گریز کروں۔ اللہ ہی میرے مقصد کی توفیق بخشنے والا ہے اور اسی کا احسان میرے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔ وہی جواد، کریم، رؤف اور رحیم ہے۔

حدثنا ابو العباس محمد یعقوب ثنا ابراهیم بن مرزوق البصری بمصر ثنا وهب بن جریر ثنا شعبة عن معاویة بن قُرّة قال :

اس سند میں معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ حدیث نبوی بیان کرتے سنا کہ ؛ قیامت تک میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے رہیں گے جن کی نصرت ہوتی رہے گی اور جو انھیں چھوڑ دے گا وہ انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

،،میں نے کہتے ہیں ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عبد الحمید آدمی سے انھوں نے موسیٰ بن ہارون سے اور انھوں نے احمد بن حنبل سے سنا کہ ان (احمد) سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا کہ : یہ منصور (نصرت حاصل کرنے والا) گروہ اگر اصحاب حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ یہ اور کون لوگ ہیں۔

ابو عبد اللہ حاکم کہتے ہیں : اسی مضمون کی تائید میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جو قول و فعل میں سنت کو اپنے اوپر فرماں روا بنا لے۔ اس کی زبان سے حق ہی نکلے گا۔ احمد بن حنبل نے اس حدیث کی تفسیر میں بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ یہ منصور گروہ جسے قیامت تک بے یار و مددگار نہیں چھوڑا جائے گا اصحاب حدیث کا گروہ ہے۔ اس تاویل و تفسیر کا مستحق ان لوگوں سے بڑھ کر کون ہے جو صالحین کے راستے پر چلے۔ گزشتہ سلف کے آثار کی پیروی کی۔ اور سنت رسولؐ کی مدد سے مخالفین و اہل بدعت کا مقابلہ کر کے انھیں مغلوب کیا۔ سبزہ زار اور مرغوبات کی پُرعیش زندگی پر چٹیل بے آب وگیاہ میدانوں کے سفر کو ترجیح دی۔ اہل علم و اخبار کی ہمنشینی کی خاطر سفر کی صعوبتوں میں لطف لیتے رہے۔ احادیث جمع کرنے کے شوق میں موٹے جھوٹے خوراک و پوشاک پر قانع رہے۔ نفس شیطانی جس الحاد، بدعت، ہویٰ، قیاس آرائی اور کجی کی طرف راغب ہوتا ہے اسے ترک کر دیا۔ مسجدوں کو اپنی قیام گاہ، ان کے ستونوں کو اپنے صلا

ٹکنے کی جگہ اوران کے صحنوں کو اپنا فرش بنائے رکھا۔

حدثنا ابو الحسن علی بن محمد بن عقبة الشیبانی بالکوفة ثنا محمد بن الحسین بن ابی الحنین ثنا عمر بن حفص بن غیاث قال سمعت ابی وقیل له ....

اس سند میں عمر بن حفص کہتے ہیں کہ میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ :آپ اصحاب حدیث اور ان کے شغل کو نہیں دیکھتے ؟کہا : وہ دنیا کے بہترین لوگ ہیں ۔

وحدثنی ابو بکر محمد بن جعفر المزکی ثنا ابو بکر محمد بن اسحاق قال سمعت علی بن خشرم یقول سمعت ابابکر بن عیاش یقول :....

اس سند میں ابو بکر بن عیاش کو علی بن خشرم نے یہ کہتے سنا کہ :مجھے یقین ہے کہ اصحاب حدیث بہترین لوگ ہیں اگر ان میں سے کوئی میرے دروازے پر بیٹھ کر مجھ سے حدیث سنے اور لکھ لے اور واپس ہونا چاہے تو یہ کہتا ہوا واپس چلا جائے کہ ابو بکر نے مجھ سے تمام حدیثیں بیان کر دی ہیں تو سمجھ لو کہ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ وہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے "۔

ابو عبداللہ حاکم کہتے ہیں : ان دونوں (عمر بن حفص اور ابو بکر بن عیاش) نے سچ کہا ہے کہ اصحاب حدیث بہترین لوگ ہیں اور وہ ایسے کیوں نہ ہوں ؟ انھوں نے دنیا کو پوری طرح اپنے پیچھے پھینک دیا ہے۔ ان کی غذا کتابت ہے۔ گفتگو نے شبانہ کتابوں کا مقابلہ ہے۔ ان کا آرام مذاکرہ ہے۔ ان کی خوشبو روشنائی ہے۔ ان کی بے خوابی نیند ہے۔ ان کی انگیٹھی دھوپ ہے۔ ان کا تکیہ کنکریاں ہیں۔ ان کے پاس جو اسانید عالیہ ہیں۔ ان کی وجہ سے تکالیف بھی ان کے لیے راحت ہیں اور ان کی یہ حاصل کردہ دولت کھو جاتے ، تو راحت بھی ان کے لیے مصیبت ہے۔ ان کی عقلیں سنت کی لذت سے پُر ہیں اور ان کے دل رضا بہ قضا سے ہر حال میں معمور رہیں۔ سنن کا علم ان کا سرور اور علمی مجلسیں ان کی مسرت ہیں۔ اہل سنت سب ان کے بھائی ہیں اور اہل بدعت والحاد ان سب کے دشمن ہیں۔

میں نے ابو الحسین محمد بن احمد حنظلی کو بغداد میں ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ترمذی کا یہ قول بیان کرتے سنا کہ : میں اور احمد بن حسن ترمذی ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل کے پاس تھے ۔

احمد بن حسن نے پوچھا کہ : اے ابو عبد اللہ ! لوگوں نے کہتے ہیں ابو قتیلہ سے اصحاب حدیث کا ذکر کیا تو وہ بولے کہ اصحاب حدیث نہایت برے لوگ ہیں۔ یہ سن کر ابو عبد اللہ اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے کہا کہ وہ (ابو قتیلہ) زندیق ہے، زندیق ہے، زندیق ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔

میں نے ابو علی حسین بن علی الحافظ کو، انھوں نے جعفر بن محمد بن سنان واسطی کو اور انھوں نے احمد بن سنان قطان کو یہ کہتے سنا ہے کہ : دنیا کا ہر بدعتی اہل الحدیث سے بغض رکھتا ہے اور انسان بدعتی ہو جائے تو حدیث کی حلاوت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

میں نے ابو نصر احمد بن سہل فقیہ کو بخارا میں اور انھوں نے ابو نصر احمد بن سلام فقیہ کو یہ کہتے یہ سنا ہے کہ : حدیث اور روایت کو اسناد کے ساتھ سننے سے زیادہ کوئی اور چیز اہل الحاد کے لیے جبر اور قابل نفرت نہیں۔

ابو عبد اللہ الحاکم کہتے ہیں : ہم لوگوں کو سفر اور حضر میں جتنے لوگ ایسے ملے جن میں الحاد اور بدعت کا کوئی شائبہ تھا ان کو یہی دیکھا کہ اس منصور گروہ (اصحاب حدیث) کو وہ حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان کو حشویہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ شیخ ابو بکر احمد بن اسحاق فقیہ کسی شخص سے مباحثہ کر رہے تھے۔ شیخ نے کہا کہ : ہم سے فلاں شخص نے یہ حدیث بیان کی (حدثنا فلان) اس آدمی نے کہا : اسے چھوڑیئے کہ کس نے حدیث بیان کی اور کب بیان کی ۔۔۔ بس شیخ نے کہا : نکل جا او کافر! آج کے بعد سے تجھے میرے گھر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ۔۔۔ اس کے بعد شیخ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا : میں نے اس شخص کے سوا کبھی کسی سے یہ نہیں کہا کہ میرے گھر میں نہ داخل ہو۔

علم حدیث کی پہلی قسم

ابو عبد اللہ الحاکم کہتے ہیں: علم حدیث کی پہلی قسم اسناد کی آخری کڑی کی واقفیت حاصل کرنا ہے اور اسناد کی پوری کڑیاں معلوم کرنا سنتِ صحیحہ ثابت ہے۔ ۵ث

ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان سے محمد بن اسحاق صغانی نے، ان سے ابو النضر نے، ان سے سلیمان بن مغیرہ نے، ان سے ثابت اور ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ: ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیا گیا تھا اس لیے ہمیں اس بات پر حیرت ہوتی تھی کہ کوئی دیہاتی آکر حضور سے کچھ سوال کرے اور ہم سنتے رہیں۔ چنانچہ ان میں کا ایک آدمی آیا اور اس طرح سوال و جواب ہونے لگا۔

اے محمد! آپ کا بھیجا ہوا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس کا گمان ہے کہ آپ کے خیال میں اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔

وہ ٹھیک کہتا ہے،

یہ آسمان کس نے پیدا ہے؟

اللہ نے

اور یہ زمین کس نے بنائی ہے؟

اللہ نے

اور یہ پہاڑ کس نے گاڑے ہیں؟

اللہ نے

ان میں یہ فائدے کس نے رکھے ہیں؟

اللہ نے

قسم ہے اس کی جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور پہاڑوں کو نصب کر کے ان میں یہ فائدے رکھے۔ بتائیے کیا اللہ نے آپ کو (رسولؐ بنا کر) بھیجا ہے؟

ہاں

آپ کا قاصد یہ سمجھتا ہے کہ ہم پر دن رات میں پانچ نمازیں ضروری ہیں۔

وہ ٹھیک کہتا ہے۔

اس کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ بتائیے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

ہاں

آپ کا قاصد یہ کہتا ہے کہ ہمارے اموال میں ہم پر صدقہ (زکوٰۃ) بھی ضروری ہے۔

وہ ٹھیک کہتا ہے۔

اس کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا، بتائیے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔؟

ہاں

آپ کے قاصد نے بتایا ہے کہ ہم پر سال میں ایک ماہ کے روزے بھی ضروری ہیں۔

اس نے ٹھیک بتایا ہے۔

قسم ہے اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ بتائیے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

ہاں

آپ کے قاصد کا کہنا ہے کہ ہم میں جو استطاعت رکھتا ہو اس پر حج بیت اللہ ضروری ہے۔

اس نے ٹھیک بتایا ہے۔

قسم ہے اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

ہاں

قسم ہے اس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں ان احکام میں نہ زیادتی کروں گا نہ کمی۔

وہ چلا گیا تو حضورؐ نے فرمایا: اگر یہ سچ کہتا ہے تو یقیناً جنت میں جائے گا۔

ابو عبداللہ الحاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس میں اس بات کی دلیل موجود

ہے کہ انسان کو اسناد کی اُوپر کی کڑی معلوم کرنے کی اور نیچے کی کڑی پر اکتفا نہ کرنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ اس نے ثقہ آدمی سے سنا ہو اس لیے کہ جب اس بدوی کے پاس حضورؐ کا قاصد پہنچا اور فرائض الٰہی سے آگاہ کیا تو اس نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سفر کر کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خود حضورؐ سے اس پیغام کو سنا جو قاصد لے کر گیا تھا۔ اگر اسناد کی اوپر کی کڑی معلوم کرنا ناپسندیدہ ہوتا تو حضورؐ اپنے قاصد کے بتائے ہوئے پیغام کے بارے میں اس کے سوال کو ناپسند فرماتے اور قاصد کے پہنچائے ہوئے پیغام پر اکتفا کرنے کا حکم دیتے۔ صلا

ہم سے ابو العباس قاسم بن قاسم لیساری نے مرو میں، ان سے ابو المرجہ محمد عمرو نے اور ان سے عبدان نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ کہتے سنا ہے کہ: اسناد دین کا ایک حصہ ہے۔ اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کا جو چاہے کہتا پھرتا۔

ابو عبداللہ الحاکم کہتے ہیں کہ: اگر اسناد نہ ہوتی اور یہ گروہ محدثین اس کی جستجو اور اس کی مسلسل حفاظت نہ کرتے تو اسلامی نشان راہ مٹ جاتا اور اہل الحاد و بدعت کو حدیثیں وضع کرنے اور اسانید کو الٹ پلٹ کرنے کا خاصا موقع حاصل ہو جاتا کیونکہ حدیثیں جب اسانید سے خالی ہوں تو وہ دُم بریدہ (ناقص) ہوتی ہیں۔

حدثنا البوالعباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد الدوری ثنا ابو بکر بن ابی الاسود ثنا ابراھیم ابو اسحاق الطالقانی ثنا بقیة ثنا عتبة بن ابی حکیم ......

اس سند سے روایت ہے کہ عتبہ، اسحاق بن ابی فروہ کے پاس تھے اور زہری بھی وہیں موجود تھے۔ ابن ابی فروہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہنا شروع کیا۔ زہری نے کہا: اے ابن ابی فروہ! خدا تم سے سمجھے، تمھیں خدا کے سامنے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اپنی حدیث کی سند نہیں بیان کرتے؟ تم ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہو جن کی نہ نکیل ہے نہ لگام۔

ابو عبداللہ الحاکم کہتے ہیں: اسانید کی اُوپر کی کڑی کی جستجو کرنا مسنون ہے جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں اور خود متعدد صحابہ نے بھی اُوپر کی کڑی معلوم کرنے کے لیے سفر صث

اختیار کیا ہے۔

مثلاً: اخبرنا ابوالحسن محمد بن عبد اللہ بن موسی السنی بمرو واخبرنا ابوالموجه ثنا عبدان أنا ابو حمزة وابن عُيينة وابن المبارك قالوا ثنا صالح بن صالح قال......

اس سند میں صالح بن صالح کہتے ہیں کہ: اہل خراسان میں سے ایک شخص نے عامر سے دریافت کیا کہ: اے ابوعمرو! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے پاس ایک کنیز ہو اور وہ آزاد کر کے اس سے شادی کر لے؟ ہم لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک ایسا ہے جیسے قربانی کے جانور پر سواری کرنے والا"۔ انھوں نے جواب دیا: ہم سے ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے اپنے والد کی زبانی حضورؐ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ: جس کے پاس ایک کنیز ہو اور وہ اس کو عمدہ تربیت اور اچھی تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے، اور جو مملوک اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی حق ادا کرے اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے ...... یعنی قریب تر کڑی کا جویاں قریب جگہ کو چھوڑ کر مدینے کا سفر اختیار کرتا تھا۔

ابوعبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ: اس شتر سوار نے اوپر کی کڑی معلوم کرنے کے لیے سفر اختیار کیا۔ اگر وہ نیچے کی کڑی پر اکتفا کرتا تو اس کے پاس ہی کوئی ایسا آدمی مل جاتا جو اس سے یہ حدیث بیان کر دیتا۔

حدثنا علی بن حمشا نالعدل ثنا بشر بن موسی ثنا الحمیدی ثنا سفیان ثنا ابن جریج قال سمعت اباسعید الاعمی یحدث عن عطاء بن ابی رباح قال....

اس سند میں عطاء بن رباح کا بیان ہے کہ ابوایوب ایک حدیث جو انھوں نے حضورؐ سے سنی تھی، دریافت کرنے پر عقبہ بن عامر کے پاس گئے۔ حضورؐ کی زبان سے اس حدیث

---

[1] یہاں لفظ ہے، اعطیتکها بغیر اجر۔ اس کا کوئی مطلب واضح نہیں ہوتا۔ شاید کتابت کی غلطی ہو۔

کا سننے والا ان کے اور ابوایوب کے سوا کوئی دنیا میں باقی نہ رہا تھا۔ جب وہ مسلمہ بن مخلد انصاری کے گھر کے پاس پہنچے اس وقت وہ مصر کے امیر تھے۔ انھوں نے اطلاع کرائی تو وہ جلدی سے باہر نکل کر آئے اور معانقہ کیا اور پوچھا کہ: اے ابوایوب! آپ کیسے تشریف لائے؟ انھوں نے جواب دیا: .. .. ایک حدیث ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اسے حضور سے سننے والا میرے اور عقبہ کے سوا کوئی موجود نہیں اس لیے کوئی آدمی میرے ساتھ کر دیجئے جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے۔ مسلمہ نے ان کے ساتھ ایک آدمی کو کر دیا جو عقبہ کے گھر تک لے جائے۔ عقبہ کو اطلاع دی، تو وہ جلدی سے نکل کر باہر آئے اور معانقہ کیا اور دریافت کیا: اے ابوایوب! آپ یہاں کیسے تشریف لائے۔ انھوں نے کہا: ایک حدیث ہے جس کا حضور سے سننے والا میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں رہا۔ وہ مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ عقبہ نے کہا: ہاں میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: جو شخص کسی مومن کی رسوائی کے موقع پر پردہ پوشی کرے گا اللہ بروز حشر اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ابوایوب نے کہا: آپ نے صحیح بیان کیا۔ اس کے بعد ہی ابوایوب اپنی سواری کی طرف لوٹ آئے اور سوار ہو کر مدینے کو چل دیئے۔ مصر کے سائبان کے سوا پھر ان کو مسلمہ بن مخلد کا کوئی سایہ نہ ملا۔

ابوعبداللہ الحاکم کہتے ہیں: یہ ہیں وہ ابوایوب انصاری جو متقدم صحابی ہیں اور حضور سے بکثرت حدیثیں سنی ہیں۔ اس کے باوجود وہ صرف ایک حدیث کے سلسلے میں اپنے ہمعصر صحابی کے پاس سفر کر کے گئے۔ اگر وہ اسے اپنے کسی ساتھی سے سن لینے پر اکتفا کر لیتے تو یہ ان کے لیے نہایت آسان تھا۔

حدثنا ابوبکر احمد بن اسحاق الفقیہ ثنا الحسن بن علی بن زیاد ثنا اسحاق بن محمد الفروی ثنا مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب قال: اس سند میں جناب سعید بن مسیب فرماتے ہیں: میں ایک ایک حدیث کے لیے کئی کئی دن اور رات کا سفر اختیار کرتا رہا ہوں۔

اخبرنی ابوجعفر محمد بن احمد التمیمی من کتابہ ثنا عبداللہ بن

محمد الاسفرا ینی ثنا نصر بن مرزوق قال سمعت عمرو بن ابی سلمۃ یقول قلت للاوزاعی :.......

اس سند کے مطابق عمرو بن ابی سلمہ نے اوزاعی سے کہا : اے ابوعمرو ! میں چار دن سے آپ کے ساتھ ہوں مگر آپ سے صرف تیس ہی حدیثیں سنیں ۔ انھوں نے جواب دیا : چار دن میں تیس حدیثوں کو تم کچھ کم سمجھتے ہو ؟ جابر بن عبد اللہ نے ایک سواری خرید کر مصر کا سفر کیا اور عقبہ بن عامر سے صرف ایک حدیث دریافت کر کے مدینے واپس آگئے اور تم چار دن کی صحبت میں تیس حدیثوں کو کم سمجھ رہے ہو ۔

ابوعبد اللہ الحاکم کہتے ہیں : جابر بن عبد اللہ خود کثیر الحدیث ہونے اور وافر صحبت نبوی حاصل ہونے کے باوجود ایک حدیث معلوم کرنے کے لیے طویل مسافت اختیار کر کے ایک ایسے شخص کے پاس گئے اور انہی جیسے یا ان سے کچھ کم تھے ۔

اخبرنی ابو عمر عبد الواحد بن احمد بن محمد بن عمر القرشی ثنا ابی ثنا جعفر الطیالسی قال سمعت یحیی بن مَعین یقول .....

اس سند میں جعفر طیالسی نے یحیٰی بن معین کو یہ کہتے سنا کہ : چار قسم کے آدمیوں میں رُشد نہیں پاؤ گے ۔ پھاٹک کا پہرے دار (گیٹ کیپر) عدالت میں آواز لگانے والا، محدث کا فرزند اور ایسا شخص جو اپنے ہی شہر میں بیٹھ کر لکھا کرے اور تلاش حدیث میں سفر نہ کرے ۔

سمعت ابا عبد اللہ محمد بن محمد عبید اللہ الواعظ یقول سمعت علی بن محمد الجرجانی یقول حدثنا ابراھیم بن مھدی ثنا عبد اللہ بن یوسف ثنا شعبۃ قال سمعت بشر بن حرب یقول سمعت ابن عمر یقول.......

اس سند میں بشر بن حرب نے عبد اللہ بن عمر کو یہ کہتے سنا ہے کہ : میں تو طالب علم سے یہ کہتا ہوں کہ لوہے کے جوتے پہنے ۔

ابوعبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ : کہ اسانید عالیہ کا مفہوم وہ نہیں جو عوام سمجھتے ہیں کہ

اسناد کی کڑیوں کو گننا شروع کر دیا پھر آنحضورؐ تک جس کے رواۃ کی تعداد کم ہوئی اسے سند اعلیٰ خیال کر لیا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالحسن علی بن محمد بن عقبۃ الشیبانی بالکوفۃ ثنا الخضر بن ابان الھاشمی ثنا ابوھدبۃ ثنا انس بن مالک ۔ اس اسناد کی نقل میرے پاس موجود ہے۔ ایک دوسری مثال یہ ہے:

اخبرنا احمد بن کامل القاضی ببغداد ثنا احمد بن محمد بن غالب ثنا عبد اللہ بن دینار ثنا انس بن مالک ۔ یہ بھی ایک سند کی نقل ہے۔ ایک تیسری مثال یہ ہے: صنا

اخبرنا ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار حدثنا ابوجعفر محمد بن مسلمۃ الواسطی ثنا موسیٰ بن عبد اللہ الطویل عن انس بن مالک ۔ ایک نقل یہ بھی ہے:

اس سے بھی زیادہ تعجب خیز وہ اسناد ہے جس میں ہمارے شیوخ کی جماعت نے ابوالدنیا عثمان بن خطاب بن عبد اللہ المغربی سے اور اس نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت بیان کی ہے۔ یہ شیوخ کہتے ہیں کہ ابوالدنیا نے امیر المومنین (علیؓ) کی خدمت کی ہے اور آپ کے خچر نے اسے لات ماری تھی۔ اور وہ مغرب میں آپ کے وسیلے سے دعائے بارش کیا کرتا تھا۔ میں ایک بار ابوجعفر محمد بن عبید اللہ علوی کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک سفید ریش سفید سر بوڑھا آیا۔ ہم سے ابوجعفر نے پوچھا کہ: تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: یہ امیر المومنین کے غلام ابوالدنیا مغربی کی نسل سے چوتھی پشت میں ہے۔

ابوعبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ: اس قسم کی اسانید ایسے ہی ہیں جیسے رواۃ میں خراش بن عبد اللہ، کثیر بن سُلیم، یغنم بن سالم بن قنبرہ وغیرہ۔ ان پر نہ کوئی خوشی ہو سکتی ہے نہ ان میں سے کسی ایک سے حجت لائی جا سکتی ہے۔ ائمہ حدیث کی سندوں میں ان میں سے کسی ایک سے بھی شاید ہی کوئی روایت کی گئی ہو۔

راویوں کی کم سے کم تعداد کے لحاظ سے ہمارے ہم عصروں کے لیے صحیح اسانید یوں ہو سکتی ہیں:

حدثنا[1] فلاں عن احمد بن شیبان الرملی ثنا سفیان بن عُیینۃ عن عمرو بن دینار عن ابی عمر۔ نیز عن[2] الزھری عن انس۔ اور عن[3] عبید اللہ بن ابی یزید عن ابن عباس۔ یا عن[4] عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر و عن زیاد بن علاقۃ عن جریر۔ ابن عیینہ کی یہ اسانید صحیح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں۔ اسی طرح کی اسناد ہمارے شیوخ کی ایک جماعت کی بھی ہے۔ یعنی عن یزید بن ھارون عن سلیمان التیمی عن انس یا عن حمید الطویل عن انس۔

عالی اسناد کی شناخت عقل و فہم سے ہوتی ہے نہ کہ رواۃ کی تعداد شمار کرنے سے۔ بہتیری اسانید ایسی ہیں جن کے رواۃ کی تعداد سات سے دس تک جاتی ہے، اور اس کے باوجود وہی اعلیٰ اسناد ہوتی ہے۔ اس کی ایک مثال لیجئے:

حدثنا ابو العباس[1] محمد بن یعقوب حدثنا الحسن[2] بن علی بن عفان العامری ثنا عبد[3] اللہ بن عمیر عن الاعمش[4] عن عبد[5] اللہ بن مُرّۃ عن مسروق[6] عن عبد[7] اللہ بن عمرو قال رسول[8] اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔۔۔

اس سند میں (جس میں آٹھ واسطے ہیں) حضورؐ نے فرمایا: چار باتیں جس میں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جس کے اندر ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی تا آنکہ وہ اسے ترک کر دے۔ جب[1] بات کرے تو دروغ گوئی کرے، جب[2] معاہدہ کرے تو غداری سے کام لے، وعدہ[3] کرے تو پھر جائے اور جب[4] جھگڑا کرے تو حق سے تجاوز کر جائے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے جو صحیح مسلم میں عن محمد بن عبد اللہ بن نمیر عن ابیہ ہے۔ اس کے رواۃ سات ہیں لیکن یہ اس سند سے اعلیٰ ہے جس میں صرف چار راوی ہیں، جیسا کہ ہم نے اوپر مثال دی ہے۔ غرض تو اعمش (سلیمان بن مہران) سے قرب پیدا کرنا ہے کیونکہ روایت انہی کی ہے اور ان کا شمار ائمہ حدیث میں

ہے۔ اسی طرح ہر وہ اسناد جو امام موصوف سے قرب پیدا کرے اگر اس روایت کا سلسلہ امام موصوف تک تھوڑی تعدادِ رواۃ سے پہنچ جائے تو وہ سند عالی ہے۔

ہمیں ابو طیب محمد بن احمد مذکر نے، ان کو ابراہیم بن محمد مروزی نے، ان کو علی بن خشرم نے بتایا کہ ہم سے وکیع نے پوچھا کہ ان دونوں اسنادوں میں تمہیں کون سی بہتر معلوم ہوتی ہے؟ ایک الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ اور دوسری سفیان عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ ہے۔ ہم لوگوں نے کہا: الاعمش عن ابی وائل۔ وکیع نے کہا: سبحان اللہ! اعمش محض شیخ الحدیث ہیں اور ابو وائل بھی صرف شیخ حدیث ہیں۔ لیکن سفیان، منصور، ابراہیم اور علقمہ میں ہر ایک فقیہ بھی ہے اور وہ حدیث جو فقہائے حدیث میں متداول چلی آرہی ہو اس حدیث سے بہتر ہے جو صرف شیوخ حدیث میں متداول ہو۔

ایک حدیث میں جس کی سند یوں ہے:-

حدثنا علی[1] بن فضل السامری ثنا الحسن[2] بن عرفۃ العبدی ثنا ھشیم[3] عن یونس[4] عن عبید عن نافع[5] عن ابن عمر[6] قال قال رسول اللہ علیہ وسلم:......

حضور نے فرمایا: غنی کا (مزدوری یا قرض ادا کرنے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ہمارے ہم عصروں کے لیے یہ اسناد سب سے اعلیٰ ہے۔ اس اسناد میں حضور تک سات راوی ہیں۔ لیکن یہ اسناد اس لیے عالی ہے کہ اس کو ہشیم بن بشیر سے قرب حاصل ہے جو ایک امام حدیث ہیں۔ اسی طرح ائمۂ حدیث میں عبد الملک بن جریج عبد الرحمان بن عمرو، اوزاعی، مالک بن انس، سفیان بن سعید ثوری، شعبہ بن حجاج، زہیر بن معاویہ اور حماد بن زید وغیرہ سے اسناد میں جہاں قرب ہو وہ اسناد عالی ہے۔ اگرچہ کسی امام کے بعد کے راوی تعداد میں زیادہ ہوں جیسا کہ ہم نے مثال دے کر بتایا ہے۔ یہ ہے اسناد عالی کی علامت۔ اگر اس مبحث میں ہم ہر ایک جزء کے لیے دلیلیں پیش کریں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔

علم حدیث کی دوسری قسم

معرفت علم حدیث کی دوسری قسم اسناد کی نیچے کی کڑی سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ ممکن ہے کوئی کہنے والا یہ کہے کہ نزول (نیچے کی کڑی کا وجود) تو علو (اوپر کی کڑی کے وجود) کی مند ہے جس کی واقفیت حاصل ہو چکی لیکن بات یوں نہیں۔ نزول کے کچھ درجات ہیں جن کو اہل فن کے سوا دوسرا نہیں جانتا۔ یہاں کبھی تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ نیچے کی کڑی کا سماع موجود ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ طالب علم کو اس فن میں واقفیت و تبحر حاصل ہوتا ہے اس لیے وہ نچلی کڑی کو نہیں لکھتا کیونکہ وہ اس سے اعلیٰ اسناد میں موجود ہوتی ہے۔

اس کی ایک مثال یہ اسناد ہے:

حدثنا ابوجعفر محمد بن صالح بن ھانیٔ القرشی ثنا محمد بن احمد بن النی القرشی ثنا عبداللہ بن یزید المقریٔ ثنا سعید بن ابی ایوب حدثنی ابوھانیٔ عن ابی عثمان مسلم بن یسار عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال......

اس سند میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: میری اُمت کے اواخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تم کو وہ باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ ایسے لوگوں سے بچو۔

حاکم کہتے ہیں: اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح کے خطبے میں بواسطۂ ابن نمیر عن المقریٔ روایت کیا ہے اور دو سو سے زیادہ ایسی مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ اب جو شخص یہ دیکھ کر، کہ مقریٔ تک تین واسطے ہیں، ان تینوں واسطوں کو یوں لکھے کہ عن مسلم

عن ابن نمیر عن المقریٔ تو یہ "نزول" سے ناواقفی ہوگی۔ اس کی بے شمار مثالیں اور بھی ہیں۔

احادیث نازلہ (جن میں نچلی کڑیاں ملحوظ ہوں) بہت طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ دو روایتوں میں واسطوں کی تعداد یکساں ہوتی ہے۔ لیکن ایک دوسری سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ ہمارے اقران (ہمعصروں) کے لیے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ہم اعمش کی حدیث میں نچلی کڑیوں تک نزول کریں تو یوں روایت کریں گے ؛ عن شیوخنا[1] عن عبد[2] اللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ[3] عن وکیع[4] عن الاعمش[5] یا اسے یوں روایت کریں گے ؛ عن شیوخنا[1] عن احمد[2] بن مسلمۃ عن اسحاق[3] بن راھویہ عن عیسیٰ[4] بن یونس عن الاعمش[5]۔ یہ دونوں اسنادیں مندرجہ ذیل دونوں اسنادوں سے اعلیٰ ہیں۔ یعنی : عن شیوخنا[1] عن ابی[2] العباس السراج[3] عن ھناد[4] بن السری عن ابی[4] معاویۃ عن الاعمش[5]۔ اور دوسری عن شیوخنا[1] عن محمد[2]، بن اسحاق[3] عن ابی کریب عن ابی[4] اسامۃ عن الاعمش[5] (مطلب یہ ہے کہ ان چاروں اسنادوں میں اعمش تک پانچ پانچ واسطے ہیں، لیکن دو مقدم الذکر مؤخر الذکر دو سے اعلیٰ ہیں)

جو شخص فہم و تدبر سے کام لے کر ثوری، مالک اور شعبہ جیسے ائمۂ حدیث کی روایات کو قیاس کر سکتا ہو اس کے لیے ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس معاملے میں اصول یہ ہے کہ جس شیخ کی موت پہلے واقع ہوئی ہو اور اس کی فضیلت بھی مشہور رہی ہو اس سے نیچے نزول کرنا کہیں بہتر ہے بہ نسبت اس شیخ سے نیچے نزول کرنے کے جس کی وفات بعد میں ہوئی ہو اور وہ اپنے صدق میں بھی معروف ہو۔

طالب حدیث کو نزول کی واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کی بھی ضرورت ہے کہ جس شیخ سے روایت کر کے لکھنا چاہتا ہے۔ اسے دیکھے یعنی اگر وہ عمر میں اس سے قریب ہو تو اس سے اوپر والے کو تلاش کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً میں بڑا ہو کر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کی وفات کے دس بیس سال کے بعد حدیث لینا چاہتا ہوں تو میرے

سامنے دو گروہ ہیں۔ایک میں ابو کریب، بندار، ابو موسیٰ اور عبد الجبار بن علاء وغیرہ ہیں اور دوسرے گروہ میں ابو بکر جارودی، ابراہیم بن ابی طالب اور ان کے معاصرین جیسے شیوخ ہیں، اب میرے لیے ان (دوسرے گروہ کے افراد) کی حدیث ان لوگوں کی حدیث سے زیادہ اعلیٰ ہوگی جن کی وفات میری ولادت اور نشوونما سے قریب تر ہے علم نزول کی یہ بہت بڑی اساس ہے۔اسی طرح اگر محمد بن اسحاق کی حدیث میرے معاصرین کو محمد بن یحییٰ، احمد بن یوسف سلمی، مسلم بن حجاج یا ان سب کے اقران کے واسطے سے ملے تو وہ اس حدیث سے بہتر و اعلیٰ ہوگی جو شرقی اور مکی یا ان کے اقران سے ملے۔

علم حدیث کی تیسری قسم

اس علم کی تیسری نوع محدث کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرنا ہے کہ اسانید کے متعلق اس کا صدق، اتقان، تحقیق و تفحص، اصول کی صحت، عمر، وفات پھر غفلت (بھول) اپنانا یا اپنے علم اور اصول کے استخفاف وغیرہ کا کیا حال ہے۔

حدثنا ابوعبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ السعدی حدثنا معاویۃ بن ھشام ثنا سفیان عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال........

اس سند میں براء بن عازب فرماتے ہیں کہ: ہم لوگوں نے ساری حدیثیں حضورؐ سے ہی نہیں سنیں، بلکہ ہمارے رفقاء بھی ان کو ہم سے بیان کر دیا کرتے تھے کیونکہ ہم لوگوں کا مشغلہ اونٹ چرانا بھی تھا۔ حضورؐ کے اصحاب جو کچھ حضورؐ کی زبان سے نہیں سن پاتے تھے اسے اپنے ان رفقاء سے دریافت کر کے سن لیتے تھے جو زیادہ یادداشت رکھتے تھے۔ جس رفیق سے وہ سنتے اس کی تحقیق و تصدیق میں شدت اختیار کرتے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اسناد کی روایت سے واضح ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن الولید بن مزید البیروتی قال اخبرنی ابی قال اخبرنی الاوزاعی قال اخبرنا ابن شھاب عن قبیصۃ بن ذؤیب قال:...... ص ۱۵

مذکورہ بالا سند میں قبیصہ کہتے ہیں کہ: عہد ابوبکرؓ میں ایک دادی آکر وراثت کا مطالبہ کرنے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: مجھے کتاب اللہ میں تیرا کوئی حصہ نظر نہیں آتا اور مجھے یہ بھی علم نہیں کہ آنحضورؐ نے تیرے حصے کا کوئی ذکر کیا۔ بہر حال میں شام تک

لوگوں سے دریافت کروں گا۔ جب آپ نے نماز ظہر ادا کرلی تو کھڑے ہو کر لوگوں سے یہ معاملہ دریافت کیا۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا: میں نے حضورؐ کو چھٹا حصہ دیتے سنا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: کیا تمھارے علاوہ کسی اور نے بھی یہ سنا ہے؟ اس وقت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا: میں نے بھی حضورؐ کو اسے چھٹا حصہ دیتے سنا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اسی کے مطابق فیصلہ نافذ کر دیا۔

امیرالمومنین علیؓ کا یہ حال تھا کہ جو حدیث آپؓ نے خود حضورؐ سے نہ سنی ہو وہ کسی دوسرے کی زبان سے سنتے تو اس بیان کرنے والے سے حلف لیتے۔ آپؓ کا یہ طرزِ عمل اتنا مشہور رہا ہے کہ یہاں اس کے تفصیلی ذکر کی ضرورت نہیں۔ یہی حال اکثر صحابۂ تابعین، تبع تابعین پھر ائمۂ اہل اسلام سب کا رہا ہے کہ وہ حدیث کی کرید اس وقت تک جاری رکھتے تھے جب تک اس کی صحت سامنے نہ آجائے۔

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول سمعت حنبل بن اسحاق بن حنبل یقول سمعت علی بن عبد اللہ یقول سمعت یحیی بن سعید یقول......

اس سند میں یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ: صاحب حدیث میں کچھ اور اوصاف بھی ہونے چاہئیں۔ حدیث اخذ کرنے میں اسے ایسا قابل اعتماد ہونا چاہیئے کہ جو کچھ اس سے بیان کیا جائے اسے پوری طرح سمجھ لے اور رجال پر اس کی نظر ہو۔ اس کے بعد بھی دیکھ بھال کرتا رہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ہمارے زمانے میں طالب حدیث کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ پہلے وہ محدث کے حالات کی پوری طرح چھان بین کرے کہ آیا وہ شریعت اور توحید پر صحیح اعتقاد رکھتا ہے؟ کیا وہ اپنے آپ پر انبیاء و رسل کی طاعت لازم قرار دیتا ہے؟ ان کے احکام وحی اور ان کی دی ہوئی شریعت کو واجب الاطاعت مانتا ہے؟ — اس کے بعد پھر محدث کے حالات پر غور کرے کہ وہ ایسا بندۂ ہوئی تو نہیں جو لوگوں کو اپنی خواہش کی طرف دعوت دیتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جو بدعت کی طرف بلائے اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی نہ اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔ کیونکہ ائمۂ اہل اسلام کی ایک جماعت کا اس کے متروک ہونے پر اتفاق رہا ہے۔ پھر اس کی عمر معلوم کر کے دیکھے کہ جن شیوخ سے وہ روایت کرتا ہے کیا

ان سے اس کا سماع ممکن بھی ہے ؛ میں نے مشائخ حدیث کی ایک جماعت کو دیکھا ہے جن کی عمر اتنی ہے کہ جن شیوخ سے وہ روایت کرتے ہیں۔ان سے ان کی لقاء ممکن نہیں۔ اس کے بعد محدث کے اصول و مآخذ کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ قدیم ہیں یا جدید ؛ ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی اُبھر آئے ہیں کہ کتب حدیث خرید کر اسی کی مدد سے حدیثیں بیان کرنے لگتے ہیں اور دوسرے لوگ ان سے سن کر اسی وقت قدیم کتابوں میں اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے ہیں اور بیان کرتے پھرتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے سنا ہے۔ ان لوگوں سے اگر غیر اہل فن سنتے ہیں تو اپنی ناواقفیت کی وجہ سے معذور ہیں۔لیکن اگر اہل فن حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد اس قسم کے لوگوں سے کوئی روایت سنیں تو انھیں ان پر جرح کرکے انھیں ساقط الاعتبار قرار دینا چاہیئے اور ان سے توبہ کرانی چاہیئے۔کیونکہ فن سے ناواقف ہوکر محدث بنے پھرنا ایسی نادانی نہیں جو بطور عذر قبول کرلی جائے۔ اگر وہ نہیں جانتا تو اسے دریافت کرنا چاہیئے تھا۔ سلف رضی اللہ عنہم اسی مسلک پر قائم تھے۔

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری ثنا ابو اسامة عن الاعمش قال: کان ابراهیم صیرفی الحدیث فکنت اذا سمعت الحدیث من بعض اصحابنا اتیته فعرضته علیه۔

اس سند میں اعمش کہتے ہیں کہ: ابراہیم حدیثیں پرکھنے کے ماہر تھے لہٰذا میں جب اپنے بعض رفقا سے حدیث سنتا تو ان کے پاس جاکر اسے پیش کر دیا کرتا تھا۔

اخبرنا عبداللہ بن محمد الکعبی ثنا اسماعیل بن قتیبة ثنا عثمان بن ابی شیبة ثنا اسحاق بن منصور عن هریم بن سفیان عن مطرف عن سوادة بن ابی الجعد عن ابی جعفر الباقر قال۔

اس سند میں ابوجعفر باقر کہتے ہیں کہ: حدیث کی بصارت انسانی ہی فقہ کا حصہ ہے۔ طالب حدیث محدث کے اسلام اور اس کی صحت سماع کو معلوم کرلے تب اس کی حدیث لکھے کیونکہ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو فہم، واقفیت اور حفظ کا لحاظ رکھتے ہوں۔ جو محدث سماع حدیث کو مذاق سمجھتا ہو اور حدیث کا استخفاف کرتا ہو اس کے حالات پوشیدہ نہیں

رہتے اور اس کا معاملہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول سمعت العباس بن محمد الدوری یقول سمعت خلف بن سالم یقول........

خلف بن سالم اس سند میں کہتے ہیں کہ: حدیث کا سن لینا تو آسان ہے لیکن اس سے عہدہ برآء ہونا دشوار ہے۔

حدثنا ابوسهل محمد بن محمد بن الحسين الترمذی ثنا محمد بن صالح بن سهل الترمذی حدثنا اسماعیل بن سیف حدثنی محمد بن عبد الواحد بن اخی حزم قال سمعت یونس بن عُبید یقول......

اس سند میں یونس بن عبید کہتے ہیں۔حدیث میں ـــــ ایک روشنی ہوتی ہے لہٰذا حدیث کی روشنی میں احتیاط برتو۔

سمعت محمد بن صالح بن هانئ یقول سمعت محمد بن ابراهيم بن مهران یقول سمعت بشر بن آدم یقول سمعت اباعاصم یقول........

اس سند میں ابوعاصم کہتے ہیں: جو حدیث کا استخفاف کرے گا حدیث اس کا استخفاف کرے گی۔

علم حدیث کی چوتھی قسم

علم حدیث کی چوتھی قسم احادیث کی مُسندوں کا علم ہے اور یہ اس علم کی بڑی اہم قسم ہے۔ کیونکہ ائمۂ اہل اسلام کا اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا بغیر مُسند کے روایت کو قابلِ حجت سمجھنا درست بھی ہے ؟ مُسند کا مطلب یہ ہے کہ محدث اپنے شیخ سے اور وہ اپنے شیخ سے روایت کرتا چلا جائے یہاں تک کہ کسی مشہور صحابی کے واسطے سے آنحضورؐ تک یہ سلسلہ اس طرح قائم ہو کہ ہر راوی کی عمر سے یہ پتہ چل جائے کہ اس نے اپنے شیخ سے سنا ہوگا۔ اس کی مثال یہ اسناد ہے۔

حدثنا ابو عمرو عثمان بن احمد السماک ببغداد ثنا الحسن بن مکرم
ثنا عثمان بن عمر اخبرنا یونس عن الزهری عن عبد الله بن کعب بن مالک ص۱۰
عن ابیه۔ انه تقاضی ابن ابی حدرد دینا کان علیه فی المسجد فارتفعت اصواتهما حتی سمعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فخرج حتی کشف ستر حجرته فقال: یا کعب ضع من دینک هذا واشار الیه ای الشطر فقال نعم فقضاه۔

(اس سند میں لک روایت کرتے ہیں کہ کعب نے مسجد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور دونوں کی آوازیں اتنی بلند ہو گئیں کہ حضورؐ سن کر باہر تشریف لے آئے اور آپ کے حجرے کا پردہ ہٹ گیا۔ پھر فرمایا کہ اے کعب اپنے قرض میں سے اتنا ۔۔ آدھے کا اشارہ کر کے بتایا ۔۔ چھوڑ دو۔ کعب نے عرض کیا: بہت بہتر۔ چنانچہ اس اس کے مطابق ابن ابی حدرد نے ادا کر دیا۔)

میں نے مثال کے لیے جو اسناد پیش کی ہے اس میں میرا سماع ابن سماک سے، ان

کا حسن بن مکرم سے، ان کا عثمان بن عمر سے، ان کا یونس بن یزید سے ــ جو عثمان بن یزید سے اوپر ہیں ــ ہر ایک کا سماع ظاہر و باہر ہے۔ پھر آگے یونس کی رفاقتِ زہری، زہری کی رفاقتِ بنی کعب بن مالک، اور بنی کعب بن مالک ــ خصوصاً مالک اور کعب کی رفاقتِ نبوی بالکل عیاں ہے۔ مسند کی یوں تو ہزاروں مثالیں۔ یہاں ہم نے ایک مثال پیش کی ہے اور اسی ایک حدیث مسند سے ہر وہ شخص استدلال کر سکتا ہے۔ جسے اس علم کا فہم عطا ہوا ہے۔ اس کے برعکس دوسری مسند روایت ملاحظہ ہو۔

حدثنا ابو عبد الله محمد بن علی الصنعانی بمکۃ ثنا الحسن بن عبد الاعلیٰ الصنعانی ثنا عبد الرزاق عن معمر عن محمد بن واسع عن ابی صالح عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من اقال نادما اقال الله نفسه یوم القیامة" ومن کشف عن مسلم کربة" کشف الله عنه کربة من کرب یوم القیمة" والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه۔

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: جو شخص کسی ندامت والے سے درگزر کرے گا اس سے بروزِ حشر اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرے گا اس کی تکلیف کو بروزِ قیامت خدا دور فرما دے گا اور اللہ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی اعانت میں رہتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ جو اہل فن اس اسناد کو دیکھے گا اسے اس کی اور اس کی سند کی صحت میں کوئی شبہ نہیں رہے گا لیکن حقیقت حال یہ نہیں۔ اس لیے کہ معمر بن راشد صنعانی ثقہ ہیں، جرح سے محفوظ ہیں لیکن انھوں نے محمد بن واسع سے نہیں سنا۔ اسی طرح محمد بن واسع بھی ثقہ اور مامون ہیں لیکن انھوں نے ابو صالح سے نہیں سنا۔ اس روایت میں علت موجود ہے جس کی شرح طوالت چاہتی ہے۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جن کو صرف اس علم کے واقف کار ہی جانتے پہچانتے ہیں۔

پھر اس مذکورہ شرط کے علاوہ بھی کچھ اور شرطیں مسند کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً یہ

کہ وہ موقوف مرسل معضل نہ ہو اور اس میں کوئی مدلّس نہ ہو۔ ان قسموں کی تشریح بعد میں آئے گی۔ ان میں ہر ایک قسم کو الگ الگ جاننے کی ضرورت ہے۔

مسند کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں یہ الفاظ نہ ہوں: اُخبرتُ عن فلان ‏(مجھے فلاں کی طرف سے بتایا گیا ہے) حُدِّثت عن فلان (مجھ سے فلاں کی زبانی یہ بیان کیا گیا) بلغنی عن فلان (مجھے فلاں کے واسطے سے یہ روایت پہنچی ہے) رفعہ عن فلان (فلاں نے اسے حضورؐ کی زبانی بیان کیا) اظنّہ مرفوعا (میرا گمان ہے کہ یہ مرفوع ہے) اس قسم کے الفاظ سے مسندیت فاسد ہوجاتی ہے۔ ص۱۹

یہ تمام شرطیں اگر پوری ہوجائیں جب بھی ہم حدیث کے صحیح ہونے کا حکم نہیں لگاتے۔ صحیح حدیث کے لیے اور بھی کچھ شرط ہے جس کا ذکر ہم موقع موقع سے کریں گے۔

علم حدیث کی پانچویں قسم

پانچویں قسم موقوف روایات کا علم ہے۔ اس کی ایک مثال لیجیے:

حدثنا الزبیر بن عبد الواحد الحافظ باسد آباذ ثنا محمد بن احمد الزیبقی ثنا ذکریا بن یحیی المنقری ثنا الاصمعی ثنا کیسان مولی ھشام بن حسان عن محمد بن حسان عن محمد بن سیرین عن المغیرۃ بن شعبۃ قال: کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرعون بابہ بالاظافیر۔

اس سند میں مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول حضورؐ کے دروازے کو اپنے ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ جو اہل فن نہ ہوگا وہ اسے مسند خیال کرے گا کیونکہ اس میں حضورؐ کا ذکر ہے۔ لیکن یہ مسند نہیں بلکہ موقوف ہے جو ایک صحابی پر منتہی ہو جاتا ہے۔ وہ صحابی (مغیرہ) اپنے رفقائے صحابہ کے ایک عمل کا ذکر کر رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس کی سند حضورؐ تک نہیں پہنچاتا۔ میں نے اس موقوف روایت کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس سے مشابہہ دوسری روائتوں کا اس پر قیاس کیا جا سکے۔ موقوف علی الصحابہ روایت اہل علم کی نظروں سے بہت کم پوشیدہ رہتی ہے۔ موقوف کا مطلب یہ ہے کہ حدیث صحابی سے مروی ہو اور اس میں ارسال یا اعضال نہ ہو۔ صحابی تک پہنچا کر اسے آگے یوں بیان کرے گا کہ: وہ یوں کہتے تھے، یوں کرتے تھے یا یہ حکم دیتے تھے۔

موقوف حدیثوں کی بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال یہ بھی ہے:

حدثنا احمد بن کامل القاضی ثنا یزید بن الھیثم ثنا محمد بن جعفر الفیدی ثنا ابن فضیل عن ابی سنان عن عبد اللہ بن ابی الھذیل

عن ابی ھریرۃ فی قول اللہ عزوجل "لواحۃ للبشر" قال تلقاھم جھنم یوم القیامۃ فتلفحھم لفحۃ فلا تترک لحما علی عَظْمٍ الا وضعت علی العراقیب۔ واشباہ ھذا من الموقوفات تعد فی تفسیر الصحابہ۔

اس سند میں حضرت ابوہریرہؓ "لَوَّاحَۃٌ لِلْبَشَرِ" کا مطلب یہ بتاتے ہیں بروزِ حشر دوزخ ان کے سامنے اس طرح آئے گی کہ اس کی ایک آنچ ان کو جھلسا کر رکھ دے گی۔ اور بجز ایڑی کے کہیں ہڈی پر گوشت بھی باقی نہ رہے گا۔ ازایں قبیل ساری روائتیں موقوف ہیں اور ان کا شمار تفسیر صحابہ میں ہے۔

تفسیر صحابہ میں ہم بعض کو مُسند بھی کہتے ہیں، لیکن وہ ایک الگ نوعیت کی ہے اور اس کی مثال یہ ہے:

اخبرنا ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار حدثنا اسماعیل بن اسحاق القاضی ثنا اسحاق بن ابی اویس حدثنی مالک بن انس عن محمد بن المنکدر عن جابر قال.........

اس سند میں حضرت جابرؓ کہتے ہیں: یہود کہا کرتے تھے کہ جو اپنی بیوی کے ساتھ صحیح مقام پر مگر پیچھے سے مواصلت کرے گا اس کی اولاد بھینگی ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: نساؤکم حرث لکم۔ یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس نوع کی روائتیں موقوف نہیں، بلکہ مسند ہیں، کیونکہ جو صحابی وحی و تنزیل کے وقت موجود تھا وہ اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ یہ آیت فلاں معاملے میں نازل ہوئی تو یہ حدیث مسند ہی ہوگی۔

طالب حدیث کے لیے موقوفات کی بعض قسموں کو جاننا بھی ضروری ہے جن کی ایک قسم یہ ہے کہ سند صحابی تک پہنچنے سے پہلے ہی مُرسل ہو جائے۔ مثلاً

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب ثنا بحر بن نصر حدثنا عبداللہ بن وھب اخبرنی محمد بن عمرو عن ابن جریج عن سلیمان بن موسی قال قال جابر بن عبداللہ......

اس سند میں جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ: جب روزہ رکھو تو تمھارے کان اور آنکھیں بھی محرمات سے اور تمھاری زبان جھوٹ سے روزہ رکھے اور خادم کو اذیت دینا ترک کر دو اور تمھارے اوپر وقار اور سکینت طاری رہے اور اپنے روزے کے دن اور افطار کے دن کو ایک جیسا نہ بناؤ۔

حاکم کہتے ہیں کہ جو حدیث کا فنکار نہیں وہ یہی خیال کرے گا کہ یہ حدیث جابرؓ تک جا کر موقوف ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ سند ایسی موقوف ہے جو بیان کرنے والے (جابرؓ) سے پہلے ہی مرسل ہے۔ کیونکہ سلیمان بن موسیٰ الاشدق نے حضرت جابر کو نہ دیکھا ہے نہ ان سے کچھ سنا ہے۔ ان دونوں کے درمیان کی کڑی عطاء بن ابی رباح ہیں۔ جیسا کہ بکثرت احادیث سے ظاہر ہے۔ اور اکثر اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ اس فن میں تجربہ نہ رکھنے والا یہ کہتا ہے کہ ابن وہب تو محمد بن عمرو بن علقمہ سے کبھی ملے ہی نہیں اور محمد بن عمرو بن علقمہ نے ابن جریج سے کوئی روایت کی ہی نہیں۔ یہ محمد بن عمرو وہ ہیں جو یافعی ہیں اور مصر کے شیخ الحدیث ہیں۔ ابن علقمہ مدنی نہیں ہیں۔

حدیث کے طالب علم کو موقوف کی ایک اور قسم بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ یہ قسم اصل میں تو مسند ہی ہوتی ہے لیکن بعض راوی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اسے داخل اسناد نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو زکریا یحیی بن محمد العنبری ثنا ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم العبدی ثنا امیۃ بن بسطام ثنا یزید بن زریع ثنا روح بن القاسم ثنا منصور عن ربعی بن حراش عن ابی مسعود قال: انما حفظ الناس من آخر النبوۃ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔

ابو مسعود اس سند میں کہتے ہیں کہ نبوت کی آخری چیز جو لوگوں میں محفوظ رہ گئی ہے یہ ہے کہ "جب تجھ میں حیا نہیں رہی تو جو جی چاہے کر۔"

حاکم کہتے ہیں کہ ثوری و شعبہ وغیرہ نے اس حدیث کو منصور تک مسند کر کے بیان کیا ہے اور درمیان میں روح بن قاسم کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے یہ روایت موقوف ہو گئی۔ اس کی مثالیں بھی حدیث میں بہت ہیں۔ اس کا علم اس میدان کے شہسوار اور نقادان فن ہی جانتے ہیں اور اس کا شمار موقوفات میں نہیں ہوتا۔

علم حدیث کی چھٹی قسم

علم حدیث کی چھٹی قسم ان اسانید کا علم ہے جن میں براہِ راست حضورؐ سے روایت نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو نصر محمد بن محمد بن حامد الترمذی ثنا محمد بن حبال الصنعانی حدثنا عمرو بن عبد الغفار الصنعانی ثنا بشر بن السریؒ حدثنا زائدة عن عمار بن ابی معاویة عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال: کنا نتمضمض من اللبن ولا نتوضأ منه[1]۔ دوسری مثال: صـ۳۲

اخبرنا ابو نصر احمد بن سہل الفقیہ بخارا ثنا صالح بن محمد بن حبیب الحافظ محمد بن عمرو بن جبلة حدثنا حرمی بن عمارة ثنی هارون بن موسی قال سمعت الحسن یحدث عن انس بن مالك قال: کان یقال فی ایام العشر بکل یوم الف یوم ویوم عرفة عشرة آلاف یوم۔ قال یعنی فی الفضل[2]۔ تیسری مثال:

اخبرنا ابو جعفر محمد بن علی بن دُحیم الشیبانی بالکوفة ثنا احمد بن حازم بن ابی غرزة ثنا علی بن قادم اخبرنا علی بن صالح عن ابی اسحاق عن هبیرة بن یریم عن عبد اللہ قال: من اتی ساحرا او عرافا فقد کفر[3]

---

[1] ترجمہ: ہم لوگ دودھ پینے کے بعد کلی تو کر لیتے تھے۔ وضو نہیں کرتے تھے۔

[2] یہ کہا جاتا تھا کہ عشرۂ اولی (ماہ ذی الحجہ) کے ہر دن کی فضیلت ہزار دنوں کے برابر ہے اور یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کی فضیلت دس ہزار دنوں کے برابر ہے۔

انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یہ باب بڑا طویل ہے اور تمام اسانید کے ساتھ اس کا ذکر طوالت چاہتا ہے۔ اُوپر جو کچھ ذکر کر چکے ہیں اس کے علاوہ اگر صحابی — جس کی صحبت نبوی معروف ہو — کے قول میں یہ الفاظ ہوں: امرنا ان نفعل کذا (ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا گیا) نھینا عن کذا وکذا (ہمیں ان باتوں سے روکا گیا ہے) کنا نؤمر بکذا (ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا تھا) کنا ننھی عن کذا (ہمیں فلاں بات سے منع کیا جاتا تھا) کنا نفعل کذا (ہم ایسا کیا کرتے تھے) کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا (ہم یہ بات کہہ رہے تھے اور حضورؐ ہمارے اندر موجود تھے) کنا لانری باساً بکذا (ہم فلاں بات میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے) کان یقال کذا وکذا (یہ باتیں کی جاتی تھیں) یا کسی صحابی کا یہ قول کہ من السنۃ کذا (فلاں بات کا شمار سنّت میں ہے) اور اسی قسم کے اور بھی الفاظ ہیں جن کو اگر ایسا صحابی جس کی صحبت نبویؐ معروف ہو بیان کرے تو وہ حدیث مُسند ہو گی۔ مسانید میں ایسی تمام طرح کی احادیث موجود ہیں۔

لے جو کسی جادوگر یا نجومی کے پاس (سچا سمجھ کر) آئے گا وہ وحیٔ محمدیؐ کا منکر ہو گا۔

علم حدیث کی ساتویں قسم

اس علم حدیث کی ساتویں قسم صحابۂ کرام کو ان کے درجات کے مطابق پہچاننا ہے۔ ان میں سب سے اوّل طبقے میں وہ لوگ ہیں جو مکے میں اسلام لائے۔ مثلاً ابوبکر، عمر، عثمان اور علی وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ حضرت علیؓ ان سب میں پہلے اسلام لائے۔ مؤرخین کے درمیان اس بارے میں مجھے کسی اختلاف کا علم نہیں۔ اختلاف صرف ان کے بالغ ہونے میں ہے۔[1] جماعتِ محدثین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بالغوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے جیسا کہ عمرو بن عبسہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے پوچھا: یارسول اللہ! اس چیز (رسالت) میں حضورؐ کی پیروی (پہلے) کس نے کی؟ فرمایا: ایک آزاد نے اور ایک غلام نے ــــ اس وقت حضورؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت بلالؓ تھے۔

طبقہ ثانیہ[2] میں دار الندوہ کے صحابہ ہیں۔ یعنی جب حضرت عمرؓ اسلام لائے اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تو حضورؐ کو دار الندوہ میں لایا گیا اور وہاں اہل مکہ کی جماعت نے حضورؐ کی بیعت کی۔

---

[1] عدم بلوغ میں کسی مؤرخ کے اختلاف کا مجھے علم نہیں۔ حضرت علیؓ کا ایک شعر بھی اس بارے میں یوں پیش کیا جاتا ہے۔ ؎ سبقتکم الی الاسلام طرّاً، غلاماً ما بلغت اوان حُلمی۔ یعنی میں تم سب سے پہلے اسلام لایا ہوں یعنی اس وقت جب کہ کم سن تھا اور سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا تھا ــــ امام ابوحنیفہ کا فیصلہ یہ ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے خدیجہ؛ آزاد بالغوں میں ابوبکر، بچوں میں علیؓ اور غلاموں میں زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ اس لیے بلال والی روایت قابل غور ہے۔

[2] اوّلیت فی الاسلام کی ایک نئی توجیہہ میری کتاب "پیغمبر انسانیت" میں دیکھیے۔

تیسرے[۳] طبقے میں وہ صحابہ ہیں جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔
چوتھے[۴] طبقے میں وہ صحابہ ہیں جنھوں نے عقبۂ اولی کے موقع پر حضورؐ کی بیعت کی۔ محاورہ ہے: فلانٌ عَقَبِیٌّ یعنی فلاں میرے پیچھے ہے اور فلانٌ عَقَبِیٌّ یعنی فلاں نے بموقع عقبہ اسلام قبول کیا۔
پانچویں[۵] طبقے میں وہ اصحاب ہیں جو عقبۂ ثانیہ کے موقع پر اسلام لائے اور ان میں سے اکثر انصار تھے۔
چھٹے[۶] طبقے میں وہ مہاجرین داخل ہیں جو حضورؐ کے پاس قبا میں پہنچے حضورؐ کے داخلۂ مدینہ اور تعمیر مسجد سے پہلے۔
ساتواں[۷] طبقہ ان اہل بدر کا ہے جن کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بشاید اللہ نے اہل بدر پر مطلع ہونے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ: تم جو چاہو کرو میں تم سب کو بخش دوں گا۔
آٹھواں[۸] طبقہ ان پہلے مہاجرین کا ہے جنھوں نے معرکۂ بدر اور صلح حُدیبیہ کے درمیان ہجرت اختیار کی۔
نویں[۹] طبقے میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے بیعت رضوان کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: اللہ ان تمام اہل ایمان سے راضی ہے جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ اسے بیعت رضوان کہتے ہیں اور یہ بمقام حدیبیہ اس وقت ہوئی جب حضورؐ کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا گیا اور حضورؐ نے کفار قریش سے اس بات پر مصالحت فرمائی کہ آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا اور یہ درخت اس کے پاس ہی تھا۔ اس کے بعد ہی وہ درخت ایسا غائب ہوا کہ پھر اس کا پتہ نہ چل سکا۔ کہتے ہیں کہ اسے سیلاب بہالے گیا۔ چنانچہ سعید بن مسیب کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد کو جو اصحاب شجرہ میں تھے یہ کہتے سنا ہے کہ ہم لوگوں نے اس درخت کو کئی بار تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکا۔ بعض عوام حُجاج جو یہ کہا کرتے ہیں کہ مکے اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔

یہ بالکل ہی غلط ہے۔

دسواں طبقہ اُن صحابہ کا ہے جنھوں نے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان ہجرت کی۔ خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ابوہریرہ وغیرہ اور بہت سے لوگ ہیں۔ چنانچہ جب حضورؐ کو خیبر کی غنیمت حاصل ہوئی تو ہر طرف سے یہ لوگ ہجرت کرکے آگئے اور حضورؐ نے انھیں حصے دیئے۔

گیارھواں طبقہ ان لوگوں کا ہے جو فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور وہ جماعت قریش تھے۔ ان میں کچھ تھے جو برضا و رغبت اسلام لائے اور کچھ ایسے تھے جو تلوار کے ڈر سے مسلمان ہو گئے اور پھر موقع پاکر بدل بھی گئے۔ ان کے دل میں جو اعتقاد تھا اسے اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔

اس کے بعد ایک بارھواں طبقہ بھی ہے۔ یہ وہ بچے ہیں، جنھوں نے حضورؐ کو فتح مکہ کے دن یا حجۃ الوداع میں دیکھا انکا شمار بھی صحابہ میں ہے۔ سائب بن یزید اور عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر انہی میں ہیں۔ یہ دونوں حضورؐ کے پاس آئے تھے اور حضورؐ نے ان کے لیے دُعا فرمائی اور بہت سے اور لوگوں کے لیے بھی جن کا تذکرہ کتاب کو ضخیم کردے گا۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ اور ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ کا شمار انہی لوگوں میں ہے۔ ان دونوں نے حضورؐ کو بحالتِ طواف اور چاہ زمزم کے پاس دیکھا تھا۔

حضورؐ سے یہ روایت صحیح ہے جس میں آپ نے فرمایا فتح کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ اب جہاد ہے اور نیت ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ :

اگر میں اس باب کو اسانید اور روایات کے ساتھ پوری تفصیل سے ذکر کروں تو یہ ایک الگ کتاب بن جائے گی۔ حضورؐ کے اصحابؓ دُور دراز ملکوں میں پھیل کر آباد ہو گئے تھے اور مختلف مقامات میں وفات پائی تھی۔ اس باب میں اور بھی کئی علوم آجاتے ہیں۔ میں نے تو ہر نوع کی طرف صرف رہنمائی کردی

ہے، وہ بھی اس کے مطابق جو بر وقت میرے ذہن میں آگیا۔ مکمل حافظ حدیث وہی ہے جو صحابہ سے تبحر کے ساتھ واقفیت رکھتا ہو۔ میں نے اپنے مشائخ کے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے جو کسی تابعی سے مرسل روایت بیان کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ تابعی نہیں بلکہ صحابی ہیں اور کبھی کسی صحابی سے مسند روایت کرتے ہیں اور اسے تابعی خیال کرتے ہیں۔

علمِ حدیث کی آٹھویں قسم

اس علم کی آٹھویں قسم "مراسیل" کا علم ہے جن کو حجت ماننے کے بارے میں اختلاف ہے علمِ حدیث کی یہ نوع سخت ہے اور حدیث کے متبحر کے سوا شاذ و نادر ہی لوگوں کو اس کی شناخت ہے۔ مرسل حدیث وہ ہے جس میں محدث کی متصل اسناد تابعی تک پہنچتی ہیں اور وہ تابعی یوں کہتا ہو کہ حضورؐ نے یوں فرمایا۔ مرسل حدیث کی اس تعریف میں مشائخ حدیث کا کوئی اختلاف نہیں۔

مراسیل اکثر و بیشتر اہل مدینہ میں سعید بن مسیب سے، اہل مکہ میں عطاء بن ابی رباح سے، اہل مصر میں سعید بن ابی ہلال سے، اہل شام میں مکحول دمشقی سے، اہل بصرہ میں حسن بن ابی الحسن سے اور اہل کوفہ میں ابراہیم بن یزید نخعی سے مروی ہیں۔

ایک حدیثِ مرسل کے بعد دوسری حدیثِ مرسل ان کے علاوہ دوسرے تابعین سے بھی مروی ہوتی ہے لیکن ان سب میں صحیح ترین مراسیل سعید بن مسیب کی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ صحابی کی اولاد ہیں یعنی ان کے والد مسیّب بن حزن بیعت رضوان کرنے والے اصحاب الشجرہ میں ہیں۔ علاوہ ازیں سعید نے حضرات عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر اور تمام عشرہ مبشرہ کا زمانہ پایا ہے اور پورے گروہ تابعین میں صرف دو ہیں، جنھوں نے ان مذکورہ صحابہ کا زمانہ پایا اور ان سے روایات سنی ہیں۔ ایک سعید بن مسیب ہیں اور دوسرے قیس بن ابی حازم۔ مزید خصوصیت یہ ہے کہ سعید اہل حجاز کے فقیہ و مفتی ہیں اور فقہائے سبعہ میں ان کا مقام سب سے اوپر ہے۔ یہ ساتوں فقہا وہ ہیں کہ ان کے اجماع کو مالک بن انس تمام انسانوں کا اجماع شمار کرتے ہیں۔ ص ۲۶

میں نے ابو العباس محمد بن یعقوب کو، انھوں نے عباس دُوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: تمام مراسیل میں صحیح ترین سعید بن مسیب کے مراسیل ہیں۔ نیز ائمۂ متقدمین نے ان کے مراسیل پر غور و تامل کے بعد ان کی اسانید کو بھی درست پایا

ہا ہے۔ انتی شرطیں ان کے سوا اور کسی کے مراسیل میں نہیں پائی جاتیں اور اہل الحدیث کے نزدیک مراسیل کی صفت بھی یہی ہے۔

ہم سے ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کی ایک تحریر یوں لکھی دیکھی ہے کہ ہم سے حسن بن عیسی مولی بن المبارک نے اور ان سے ابن مبارک نے ابوبکر بن عیاش کی ایک حدیث عن عاصم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی۔ حَسَن نے ابن مبارک سے کہا کہ: عاصم سے حضورؐ کی روایت تو کوئی صحیح اسناد نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ: عاصم کے لیے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ممکن ہے۔ پھر صبح کو میں ابوبکر بن عیاش کے پاس گیا تو دیکھا کہ ابن مبارک پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں اور ان کی بغل میں بیٹھے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ اس بارے میں دریافت کر چکے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں: کوفے کے مشائخ ہر اس حدیث کو قابل حجت مرسل سمجھتے ہیں جو تابعی یا تبع تابعی یا ان کے بھی بعد کے علماء سے مروی ہو۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ درست نہیں۔ تبع تابعین کی مرسل حدیث معضل ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں آئے گی۔

ہمیں ثنا ابوعبداللہ محمد بن محمد عبیداللہ الواعظ سے، انھوں نے عبداللہ بن عدی بن عبداللہ سے، انھوں نے احمد بن محمد بن حسن سے، انھوں نے محمد بن یزید واسطی سے اور انھوں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ انھوں نے حماد بن زید سے پوچھا کہ: اے ابواسماعیل! کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اہل الحدیث کا بھی کوئی ذکر کیا ہے؟ جواب دیا: کیوں نہیں۔ کیا تم نے یہ ارشاد خداوندی نہیں سنا ہے:

...... لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

(تاکہ وہ دین میں تفقہ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں واپس جائیں تو انھیں آگاہ کر دیں۔ اُمید ہے کہ وہ ہوشیار ہو جائیں گے) یہ حکم ان لوگوں کے لیے جو طلب علم کے لیے سفر اختیار کرتے ہیں اور واپس آکر پسماندوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں: اس نص میں اس بات کی دلیل ہے کہ قابل احتجاج علم وہی ہے جو مسموع ہو، مرسل نہ ہو۔

یہ تو قرآنی دلیل ہوئی، سنت سے اس کی دلیل یہ روایت ہے :

حدثنا ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم الشیبانی بالکوفة ثنا احمد بن حازم بن ابی غرزة حدثنا ضرار بن صرد ثنا ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن عبد اللہ بن عبد اللہ الاسدی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم........

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ : تم (مجھ سے) سنو، تم سے دوسرا اور اس سے آگے تیسرا سنے۔" نیز اس مضمون کی ایک مشہور حدیث یوں ہے کہ : اللہ اسے تر و تازہ رکھے جو میری بات سن کر محفوظ رکھے، تا آنکہ وہ اسے اس تک پہنچا دے جس نے اسے نہیں سنا الخ

علمِ حدیث کی نویں قسم

اس علم کی نویں قسم منقطع حدیث کا علم ہے۔ یہ مرسل سے مختلف چیز ہے اور حفاظ حدیث میں کمتر ہی لوگ ایسے ہیں جو دونوں (مرسل اور منقطع) میں تمیز کر سکتے ہوں منقطع کی کئی قسمیں ہیں۔

ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابو عمرو عثمان بن احمد بن السماک ببغداد ثنا ایوب بن سلیمان السعدی ثنا عبد العزیز بن موسی اللاحونی ابو روح ثنا هلال بن حق عن الجریری عن ابی العلاء وهو ابن الشخیر عن رجلین من بنی حنظلة عن شداد بن اوس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم احدنا ان یقول فی صلاته: اللهم انی اسألک التثبت فی الامور وعزیمة الرشد واسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا واسألک شکر نعمتک وحسن عبادتک واستغفرک لما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واسألک من خیر ما تعلم۔[1]

---

[1] نماز میں یہ دعا جو حضورؐ نے بتائی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: اے اللہ میں تجھ سے معاملات میں ثابت قدمی اور رشد کی عزیمت مانگتا ہوں اور تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں اور شکر نعمت اور حسن عبادت کی توفیق طلب کرتا ہوں اور ان تمام غلطیوں کی مغفرت چاہتا ہوں جن کا تجھے علم ہے اور تمام باتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جن کو تو جانتا ہے اور ان تمام چیزوں کی خیر کا طالب ہوں جس کا تجھے علم ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ اسناد منقطع کی ایک قسم کی مثال ہے اس میں ابوالعلاء بن شخیر اور شداد بن اوس کے درمیان دو ایسے آدمی ہیں جو مجہول الحال ہیں اور احادیث میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کی اسناد میں کوئی شخص ایسا بھی آجاتا ہے جس کا نام نہیں لیا جاتا لیکن وہ منقطع نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے:

اخبرنا ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب التاجر بمرو ثنا احمد بن سیار ثنا محمد بن کثیر ثنا سفیان الثوری ثنا داؤد بن ابی هند ثنا شیخ عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس سند میں — جس میں ایک شیخ کا ذکر ہے اور اس کا نام مذکورہ نہیں — یہ ارشاد نبوی ہے کہ: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ آدمی کو عاجزی اور فجور کے درمیان اسے اختیار دیا جائے گا۔ تو تم میں سے جو یہ زمانہ پائے وہ عاجزی کو فجور پر ترجیح دے کر اختیار کرلے۔

اس کو عتاب بن بشیر اور ہیاج بن بسطام نے بھی داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے اور جس شیخ کا نام معلوم تھا اسے انھوں نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوعمر جدلی تھا۔

ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنی یحیٰی بن ابی طالب ثنا علی بن عاصم عن داؤد ابن ابی هند قال نزلت جزیرة قیس فسمعت شیخا اعمی یقال له ابو عمر یقول سمعت اباهریرة یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیاتین علی الناس زمان یخیر الرجل بین العجز والفجور فمن ادرک ذلک الزمان فلیختر العجز علی الفجور۔

اس سند میں یہی داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں جزیرۂ قیس میں اترا تو ایک نابینا شیخ کو ابوہریرہ کی زبان سے یہ ارشاد نبوی بیان کرتے سنا (جو اس سے پہلے گزر چکا)

حاکم کہتے ہیں کہ: منقطع کی یہ ایسی شکل ہے جس سے ایک متبحر، فنکار فہیم حافظ کے سوا دوسرا واقف نہیں ہوتا۔ اس کی بھی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ میں نے تو یہاں اس کی ایک مثال دی ہے۔

منقطع کی تیسری شکل یہ ہے کہ تابعی تک پہنچنے سے پہلے راوی ایک ایسے شخص سے روایت کرے جس سے اس نے سنا نہ ہو۔ یہ قسم منقطع ہوگی مرسل نہ ہوگی کیونکہ مقام ارسال تابعی ہے نہ کہ اس سے پہلے کا راوی۔ اس کی مثال یہ ہے :

حدثنا ابو النضر محمد بن محمد بن یوسف الفقیہ ثنا محمد بن سلیمان الحضرمی حدثنا محمد بن سهل ثنا عبد الرزاق قال ذکر الثوری عن ابی اسحاق عن زید بن یُثَیع عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم، ان وَلَّیتموھا ابابکر فقویٌّ امینٌ لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم، وان ولیتموھا علیًّا فھادٍ مھدیٌّ یقیمکم علی طریق مستقیم۔

اس سند میں حذیفہ ایک ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں کہ : اگر تم لوگ (میرے بعد) امارت ابوبکرؓ کے سپرد کرو تو وہ قوی و امین ہیں۔ اللہ کی راہ میں ان کے لیے کوئی لومۃ لائم روک نہیں بن سکتا۔ اور اگر امارت علیؓ کے سپرد کرو تو وہ ہادی و مہدی ہیں تمہیں راہ مستقیم پر قائم رکھیں گے۔

حاکم کہتے ہیں : یہ ایسی اسناد ہے کہ سطحی غور و تامل کرنے والا بھی اسے متصل سمجھے گا کیونکہ حضرمی اور محمد بن سہل بن عسکر دونوں ثقہ ہیں۔ نیز عبد الرزاق کا سماع سفیان ثوری سے اور سفیان ثوری کا سماع ابو اسحاق سے عام طور پر مشہور و معروف ہے۔ لیکن دراصل اس اسناد میں دونوں جگہوں پر انقطاع ہے۔ یعنی نہ تو عبد الرزاق نے ثوری سے سنا اور نہ ثوری نے ابو اسحاق سے۔ ذیل کی دو اسنادوں میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اور ان دونوں میں ایک ایک انقطاع کی خانہ پُری موجود ہے۔

اخبرنا ابو عمرو بن السماک ثنا ابو الاحوص محمد بن الهیثم القاضی حدثنا محمد بن ابی السری ثنا عبد الرزاق اخبرنی النعمان بن ابی شیبۃ[1] الجندی عن سفیان الثوری عن ابی اسحاق فذکرہ نحوہ۔

---

[1] اس اسناد میں عبد الرزاق اور سفیان ثوری کے درمیان نعمان بن ابی شیبہ جندی کا واسطہ ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی دارم الحافظ بالکوفۃ ثنا الحسن بن علویۃ القطان حدثنی عبد السلام بن صالح ثنا عبداللہ بن نمیر ثنا سفیان الثوری ثنا شریك عن ابی اسحاق عن زید بن یُثیع عن حذیفۃ قال ذکروا الامارۃ والخلافۃ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث نحوہ[1]۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے اوپر منقطع کی جو صورتیں بتائی ہیں ان پر جو غور وفکر کرے گا وہ یقین کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ ایک ایسا دقیق علم ہے کہ جس جویائے علم کو اللہ توفیق دے وہی اس کا درک کر سکتا ہے۔

---

[1] اور اس اسناد میں سفیان ثوری اور ابو اسحاق کے درمیان "شریک" کا واسطہ ہے۔

علمِ حدیث کی دسویں قسم

حاکم کہتے ہیں کہ علمِ حدیث کی دسویں قسم "اسنادِ مسلسل" کا علم ہے۔ اس میں (ایک سے دوسرے کا) سماع اتنا واضح ہوتا ہے کہ اس پر کوئی غبار نہیں ہوتا۔ اس کی مثال یہ ہے :

سمعت ابا الحسین بن علی الحافظ یقول سمعت علی بن سالم الاصبھانی یقول سمعت ابا سعید یحیی بن حکیم یقول سمعت عبد الرحمٰن بن مھدی یقول سمعت سفیان الثوری یقول سمعت ابا عون الثقفی یقول سمعت عبد اللہ بن شداد یقول سمعت ابا ھریرۃؓ یقول : الوضوء مما مسّته النار، قال فذکرت ذلک لمروان او ذکر لہ فارسل او ارسلنی الی ام سلمۃ فحدثتنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الی الصلوۃ فانتشل عظما اواکل کتفا ثم صلّی ولم یتوضأ۔

اس سند میں — (جس میں ہر راوی دوسرے سے یہ کہہ کر روایت کرتا ہے کہ میں نے اسے یوں کہتے سنا) — ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آگ کی پکی چیزوں کے کھانے سے وضو لازم آجاتا ہے۔ عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور نے مروان سے اس مسئلے کا ذکر کیا تو انھوں نے کسی کو یا خود مجھے ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس دریافت کے لیے بھیجا۔ انھوں نے فرمایا کہ حضورؐ نماز کے لیے باہر جانے لگے تو ایک ہڈی یا دست کا گوشت چھڑا کر کھایا۔ اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضو نہ کیا۔

یہ مسلسل کی پہلی قسم کی مثال ہے۔ دوسری قسم کی مثال یہ ہے :

حدثنا ابو بکر محمد دواؤد بن سلیمان الزاهد حدثنا ابو عبداللہ محمد بن احمد بن المؤمل الصیرفی حدثنی ابراهیم بن راشد الأدمی حدثنی محمد بن یحیی الواسطی خادم أبی منصور الشنابذی قال قال لی ابو منصور قم فصبّ علیّ حتی اُریک وضوء منصور فان منصوراً قال لی: قم فصب علیّ حتی اریک وضوء ابراهیم فان ابراهیم قال لی: قم فصب علی حتی اریک وضوء علقمة فان علقمة قال لی: قم فصب علی حتی اریک وضوء ابن مسعود فان ابن مسعود قال لی: قم فصب علی حتی اریک وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لی: قم فصب علی حتی اریک وضوء جبرائیل علیہ السلام ۔ فقلت لابی جعفر: کیف توضأ؟ قال: ثلاثاً ثلاثاً ۔

(اس سند میں حاکم سے ابو منصور تک ہر راوی اپنے شیخ سے یوں کہہ کر روایت کرتا ہے کہ اس نے ہم سے یہ بیان کیا ۔ پھر ابو منصور سے لے کر جبریلؑ تک ہر ایک راوی اپنے اُوپر کے راوی کے متعلق یوں بیان کرتا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا کہ: اُٹھ کر پانی ڈالتے جاؤ تاکہ وہ تمھیں اس (اُوپر کے شیخ) کا طریقۂ وضو دکھا دوں ۔ پھر آخر میں ابو جعفر منصور سے سوال ہوتا ہے کہ یہ وضو کس طرح ہوا؟ ابو جعفر جواب دیتے ہیں کہ تین تین بار ہر عضو کو دھویا ۔)

مسلسل کی تیسری قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو جعفر محمد بن علی الصائغ ثنا احمد بن ابی حازم بن ابی غرزة ثنا ابو نعیم ثنا نصیر بن ابی الاشعث قال سمعت ابا الزبیر یحدث انه سمع جابرا یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ....

اس سند میں حضرت جابر حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر بیان کرتے ہیں کہ: جب تم سونے لگو تو چراغ کو بجھا دو، دروازے کو بند کر دو، مشکیزے کا منہ باندھ دو اور برتن کو ڈھانک دو تو شیطان بند دروازے کو نہیں کھولے گا، نہ مشکیزے کا منہ کھولے گا اور نہ برتن کو کھولے گا۔ ص۳۱ اور چوہیا (بعض اوقات) لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دیتی ہے ۔ اگر برتن کو ڈھانکنے

کے سلیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اللہ کا نام لے کر ایک لکڑی اس پر رکھ دو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: مسلسل حدیث کی ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ ہر دو راویوں کے درمیان سماع کی واضح علامت ہوتی ہے خواہ لفظ سماع سے ہو یا لفظ حدثنا اور لفظ اخبرنا سے اور یہ اتصال حضور تک مسلسل قائم رہتا ہے۔

مسلسل کی چوتھی قسم کی مثال یہ ہے:

اخبرنا جعفر بن محمد بن نُصَیر الخلدی ثنا القاسم بن محمد الدلال ومحمد بن عبد اللہ الحضرمی قالا ثنا ابو بلال الاشعری۔ حدثنا حُصین بن ذیّال الجعفی قال قال رجل للحسن بن صالح: اَمسح علی الخفین؟ قال: نعم. قال، فان قال لی ربی: من امرک بھذا؟ قال قل: الحسن بن حیّ۔ قال فان قیل لک انت؟ قال فأقول: امرنی المنصور بن المعتمر۔ قال فان قیل للمنصور؟ قال یقول: امرنی ابراھیم۔ قال فان قیل لابراھیم۔ قال یقول: امرنی ھمّام بن الحارث۔ قال فان قیل لھمّام۔ قال یقول: امرنی جریر۔ قال فان قیل لجریر۔ قال یقول: امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس اسناد میں ہے کہ ایک شخص حسن بن صالح سے پوچھتا ہے کہ کیا میں موزوں پر مسح کروں؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ پھر وہ کہتا ہے: اگر مجھ سے اللہ تعالٰے یہ پوچھے کہ: تجھے یہ حکم کس نے دیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: کہہ دینا کہ حسن بن حی نے (یعنی میں نے) پھر وہ پوچھتا ہے کہ اگر یہی سوال آپ سے ہو؟ تو وہ اپنے شیخ کا نام بتا دیتے ہیں۔ اس طرح وہ ہر ایک کے متعلق سوال کرتا جاتا ہے اور حسن بن صالح بن حی اوپر کے شیخ کا نام بتا دیتے ہیں کہ اس نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ اسی طرح یہ مسلسل اسناد حضورؐ تک پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔

مسلسل کی ایک خاص قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنی الزبیر بن عبد الواحد حدثنی ابو الحسن یوسف بن عبد الاحد القمنی الشافعی بمصر قال حدثنی سلیم بن شعیب الکسائیؒ حدثنی سعید الادم

حدثنی شهاب بن خراش الحوشبی قال سمعت یزید الرقاشی یحدث عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا یجد العبد حلاوة الایمان حتی یؤمن بالقدر خیره وشره وحلوه ومرّه - قال وقبض رسول الله صلی الله علیه وسلم علی لحیته فقال : آمنت بالقدر خیره و شره وحلوه ومرّه......

اس سند میں انس بن مالک یہ ارشاد نبوی بیان کرتے ہیں کہ : بندہ ایمان کی حلاوت اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک تقدیر اور تقدیر کی خیر اور شر پر اور اس کے شیریں و تلخ پر ایمان نہ لاتے۔ انس نے بتایا کہ حضورؐ نے اپنی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا کہ میں تقدیر کے خیر و شر اور شیریں و تلخ پر ایمان لایا اور انس، یزید، شہاب، سلیمان، یوسف، زبیر، ابوبکر شیرازی غرض ہر ایک راوی نے اسی طرح اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر کہا کہ : میں تقدیر کے خیر و شر اور شیریں و تلخ پر ایمان لایا۔ پھر حاکم نے بھی اپنی ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ میں سچی نیت اور صحیح عقیدے کے ساتھ کہتا ہوں کہ : میں تقدیر کے خیر و شر اور شیریں و تلخ پر ایمان لایا اور شیخ ابوبکر نے بھی اپنی ڈاڑھی پکڑ کر یہی کہا۔

مسلسل کی چھٹی قسم وہ ہے جس میں ہر راوی کا شیخ اس کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں پر گن کر بتاتا ہے کہ میرے شیخ نے میری انگلیوں پر اسی طرح گن کر بتایا۔ اس کی مثال یہ ہے (جس میں پانچ درود ہیں اور ہر درود میں ایک لفظ کا فرق ہے۔ اس کی مثال یہ ہے :

عدّهن فی یدی ابوبکر بن ابی دارم الحافظ بالکوفة وقال لی : عدّهن فی یدی علی بن احمد بن الحسین العجلی وقال لی : عدهن فی یدی حرب بن الحسن الطحان وقال لی : عدّهن فی یدی یحیی بن مساور الحنّاط وقال لی : عدّهن فی یدی عمرو بن خالد وقال لی : عدّهن فی یدی زید بن علی بن الحسین وقال لی : عدهن فی یدی علی بن الحسین وقال لی : عدهن فی یدی ابی الحسینؑ بن علی وقال لی : عدهن فی یدی علی بن ابی طالب وقال لی : عدهن فی یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم عدهن فی یدی جبریل وقال جبریل هکذا نزلت بهن من عند رب العزة

اللّٰھم[۱] صل علی محمدؐ و علی اٰل محمدؐ کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم

انک حمید مجید ۔ اللّٰھم[۲] بارک .... کما بارکت ....

.... اللّٰھم[۳] ترحّم .... کما ترحّمت ....

.... اللّٰھم[۴] تحنّن .... کما تحنّنت ....

.... اللّٰھم[۵] وسلّم .... کما سلّمت ....

.... وقبض حرب خمس اصابعه وقبض علی بن احمد العجلی

خمس اصابعه وقبض شیخنا ابوبکر خمس اصابعه وعدھن فی ایدینا

وقبض الحاکم ابوعبداللہ خمس اصابعه وعدھن فی ایدینا وقبض احمد بن

خلف خمس اصابعه وعدھن فی ایدینا۔

(اس اسناد میں حاکم سے لے کر جبریلؑ تک ہر راوی اپنے شیخ کے متعلق یہ کہتا ہے کہ اس نے میرے ہاتھ سے گنوا کر بتایا۔ پھر آخر میں ہے کہ حرب اور علی بن احمد نے اپنے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں موڑ کر بتایا اور (ابوبکر، حاکم اور احمد بن خلف نے اپنی انگلیاں موڑ کر دوسرے کی انگلیوں پر بھی گنوا دیا۔)

مسلسل کی ساتویں قسم وہ ہے جس میں ہر راوی لفظ شھدت سے اپنی موجودگی کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی یہ بتاتا ہے کہ میرے شیخ نے جو بات کہی وہ میری موجودگی میں کہی۔ اس کی مثال یہ ہے:

شھدت علی ابی بکر محمد بن داؤد الصوفی انه قال: شھدت علی علی بن الحسن بن سالم انه قال: شھدت علی یحیی بن حکیم انه قال: شھدت علی ابی قتیبة انه قال: شھدت علی زھیر بن ابی خیثمة انه قال: شھدت علی عبد الملک بن بشیر انه قال: شھدت علی عکرمة انه قال: شھدت علی ابن عباس انه قال: شھدت علی ابی بکر الصدیق انه قال: کل السمکة الطافیة۔

اس سند میں ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ: تیرنے والی مچھلی کھایا کرو۔

مسلسل کی آٹھویں قسم وہ ہے جس میں ہر راوی بتاتا ہے کہ میرے شیخ نے اسی طرح ہاتھ پکڑ کر مجھ سے یہ بات کہی۔ اس کی مثال یہ ہے:

شبک بیدی احمد بن الحسین المقرئ وقال: شبک بیدی ابو عمر عبد العزیز بن عمر بن الحسن بن بکر بن الشرود الصنعانی وقال شبک بیدی ابی وقال: شبک بیدی ابی وقال، شبک بیدی ابراھیم بن ابی یحیی وقال ابراھیم: شبک بیدی صفوان بن سلیم وقال صفوان: شبک بیدی ایوب بن خالد الانصاری وقال ایوب: شبک بیدی عبد اللہ بن رافع وقال عبد اللہ: شبک بیدی ابوھریرۃ وقال ابوھریرۃ: شبک بیدی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم وقال: خلق اللہ الارض یوم السبت والجبال یوم الاحد والشجر یوم الاثنین والمکروہ یوم الثلاثاء والنور یوم الاربعاء والدواب یوم الخمیس وآدم یوم الجمعۃ۔

اس سند سے حضور کا ارشاد مروی ہے کہ: اللہ نے زمین کو بروز شنبہ، پہاڑوں کو بروز یکشنبہ، درختوں کو بروز دوشنبہ، مکروہ کو بروز سہ شنبہ، نور کو بروز چہار شنبہ، جانوروں کو بروز پنجشنبہ اور آدم کو بروز جمعہ پیدا کیا۔

مسلسل اور متصل اسانید کی یہ دو قسمیں ہیں جن میں تدلیس[1] کی کوئی آمیزش نہیں اور ہر دو راویوں کے درمیان سماع کی علامات ظاہر ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان میں جرح و تعدیل کی گنجائش موجود ہے اور ان میں سے بعض اسانید ایسی ہیں جن پر میں صحیح ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔ میں نے تو اس لیے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان پر دوسری مثالوں کو قیاس کیا جا سکے۔

---

[1] تدلیس کی تعریف اوپر گزر چکی ہے یعنی راوی کا اپنے شیخ سے اوپر کے راوی سے اس طرح بیان کرنا جیسے اس نے خود سنا ہے۔

علمِ حدیث کی گیارھویں قسم

یہ قسم مُعَنْعَن[1] احادیث کا علم ہے جن میں تدلیس نہ ہو۔ یہ باجماع ائمۂ حدیث متصل ہوتی ہے بشرطیکہ اس کے رواۃ تدلیس سے ہر طرح پاک ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابوعباس محمد بن یعقوب ثنا بحر بن نصر الخولانی حدثنا عبد اللہ بن وہب اخبرنی عمرو بن الحارث عن عبد ربہ بن سعید الانصاری عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ عن رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: لکل داء دواءٌ فاذا اصیب دواء الداء برئ باذن اللہ عزوجل۔

اس سند سے یہ ارشادِ نبوی مروی ہے کہ: ہر مرض کی دوا موجود ہے، جب مرض کی دوا مل جاتی ہے تو بہ اذنِ الٰہی شفا مل جاتی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کی رواۃ بصری پھر مدنی اور مکی ہیں اور ان کے مسلک میں تدلیس نہیں ہوتی۔ اس لیے خواہ یہ اپنے سماع کا ذکر کریں یا نہ کریں، ہمارے نزدیک یکساں ہے۔ اس کی ہزاروں مثالیں ہیں جن میں ہم نے ایک کا ذکر بطور مثال پیش کیا ہے۔ اس کی ایک دوسری مثال یہ ہے:

اخبرنا ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو ثنا سعید بن مسعود ثنا عبید اللہ بن موسیٰ ثنا اسرائیل عن عبد اللہ بن المختار عن ابن سیرین

---

[1] مُعَنْعَن وہ روایت ہے جس میں عن فلاں عن فلاں عن فلاں کہہ کر بیان کیا گیا ہو۔

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: ان مع الغلام عقیقۃ فاھریقوا عنہ دماً وامیطوا عنہ اذی۔

اس سند میں یہ ارشاد نبویؐ ہے کہ: بچے کے ساتھ عقیقہ لگا ہوا ہے لہٰذا اس کی طرف سے ایک قربانی دو اس کے بال اتار دو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کے راوی وہ کوفی وبصری ہیں جو نہ تدلیس کرتے ہیں اور نہ تدلیس ان کا طریقہ ہے۔ یہ اپنے سماع کا ذکر نہ کریں جب بھی ان کی روایتیں صحیح ومحفوظ ہیں۔

اس کے برعکس ایک روایت (جس میں تدلیس ہے) کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو عبداللّٰہ محمد بن یعقوب الحافظ ثنا محمد بن عبد الوھاب الفراء انا یعلی بن عبید حدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال: ذکرنا لیلۃ القدر فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: کم مضی من الشھر؟ قلنا: ثنتان وعشرون وبقی ثمان۔ فقال مضی ثنتان وعشرون وبقی سبع۔ اطلبوھا اللیلۃ الشھر تسع وعشرون۔

اس سند سے جناب ابوہریرہؓ کی یہ روایت ہے کہ: ہم نے لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو حضورؐ نے پوچھا: اس مہینے کے کتنے دن گزر چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: بائیس دن گزر چکے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: بائیس دن گزر چکے ہیں۔ اور سات دن باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث اعمش نے ابوصالح سے نہیں سنی ہے (یعنی بیچ میں ایک راوی غائب ہے) اعمش کے اکثر رفقاء نے ابوصالح سے یوں ہی روایت کی ہے جس میں انقطاع موجود ہے۔ دوسری متصل سند سے اس مضمون کی روایت انہی الفاظ میں یوں ہے:

اخبرنی عبداللّٰہ بن محمد بن موسی ثنا محمد بن ایوب حدثنا محمد بن

عبد اللہ بن نُمیر ثنا خلّاد الجعفی حدثنی ابومسلم عبید اللہ بن سعید قائد الاعمش عن الاعمش عن سُھیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال ذکرنا لیلۃ القدر......الی.....الشھر تسع وعشرون۔

(اس سند میں ابوصالح اور اعمش کے درمیان سہل بن ابی صالح ہیں جس کی وجہ سے یہ اسناد منقطع نہیں رہی بلکہ متصل ہوگئی) حاکم کہتے ہیں: اس کی نظیریں حدیث میں بکثرت موجود ہیں اور انشاء اللہ ہم مدلسین کے ذکر میں اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

علمِ حدیث کی بارہویں قسم

روایات کی یہ قسم مُعضل کہلاتی ہے۔ امام الحدیث علی بن عبداللہ المدینی اور ان کے بعد کے ائمہ نے بتایا ہے کہ معضل روایت وہ ہے کہ مُرسل اور حضورؐ کے درمیان ایک سے زیادہ آدمی غائب ہوں۔ یہ اصل مُرسل سے جداگانہ شے ہے کیونکہ مُرسل تو وہ ہوتا ہے جس کی آخری کڑی تابعی ہو۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب انا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ثنا ابن وھب اخبرنی مخرمۃ بن بکیر عن ابیہ عن عمرو بن شعیب قال: قاتل عبد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحُد۔ فقال لہ رسول اللہ علیہ وسلم: اَذِن لک سیدک؟ قال: لا۔ فقال: لوقُتلت لدخلت النار۔ قال سیدہٗ: فھو حرٌ یارسول اللہ۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الآن فقاتل۔

اس سند میں عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں ایک غلام حضورؐ کے ساتھ شریک جنگ ہو گیا۔ حضورؐ نے پوچھا: کیا تمھارے آقا نے تمھیں اجازت دی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اگر تم قتل ہو جاتے تو جہنم میں جاتے۔ اس کے آقا نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اسے آزاد کیا۔ فرمایا: ہاں اب جنگ کرو۔

ایک اور مثال (معضل کی) یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب انا محمد بن عبد اللہ انا ابن وھب اخبرنی مسلمۃ بن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان العبد لیعمل بعمل اھل الجنۃ

حتی اذا حضرته الوفاة جاف فی وصیته فوجبت له النار، وان العبد لیعمل عمل اهل النار حتی اذا حضرته الوفاة عدل فی وصیته فوجبت له الجنة۔

اس سند میں مسلمہ بن علی ایک ارشاد نبویؐ یوں بیان کرتے ہیں کہ: بندہ اہل بہشت کے کام کرتا رہتا ہے پھر جب موت آنے لگتی ہے تو وہ اپنی وصیت میں بے انصافی سے کام لیتا ہے۔ بس اس کے لیے دوزخ ضروری ہو جاتی ہے اور بندہ دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب موت آنے لگتی ہے تو وہ اپنی وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے۔ بس اس کے لیے جنّت لازم ہو جاتی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اسناد اوّل میں عمرو بن شعیب کی وجہ سے اور اسناد ثانی میں مسلمہ بن علی کی وجہ سے یہ روایتیں معضل ہو گئیں۔ پھر ہمیں کسی ایسے راوی کا بھی علم نہیں جس نے کسی تابعی کے ذریعے ان میں اتصال پیدا کیا ہو۔ لہٰذا یہ دونوں حدیثیں معضل ہو گئیں۔

لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو روایت اس سے مشابہ ہو وہ لازماً معضل ہی ہو۔ بعض اوقات ص۳۷
یہ ہوتا ہے کہ تبعِ تابعی یا تبعِ تبع تابعی ایک وقت میں معضل روایت بیان کرتا ہے اور دوسرے وقت اس میں اتصال کر کے تابعی تک پہنچا دیتا ہے جس سے وہ مرسل ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

انا ابوبکر بن ابی نصر الداربردی بمرو ثنا احمد بن محمد بن عیسی القاضی ثنا القعنبی عن مالک انه قد بلغه ان اباهریرة قال قال رسول الله علیه وسلم: المملوک طعامه وکسوته بالمعروف ولا یکلف من العمل الامایطیق۔

یہ حدیث معضل ہے کیونکہ مالک سے آگے کے راویوں کا ذکر نہیں۔ یہ روایت موطا میں اسی طرح ہے لیکن موطا سے باہر دوسری سند میں اس کا اتصال بیان کر دیا ہے جو یوں ہے:

اخبرنا ابو الطیب محمد بن عبد الله الشعیری حدثنا محمش بن عصام المعدل ثنا حفص بن عبد الله ثنا ابراهیم بن طهمان عن مالک بن انس عن محمد بن

بن عجلان عن ابیہ عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: للمملوک ....الخ

نعمان بن عبد السلام وغیرہ نے بھی مالک سے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس فن کے عالم کو دونوں قسم کے معضلوں میں خوب تمیز کرنا چاہیئے یعنی ایک وہ معضل جس میں اتصال کا پتہ نہیں چلتا اور دوسرا وہ معضل جس میں راوی ایک موقع پر اتصال کرتا ہے اور دوسرے موقع پر اتصال پیدا کر دیتا ہے۔

معضل کی دوسری قسم یہ ہے کہ راوی تبع تابعی سے تو روایت کرتا ہے لیکن کسی اور سے روایت نہیں کرتا بلکہ اسے موقوف بنا دیتا ہے اور حضورؐ سے کسی معضل روایت کا ذکر نہیں کرتا لیکن کسی دوسری متصل روایت میں وہی بات حضورؐ سے مروی ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

۳۸ حدثنا اسماعیل بن احمد الجرجانی انا محمد بن الحسن بن قتیبۃ العسقلانی ثنا عثمان بن محمد بن موسی الدعلجی ثنا خلید بن دعلج قال سمعت الحسن یقول: اخذ المؤمن عن اللہ ادبا حسنا اذا وسّع علیہ وسّع واذا قتّر علیہ قتّر۔

حدثنا ابوبکر محمد بن عبد اللہ الشافعی ثنا جعفر بن محمد بن کزّال ثنا ابراھیم بن بشیر المکی ثنا معاویۃ بن عبد الکریم الضال قال سمعت ابا حمزۃ یقول سمعت ابن عمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

(ان دونوں میں پہلی اسناد معضل ہے لیکن یہی مضمونِ حدیث دوسری اسناد میں بیان ہوا ہے اور وہ متصل ہے۔ مضمون یہ ہے کہ: مومن اللہ سے اچھے اخلاق حاصل کرتا ہے۔ جب وہ اس میں وسعت پیدا کرتا ہے تو ادھر سے بھی وسعت عطا کی جاتی ہے اور اس میں کمی کرتا ہے تو ادھر سے بھی کمی ہو جاتی ہے۔)

اسی طرح کی ایک معضل اسناد یہ ہے:

حدثنا ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بن یحییٰ ثنا ابو العباس محمد بن اسحاق الثقفی

ثنا ابو کریب ثنا ابو یحییٰ بن آدم حد ثنا ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن الشعبی قال یقال للرجل یوم القیامۃ: عملت کذا وکذا؟ فیقول: ما عملتہ فیختم علی فیہ فتنطق جوارحہ او قال لسانہ۔ فیقول لجوارحہ: ابعدکن اللہ ما خاصمت الا فیکن۔

اس اسناد میں اعمش شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ: بروز حشر ایک آدمی سے سوال ہوگا کہ تو نے یہ یہ کام کیے ہیں؟ وہ کہے گا: نہیں میں نے نہیں کیے۔ اس کے بعد ہی اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء (یا اس کی زبان) بولنا شروع کریں گے۔ اس وقت وہ اپنے اعضاء سے کہے گا، خدا تم سے سمجھے۔ میں تمہاری ہی خاطر تو انکار کر رہا تھا۔

بقول حاکم اس اسناد میں اعمش نے اعضال پیدا کر دیا ہے لیکن صحیح مسلم کی سند میں شعبی تک اتصال موجود ہے۔ وہ یوں ہے:

مٹ حد ثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ ثنا ابراھیم بن اسحاق ثنا ابوبکر بن ابی النضر ثنا ابو النضر ثنا عبید اللہ الاشجعی عن سفیان الثوری عن عبید المکتب عن فضیل بن عمرو عن الشعبی عن انس بن مالک قال: کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحک فقال: ھل تدرون مم ضحکت؟ قلنا: اللہ ورسولہ اعلم۔ قال: من مخاطبۃ العبد ربہ یوم القیامۃ فیقول یا رب الم تجرنی من الظلم؟ فیقول: بلی۔ قال: فانی لا اجیز الیوم علی نفسی شاھدا الا منی۔ فیقول: کفی بنفسک الیوم علیک شہیدا وبالکرام الکاتبین علیک شہودا۔ فیختم علی فیہ ثم یقال لارکانہ: انطقی۔ فتنطق باعمالہ ثم یخلی بینہ وبین الکلام فیقول: بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل۔

اس متصل سند میں انس بن مالک فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ حضورؐ کے پاس موجود تھے کہ حضورؐ ہنسے اور پوچھا: تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم سب نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جو باتیں کرے گا اسے یاد کر کے ہنسی آئی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی ہے۔؟ فرمائے گا: کیوں نہیں۔ عرض کرے گا: پھر اپنے اوپر میں آج اپنے سوا کسی دوسرے گواہ کو

سوا نہیں رکھوں گا۔ وہ فرمائے گا: آج تیرے اوپر خود تو اور کراماً کاتبین کافی گواہ ہیں۔ اس کے بعد منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بیان کرو۔ بس وہ اس کے اعمال کی تفصیل بیان کرنے لگیں گے۔ پھر اس کے اور اس بیان کے درمیان وقفہ ملے گا تو وہ اپنے اعضاء کو مخاطب کر کے کہے گا: تم پر پھٹکار ہو۔ میں نے تمھارے ہی بچاؤ کی خاطر تو یہ تدبیر کی تھی (اور تم ہی ہمارے خلاف گواہی دے رہے ہو)

اس طرح کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ غور کرنے والے کے لیے ان شاء اللہ کافی ہے۔

علمِ حدیث کی تیرھویں قسم

یہ قسم مُدْرَج کا علم ہے یعنی یہ معلوم کرنا کہ کہاں صحابہ کا کلام حضورؐ کے کلام سے مخلوط ہو گیا ہے یا کہاں حضورؐ کے کلام کا خلاصہ کسی شخص نے اپنے الفاظ میں کیا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو بکر بن اسحاق الفقیہ انا عمر بن حفص السدوسی ثنا عاصم بن علی ثنا زهیر بن معاویة عن الحسن بن الحرّ عن القاسم بن مُخیمرة قال اخذ علقمة بیدی وحدثنی ان عبد الله اخذ بیده وان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخذ بید عبد الله فعلّمه التشهد فی الصلوٰة وقال: قل التحیات لله والصلوٰت فذکر التشهد۔ قال فاذا قلت هذا فقد قضیت صلاتک۔ ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعدُ۔

اس سند میں ہے کہ حضورؐ نے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں نماز کا تشہد سکھاتے ہوئے فرمایا کہ یوں کہو: التحیات لِلّٰہ والصلوات..... الخ۔ کہا: جب تم یہ کہہ چکو گے تو اپنی نماز پوری کر لو گے۔ اب اگر چاہو کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے رہنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

حاکم کہتے ہیں کہ ایک جماعت نے اس کو زہیر (وغیرہ) عن الحسن بن حُرّ سے روایت کیا ہے اور یہ فقرہ کہ: جب تم یہ کہہ چکو گے تو....... الخ عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے، جو اس حدیث نبویؐ سے مخلوط ہو گیا ہے۔ حضورؐ کا فرمان تشہد کے ذکر تک ختم ہو جاتا ہے اور اس کی دلیل یہ روایت ہے:۔

حدثنا علی بن حَمْشاذ ثنا عبد الله بن محمد بن عُزیز ثنا غسان بن الربیع ثنا عبد الرحمان بن ثابت بن ثوبان عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرة

قال اخذ عقلمة بیدی واخذ عبد اللہ بید علقمۃ واخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید عبد اللہ فعلّمہ التشھد فی الصلاۃ وقال: قل التحیات للہ فذکر الحدیث الی آخر التشھد فقال قال عبد اللہ بن مسعود: اذا فرغت من ھذا فقد قضیت صلاتک فان شئت فاقعد وان شئت فقم۔

(اس روایت میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ یہ قول ـــ کہ جب تم تشہد سے فارغ ہو گئے تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اب تم خواہ بیٹھے رہو یا اُٹھ کھڑے ہو ـــ عبد اللہ بن مسعود کا ہے)

جسے اللہ نے فہم عطا کیا ہے اس پر یہ حقیقت واضح ہے کہ جس نے عبد اللہ بن مسعود کے کلام کو کلام نبویؐ سے ممتاز کر دیا ہے۔ اس نے کچھ زائد بات بتائی ہے جو واضح ہے اور ایک ثقہ کی طرف سے ایسا اضافہ قابل قبول ہے۔ چنانچہ مجھے ابو الحسن احمد بن محمد عنزی نے اور انھیں عثمان بن سعید دارمی نے بتایا کہ انھوں نے عبد الرحمان بن ابراہیم دمشقی کو یہ کہتے سُنا ہے کہ: عبد الرحمان بن ثابت بن ثُوبان ثقہ ہیں۔

ادراج کی اس سے ملتی جلتی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری حدثنا یحیی بن فضیل ثنا الحسن بن صالح ثنا سعید ثنا قتادۃ عن النضر بن انس عن بشیر بن نھیک عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من اعتق نصیبا لہ فی عبد او شقیصا فخلاصہ علیہ فی مالہ ان کان لہ مال والا قوّم العبد قیمۃ عدل ثم استسعیَ فی قیمتہ غیر مشقوق علیہ۔

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے: کہ جو شخص ایک غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے تو اگر اس غلام کے پاس مال ہے، تو اس کی پوری رہائی اسی کے مال سے ہو گی۔ اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو

تو اس کے دام انصاف سے لگائے جائیں گے۔ پھر اس سے اپنی بقیہ قیمت ادا کرنے کے لیے ایسے کام پر لگا دیا جائے گا جو اس کے لیے زیادہ مشقت کا سبب نہ ہو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: رہائی والی حدیث تو ثابت ہے اور صحیح ہے لیکن استسعاء یعنی رہائی کے لیے کام پر لگانا قتادہ کا قول ہے، حدیث نبوی نہیں۔ جس نے اسے کلام نبوی کا جز سمجھا ہے وہ اس کا وہم ہے۔ اس کا ثبوت یہ روایت ہے:

حدثنا ابو عبد الله محمد بن یعقوب ثنا علی بن الحسن الدارابجردی ثنا

صـ۱۴۳ عبد الله بن یزید المقری حدثنا همام عن قتادة عن النضر بن انس عن بشیر بن نهیک عن ابی هریرة ان رجلا اعتق شقصا له فی مملوک فغرمه النبی صلی الله علیه وسلم۔ قال همام وكان قتادة يقول: ان لم يكن له مال استسعی العبد۔ فهذا اظهر من الاول ان القول الزائد المبين المميز وقد ميز همام وهو ثبت۔

اس سند میں حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو حضور نے بقیہ حصے کی رہائی کے لیے اس پر تاوان لگا دیا۔ ہمام کہتے ہیں کہ قتادہ کہتے تھے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اسے رہائی حاصل کرنے کے لیے کام پر لگا دیا جائے گا۔ یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ واضح ہے کہ یہ زائد قول واضح طور ممتاز ہے اور اسے ہمام نے ممتاز کر دیا ہے جو ثبت اور ثقہ ہیں۔

علم حدیث کی چودھویں قسم

اس کا تعلق تابعین کی شناخت سے ہے۔ یہ وسیع معلومات پر مشتمل ہے کیونکہ تابعین کے ترتیب وار بہت سے طبقے ہیں۔ جو شخص اس علم سے غافل رہے گا وہ نہ صحابہ اور تابعین میں فرق کر سکے گا اور نہ تابعین و تبع تابعین میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا۔ ذلک الفوز العظیم۔ یعنی مہاجرین و انصار میں اول اوّل سبقت کرنے والوں اور عمدگی سے ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لیے اللہ نے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی عظیم الشان کامیابی ہے۔

ان لوگوں کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے جیسا اس روایت میں ہے۔

حدثنا ابو عمرو عثمان بن احمد بن السماک ببغداد وابو العباس محمد بن یعقوب الاموی بنیسابور وابو احسن بکر بن محمد الصیرفی بمرو قالوا حدثنا ابو قلابۃ عبد الملک بن محمد الرقاشی حدثنا ازهر بن سعد ثنا ابن عون عن ابراهیم عن عبیدۃ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم فلا ادری اذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد قرنہ قرنین او ثلاثۃ۔

اس اسناد سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں۔

اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہوں۔ اس کے بعد جو ان سے متصل ہوں۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم بن حجاج کی صحیح میں ہے اور اس میں ایک عجیب علت (نقص) موجود ہے۔

حدثنا محمد بن صالح بن هانی ثنا محمد بن نعیم ثنا عمرو بن علی ثنا ازهر ثنا ابن عون عن ابراهیم عن عبیدة، عن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خیر الناس قرنی۔

میں نے یحییٰ بن سعید سے اس اسناد کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ: ابن عون کی حدیث میں عن عبد اللہ نہیں۔ میں نے کہا: ہے کیوں نہیں۔ ان کے انکار پر میں نے یہ اسناد سنائی کہ ان ازهر ثنا عن ابن عون عن ابراهیم عن عبیدة عن عبد اللہ۔ یحییٰ بن سعید نے کہا: ازہر جو کتاب لے کر آئے تھے۔ اسے خود میں نے دیکھا ہے اس میں عن عبد اللہ نہیں ہے۔ عمرو بن علی (جن سے ازہر نے یہ روایت بیان کی ہے۔) کہتے ہیں کہ: میں تقریباً دو مہینے ازہر کے پاس کتاب دیکھنے کے لیے دوڑتا رہا۔ جب کتاب دیکھ لی تو باہر آکر بتایا کہ: میں نے اس میں عن عبیدة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پایا یعنی عن عبیدة کے بعد عن عبد اللہ نہیں دیکھا۔

غرض زمانی ... لحاظ سے صحابہ کے بعد وہ لوگ ہیں جنھوں صحابہ کرام کو بالمشافہہ دیکھا اور ان سے دین وسنت کو لے کر محفوظ رکھا اور صحابہ وہ ہیں جنھوں نے وحی و تنزیل کا مشاہدہ کیا ہے۔

طبقۂ اولیٰ کے تابعین وہ ہیں جن کا لحوق ولزوق عشرۂ مبشرہ کے ساتھ رہا ہے۔ ایک گروہ ان تابعین کو بھی صحابہؓ میں شمار کرتا ہے۔ ان میں سعید بن مسیب، قیس بن ابی حازم، ابو عثمان النہدی، قیس بن عباد، ابو ساسان حضین بن المنذر، ابو وائل شقیق بن سلمہ اور ابو رجاء عطاردی وغیرہ ہیں۔

طبقۂ ثانیہ کے تابعین میں اسود بن یزید، علقمہ بن قیس و مسروق بن اجدع۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور خارجہ بن زید وغیرہم ہیں۔

طبقۂ ثالثہ کے تابعین میں عامر بن شراحیل شعبی، عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عُتبہ، شُریح بن حارث اور ان کے اقران ہیں۔

تابعین کے پندرہ طبقے ہیں۔ آخری طبقے کے افراد یہ ہیں: بصرے میں جنھوں نے انس بن مالک سے لقا حاصل کی۔ کوفے میں جو عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے ملے۔ مدینے میں جو سائب بن یزید سے ملاقی ہوئے۔ مصر میں جنھیں عبد اللہ بن حارث بن جزء سے شرف لقا حاصل ہوا اور شام میں جو ابو امامہ باہلی سے ملے۔

۴۲ ہمیں ابو جعفر بغدادی نے انھیں اسماعیل بن اسحاق نے اور ان کو علی بن مدینی نے بتایا کہ: آخری صحابی مدینے میں سہل بن سعد ساعدی، بصرے میں انس بن مالک، کوفے میں ابو جُحیفہ وہب بن عبد اللہ سُوائی (بنی سواء بن عامر سے) شام میں عبد اللہ بن بُسر مازنی (بنی مازن بن منصور سے) اور مصر میں عبد اللہ بن حارث بن جزء تھے۔

سفیان نے احوص بن حکیم سے پوچھا کہ: کیا آپ کے ہاں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ابو امامہ تھے؟ انھوں نے کہا: ان کے بعد آخری وفات پانے والے ابن بُسر تھے۔ میں نے انھیں دیکھا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان ایک گدھے پر انس بن مالک کو بھی دیکھا ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ، حضورؐ کو دیکھنے والوں میں آخری شخص جس نے مکے میں وفات پائی ابو الطفیل عامر بن واثلہ لیثی تھے جنھیں حمّانی بھی کہتے ہیں۔

اہل مدینہ کے سات فقہا یہ ہیں: سعید بن مسیب، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عروہ بن زبیر، خارجہ بن زید بن ثابت، ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف، عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور سلیمان بن یسار۔ علمائے حجاز میں اکثر کے نزدیک یہی فقہائے سبعہ ہیں۔

اخبرنا احمد بن علی المقرئ ثنا ابو الھوّام محمد بن عبد اللہ بن عبد الجبار المرادی بمصر حدثنا خالد بن نزار الأیلی ثنا عبد الرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ قال ......

اس سند میں ابو الزناد کہتے ہیں کہ: جن فقہا کی بات آخری سند مانی جاتی ہے۔ ان میں سے یہ ہیں: سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو بکر بن عبد الرحمان، خارجہ بن زید

عُبید اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کو دیکھا ہے۔ یہ سب اہل فقہ و اصلاح اور صاحب فضل تھے۔ بعض اوقات انھوں نے ابوبکر بن عبد الرحمان اور ابو سلمہ بن عبد الرحمان کی بجائے سالم بن عبد اللہ کا نام بھی لیا ہے۔

ص۴۳ مجھے ابو احمد علی بن محمد بن عبد اللہ مروزی نے، ان کو محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے بتایا کہ ہمیں نے بتایا کہ میں نے علی بن مدینی کو اور انھوں نے یحییٰ ابن سعید قطان کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ: اہل مدینہ کے فقہا بارہ ہیں۔ سعید[۱] بن مسیّب، ابو سلمہ[۲] بن عبد الرحمان، قاسم[۳] بن محمد، سالم[۴] بن عبد اللہ بن عمر، حمزہ[۵] بن عبد اللہ بن عمر، زید[۶] بن عبد اللہ بن عمر، عبید[۷] اللہ بن عبد اللہ بن عمر، بلال[۸] بن عبد اللہ بن عمر، ابان[۹] بن عثمان بن عفان، قبیصہ[۱۰] بن ذؤیب، خارجہ[۱۱] بن زید بن ثابت اور اسماعیل[۱۲] بن زید بن ثابت۔

تابعین کا ایک طبقہ مُخضرم بھی ہے یہ وہ مسلمان ہیں جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کے زمانے پائے لیکن حضورؐ کی صحبت نہیں ملی۔ مثلاً ابو رجاء عطاردی، ابو وائل اسدی، سوید بن غفلہ اور ابو عثمان نہدی وغیرہ۔

میں نے مسلم بن حجاج کے ہاتھ کی ایک تحریر پڑھی ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے جاہلیت کا دور پایا اور حضورؐ سے شرف لقا نہیں حاصل کر سکے، مگر حضورؐ کے بعد صحابہ کرام کی صحبت انھیں نصیب ہوتی رہی وہ یہ ہیں: ابو عمرو[۱] شیبانی، سعد[۲] بن ایاس، ابو امیہ[۳] سوید بن غفلہ کندی، شریح[۴] بن ہانی حارثی، یُسیر[۵] (یا اُسیر) بن عمرو (انھیں اہل بصرہ ابن جابر کہتے ہیں۔) ابو عبد اللہ[۶] عمرو بن میمون اَوْدی، (ابو عمرو[۷] اسود بن یزید نخعی[۱]) اسود[۸] بن بلال محاربی کوفی، معرور[۹] بن سوید، ابو عمارہ[۱۰] عبد خیر بن یزید خیوانی، شبیل[۱۱] بن عوف احمسی، مسعود[۱۲] بن حراش، (اخو ربعی بن حراش) مالک[۱۳] بن عمیر، ابو عثمان[۱۴] عبد الرحمان بن مل نہدی، ابو رجا[۱۵] عمران بن تیم
ص۴۵ عطاردی، ابو العنبر[۱۶] غنیم بن قیس، ابو رافع[۱۷] الصائغ، ابو الحلال[۱۸] ربیعہ بن زرارہ عتکی، خالد[۱۹] بن عمیر عدوی ثمامہ[۲۰] بن حزن قشیری اور جبیر[۲۱] بن نفیر حضرمی۔

۱؎ یہ نام صرف حبیب گنج اور حیدر آباد کے قلمی نسخوں میں ہے۔

حاکم کہتے کہ امام مسلم نے جن تابعین مخضرمین کا ذکر کیا ہے وہ کل بیس[۲۰] ہیں۔

مجھے بعض اہل ادب مشائخ نے بتایا ہے کہ لفظِ مخضرم مشتق ہے خضرمہ سے جس کے معنی ہیں اونٹنیوں کے کان کی نوک کاٹنا۔ یہ ایک نشانی تھی اسلام لانے کی۔ غرض یہ تھی کہ جب اہل اسلام کا حملہ ہو تو ان کے مال مویشی پہچان لیے جائیں اور یہ محفوظ رہیں۔

مُخَضْرَمِین کے بعد تابعین کا ایک اور طبقہ بھی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضورؐ کے زمانے میں پیدا تو ہوئے لیکن حضورؐ سے کچھ سننے کا موقع نہیں ملا۔ ان میں یہ لوگ ہیں، یوسف[۱] بن عبداللہ بن سلام۔ محمد[۲] بن ابی بکر صدیق، بشیر[۳] بن ابی مسعود انصاری، امامہ[۴] بن سہل بن حُنیف، عبداللہ[۵] بن عامر بن کُریز، سعید[۶] بن سعد بن عبادۃ، ولید[۷] بن عبادہ بن صامت، عبداللہ[۸] بن عامر بن ربیعہ، عبداللہ[۹] بن صعلبہ بن صُعیر، ابوعبداللہ[۱۰] بن صُنابحی، عمرو[۱۱] بن سلمہ جرمی، عبید[۱۲] بن عمیر، سلیمان[۱۳] بن ربیعہ اور علقمہ[۱۴] بن قیس۔

ایک طبقہ وہ بھی ہے جو تابعین میں شمار تو ہوتا ہے لیکن کسی صحابی سے اس کا سماع ثابت نہیں۔ ان میں ابراہیم بن سُوید نخعی ہیں۔ (جو ابراہیم بن یزید نخعی فقیہہ کے علاوہ ہیں) ان کی روایت علقمہ اور اسود سے تو صحیح ہے لیکن انھوں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا۔ نیز بکیر بن ابی سمیط بھی انہی میں ہیں۔ ان کی کوئی روایت انس سے ثابت نہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان سے قتادہ ساقط ہو گئے ہیں۔ ان میں بکیر بن عبداللہ بن اشج بھی ہیں۔ ان کا سماع عبداللہ بن حارث بن جزء سے ثابت نہیں۔ ان کی روایات تابعین سے ہیں۔ ان میں ثابت بن عجلان انصاری بھی ہیں جن کا ابن عباس سے سماع صحیح نہیں بلکہ عطاء اور سعید بن جُبیر کے واسطوں سے ہے۔ انہی میں سعید بن عبدالرحمان رقاشی اور ان کے بھائی واصل ابوحمزہ ہیں۔ ان دونوں میں کسی کا انس سے سماع ثابت نہیں۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اگرچہ صحابہ سے ملا ہے، مگر عام لوگوں کے نزدیک اس کا شمار تبع تابعین میں ہے۔ مثلاً ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان جن کو عبداللہ بن عمر، انس بن مالک اور ابوامامہ بن سہل کی لقا حاصل ہے یا ہشام بن عروہ جو عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ کے پاس لائے گئے تھے یا موسیٰ بن عقبہ جنھوں نے انس بن مالک اور ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص کو دیکھا ہے۔ ص۳۶

علمِ حدیث کی پندرھویں قسم

یہ اتباع تابعین کا علم ہے۔ جو ان کے متعلق معلومات نہیں رکھتا وہ یا تو ان کو طبقۂ چہارم میں رکھے گا (جو اتباع تابعین کے بھی بعد ہیں جن کا ذکر اگلی حدیث میں ہے) یا پھر ان میں سے بعض کو تابعین میں شمار کرے گا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں حضورؐ نے (خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ فرما کر) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

اخبرنا ابو الحسن علی بن محمد مَمْشُوبَہ العدل انا ہشام بن علی السدوسی انا موسی بن اسماعیل حدثہم حدثنا ابان بن یزید ابی جمرۃ عن زہدم الجرمی عن عمران بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال.....

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ بہترین لوگ اس قرن کے ہیں جن میں مَیں مبعوث ہوا ہوں۔ اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ایسے لوگ ابھریں گے جو بغیر مطالبۂ شہادت کے شہادت دیں گے اور بغیر قسم کھلائے قسم کھائیں گے۔ خیانت کریں گے اور امانت دار نہ ہوں گے اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔

حاکم کہتے ہیں کہ ثم الذین یلونہم اتباع تابعین کی صفت ہے کیونکہ حضورؐ نے ان کو صحابہ اور تابعین کے بعد بہترین لوگ بتایا ہے۔ یہ حضورؐ کے بعد تیسرا طبقہ ہے جس میں ائمۂ اہلِ اسلام اور فقہائے زمانہ گزرے ہیں جیسے مالک بن انس اصبحی، عبدالرحمان بن عمرو اوزاعی، سفیان بن سعید ثوری، شعبہ بن حجاج عتکی اور ابن جریج وغیرہ۔

پھر ان مذکورہ اماموں کے تلامذہ کے بعد کی ایک جماعت بھی انہی اتباع تابعین میں شمار

ہوتی ہے۔ مثلاً یحییٰ بن سعید قطان جنھوں نے انس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اور عبداللہ صـ ۴۷
بن مبارک جنھوں نے ایک جماعتِ تابعین کو دیکھا ہے اور محمد بن حسن شیبانی جنھوں نے مالک سے موطا کی روایت کی ہے اور ایک جماعتِ تابعین کو دیکھا ہے اور ابراہیم بن طہمان زاہد جنھوں نے تابعین کی ایک جماعت کو دیکھا ہے۔

اس طبقے میں کچھ حضرات ایسے ہیں جن کے ناموں کی وجہ سے طالب حدیث کو اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ انھیں تابعین خیال کرنے لگتا ہے۔ یا تو اس لیے کہ دونوں (تابعی اور تبع تابعی) ہم نسب ہوتے ہیں یا اور کوئی سبب ہوتا ہے، جس سے غیر متبحر فن کار اشتباہ میں پڑ جاتا ہے، مثلاً ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص جلیل القدر تبعِ تابعی ہیں۔ ان کو کسی صحابی سے سماع حاصل نہیں۔ یہ بعض اوقات اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص کہے جاتے ہیں۔ یہاں ان کی حدیث کے راوی کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی تابعی ہیں جو اپنے والد (سعد بن ابی وقاص) سے یا کسی دوسرے صحابی سے روایت کر رہے ہیں۔ یہی حال حفص بن عمر بن سعد القرظ کا ہے۔ سعد قرظ صحابی ہیں، ان سے یا کسی صحابی سے حفص کو سماع حاصل نہیں لیکن جب یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو راوی کو ان کے متعلق تابعی ہونے کا وہم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں جو حسین اصغر کے نام سے مشہور ہیں اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ بعض اوقات راوی عن حسین بن علی عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر روایت کر دیتا ہے اور غیر فنکار انھیں تابعی سمجھ کر ان کی روایت کو مرسل خیال کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں، کیونکہ علی بن حسین یعنی زین العابدین کی چھ اولادیں ہیں جنھوں نے آپ سے روایت کی ہے: محمد، عبداللہ، زید، عمر، حسین اور فاطمہ۔ ان میں محمد یعنی ابوجعفر باقر کے سوا کوئی بھی تابعی نہیں۔ یہی صورت سعید بن ابی خیرہ بصری کی ہے۔ یہ حسن سے بکثرت روایت کرتے ہیں اور بواسطہ سعید ابوہریرہ اور انس سے بھی بعض مرسل روایات ہیں اور ان دونوں کے درمیان حسن ضرور ہوتے ہیں۔ حالانکہ سعید سے روایت کرنے

والے داؤد بن ابی ہند ہیں جو تابعی ہیں اور انس بن مالک سے سنا ہے۔ اس لیے طالب حدیث سے یہ بات بعض اوقات اوجھل رہتی ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ داؤد کے شیخ ہیں اور داؤد انس سے بھی روایت کرتے ہیں اس لیے سعید کے تابعی ہونے سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ واقعہ یہ نہیں بلکہ سعید تبع تابعی ہیں۔ اسی طرح سلیمان احول یعنی سلیمان بن ابی مسلم مکی ہیں جن کے واسطے سے ص ۴۸
ابن عباس سے بھی روائتیں ہیں۔ بس راوی غور کرنے کے بعد اسی نتیجے پہ پہنچتا ہے کہ یہ بھی کوئی بڑے تابعی ہوں گے کیونکہ یہ عبداللہ بن نجیح کے ماموں بھی ہیں لہٰذا یہ صحابہ سے ضرور ملے ہوں گے۔ یہ بھی واقعہ کے مطابق نہیں۔ وہ بھی تبع تابعی ہیں اور ان کی روایات ابن عباس سے بواسطہ طاؤس ہیں۔ یوں ہی سلیمان بن عبدالرحمان دمشقی ہیں۔ یہ سن رسیدہ اور بلند رتبہ ہیں اور مصریوں میں ان کا شمار ہے۔ صاحب حدیث اضحیہ ہیں۔ عمرو بن حارث شعبہ اور لیث ان سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ان کے واسطے سے براء بن عازب سے روایت ہوتی ہے۔ جب راوی ان کے مرتبے اور عمر کو اور ان سے روایت کرنے والوں کی جلالت شان سے دیکھتا ہے تو ان کے تابعی ہونے کو کوئی عجوبہ بات نہیں سمجھتا لیکن یہ بھی خلاف واقعہ ہے کیونکہ ان کے اور براء کے درمیان عبید بن فیروز کا واسطہ ہے۔ اسی طرح وہ سلیمان بن یسار جن سے سلیمان بن بلال اور ابن ابی ذئب (جو اہلِ مدینہ کے شیخ ہیں اور ان کو صاحب مقصورہ کہا جاتا ہے) روایت کرتے ہیں۔ پس جسے علم حدیث میں مہارت نہیں ہوتی ہے وہ جب دیکھتا ہے کہ اتباع تابعین ان سے روایت کر رہے ہیں تو ان کو وہ سلیمان بن یسار خیال کرتا ہے جو میمونہؓ کے مولیٰ ہیں اور جن کا فقہائے سبعہ میں ساتواں نمبر ہے اور ازواج مطہرات کی خدمت میں آیا جایا کرتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے یہ نام بطور مثال اس لیے پیش کیے ہیں کہ ان پر دوسرے اتباع تابعین کو، جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا ہے، قیاس کیا جا سکے اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اتباع تابعین سے واقف ہونا اس علم کا بڑا اہم باب ہے۔

علم حدیث کی سولہویں قسم

یہ ہے بڑوں کو چھوٹوں سے ممتاز کرنے کا علم۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ: بڑائی کا لحاظ رکھو۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ: برکت بڑوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس کی تشریح یوں سمجھئے کہ ایک شخص حدیث یوں لکھتا ہے، لیث بن سعد عن عبد اللہ بن صالح تو اسے یہ وہم نہیں ہوگا کہ راوی (لیث بن سعد) مروی عنہ (عبد اللہ بن صالح) سے کم تر ہے۔ یوں ہی یحیی بن سعید الانصاری عن مالک بن انس اور الاعمش عن شعبہ یا ابن جُریج عن اسماعیل بن عُلَیّہ یا الزہری عن بھز بن حکیم یا لیث بن سعد عن ابی یوسف القاضی اور اسی طرح کی دوسری روایات کا حال ہے جہاں راوی اپنے مروی عنہ سے کمتر نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کی مثالیں تو حد ۴۹ بکثرت موجود ہیں۔ یہاں میں نے چند مثالیں دی ہیں جو بروقت ذہن میں آ گئی ہیں۔ طالب حدیث کے فہم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس قسم کی روایت میں راوی اور مروی عنہ کو اقران سمجھے یا انھیں اسناد اور عمر میں برابر کا تصور کرے۔ یہ قسم اقران کی ماتخیفت والی قسم سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہے جس کا ذکر ہم انشاء اللہ اس کے بعد کریں گے۔

اس قسم کی دوسری مثال یہ ہے کہ ایک عالم وحافظ ایک محدث سے روایت کرتا ہے اور وہ محدث اپنی کتاب کی مندرجہ روایت کے سوا دوسری روایت سے ناواقف ہے۔ اس صورت میں طالب حدیث کو اس فضیلت سے واقف ہونا چاہیے جو تابع کو متبوع پر یعنی راوی کو مروی عنہ پر حاصل ہے۔ مثلاً ثوری اور شعبہ اعمش اور اعمش جیسے دوسرے محدث سے روایت کر رہے ہوں یا مالک بن انس اور ابن ابی ذئب عبد اللہ بن دینار اور

ان جیسے محدث سے روایت کریں یا احمد اور اسحاق عُبید اللہ بن موسیٰ اور ان جیسے کسی محدث سے روایت کریں۔ ان تمام راویوں میں مجروح کوئی بھی نہیں۔ سب صادق وثقہ ہیں۔ لیکن ان مثالوں میں رواۃ حفاظ وفقہا ہیں اور مروی عنہم صرف محدث ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے زمانے میں اس قسم کے متعلق جو کچھ دیکھا ہے اس کا تذکرہ بڑی طوالت چاہتا ہے۔ خود ہمارے شیخ وامام ابوبکر بن اسحاق، ابوالحسن احمد بن محمد طرائفی سے روایت کرتے ہیں اور مبتدی کو یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ (ابوالحسن) ان کے (امام ابوبکر کے) استاذ ہیں۔ ہمارے دور کے فقیہہ ابوالولید، ابوطیب ذہلی سے اور ابوعلی حافظ، ابن بطہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس لیے طالب فن حدیث کی نظروں سے یہ نکتہ اوجھل نہیں رہنا چاہیے حضرت عائشہ سے یہ روایت بالکل صحیح ہے کہ: حضورؐ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ لوگوں کو ہم ان کے مراتب پر قائم رکھیں۔

علمِ حدیث کی سترھویں قسم

یہ ہے صحابہ کی اولاد سے واقفیت۔ جو شخص اس علم سے ناواقف ہوگا اسے بہت سی روایات میں اشتباہ پیدا ہو جائے گا۔ حدیثی (طالب علم حدیث) کو سب سے پہلے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے واقف ہونا چاہیئے کہ ان میں سے کس سے روایت صحیح ہے۔

حدثنا علی بن عبد الرحمٰن بن عیسی الدھقان بالکوفۃ قال حدثنا الحسین بن الحکم الحِبری قال ثنا الحسن بن الحسین العُرنی قال ثنا حبان بن علی العَنزی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فی قولہ عزوجل: قل تعالوا...... الی .... الکاذبین..... منہ۵

اس سند سے عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ قل تعالوا ندع ابناء نا..... الخ والی آیت جو حضور پر نازل ہوئی ہے اس میں نفس سے مراد علی مرتضیٰ ہیں۔ نساء سے حضرت فاطمہ اور ابناء سے حضرات حسن و حسین مراد ہیں اور لعنت کے مورد عاقب، سید عبد المسیح اور ان کے رفقاء ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: تفسیری احادیث میں عبد اللہ بن عباس سے یہ روایت متواتر چلی آ رہی ہے کہ مباہلے کے دن حضور نے حضرات علی و حسن و حسین کا ہاتھ پکڑ کر اور حضرت فاطمہ کو اپنے پیچھے رکھ کر فرمایا کہ: یہ ہمارے ابناء، انفس اور نساء ہیں۔ تم بھی اے نجرانی عیسائیو! اپنے انفس، ابناء اور نساء کو لے کر آؤ اس کے بعد ہم مباہلہ کر کے جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار ڈالیں۔

حدثنا ابوالحسین بن ماتی من اصل کتابہ ثنا الحسین بن الحکم قال ثنا حسن بن حسین قال ثنا عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی قال.....

اس سند میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ : حضورؐ کی وفات تک حسن و حسین مجھے یاابت (اے میرے ابّا) کہہ کر نہیں بلکہ یا ابا حسن اور یا ابا حسین (اے پدرِ حسنؓ اور اے پدرِ حسینؓ) کہہ کر پکارتے تھے۔ حضورؐ کی زندگی میں حضورؐ ہی کو یاابتِ (اے میرے پدر بزرگوار) کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ خاندان رسالتؐ میں جن افراد سے روایات صحیح ہیں وہ یہ ہیں: فاطمہ، حسن، حسین، حسن بن حسن بن علی اور بنی الحسن بن الحسین بن علی میں عبداللہ، حسن، علی اور زید۔ عمر بن حسن بن علی، محمد بن عمر بن حسن بن علی، حسن بن زید بن حسن بن علی، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن، محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی اور بنی علی بن حسین میں علی بن حسین بن علی، فاطمہ بنت حسین بن علی، محمد، عبداللہ، زید، عمر اور حسین۔ جعفر بن محمد بن علی۔ حسین بن زید بن علی۔ ان سبھوں سے روایات صحیح ہیں۔ حضورؐ کے گھرانے کے تقریباً دو سو زن و مرد ہیں۔ جن سے احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی اولاد میں جن سے روائتیں صحیح ہیں وہ عائشہ، اسماء، عبدالرحمانؓ بن ابی بکر، عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر، ابوعتیق محمد بن عبدالرحمان بن ابی بکر، عبداللہ بن ابی عتیق، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبدالرحمان بن قاسم بن محمد ہیں۔ حضرت ابوبکر کی اولاد بنات میں جعفر صادق بن محمد بھی ہیں جو فرماتے تھے کہ: ابوبکر میرے جدّ (نانا) ہیں۔ تو کیا کوئی شخص اپنے جد پر سب و شتم کر سکتا ہے۔؟ اگر میں انھیں مقدّم نہ رکھوں تو خدا مجھے مقدّم نہ کرے۔"

خاندانِ عمر فاروقؓ میں ثقہ و ثبت راوی بکثرت ہیں۔ یہ کچھ اوپر چالیس ہیں جن سے صحیح روایات مروی ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ میں نے اختصار کو مدّنظر رکھتے ہوئے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی اولادوں

کا بطورِ مثال ذکر کیا ہے۔ سعد بن ابی وقاص کی اولاد کا سلسلہ ۳۵۰ھ ہجری تک چلتا ہے جن میں فقہا، ائمہ، ثقات اور حفاظ ہوتے رہے ہیں۔ یہی صورت عبد الرحمان بن عوف، عبد اللہ بن مسعود اور عباس بن عبد المطلب کی اولادوں کی ہے۔

اس کے بعد پھر تابعین، اتباعِ تابعین اور دیگر ائمۂ اسلام کی اولاد کا نمبر آتا ہے۔ یہ علم بجائے خود علم حدیث کا ایک بڑا اہم باب ہے۔ میں نے یہاں صدرِ اول کے مذکورہ حضرات اور ائمۂ تابعین اور اتباعِ تابعین اور بعد کے لوگوں کی اولادوں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

مالک بن انس کے ایک فرزند یحییٰ بن مالک کے سوا ہمیں کسی اور اولاد کا علم نہیں۔ ثوری نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ شعبہ بن حجاج کی اولاد صرف سعید بن شعبہ ہیں۔ عبد الرحمان بن عمرو اوزاعی کی اولاد میں صرف محمد بن اوزاعی ہیں اور کوئی نہیں۔ ابو حنیفہ کی اولاد میں صرف حماد بن ابی حنیفہ ہیں اور کوئی نہیں۔ البتہ حماد کی اولادیں ہیں۔ شافعی کی اولاد عثمان ہیں اور ابو الحسن محمد جو بغداد میں احمد بن حنبل کے پاس بھی گئے تھے، احمد بن حنبل کی اولادیں ہیں صالح اور عبد اللہ۔ تیسرا کوئی نہیں۔ عبد الرحمان بن مہدی کے دو فرزند ہیں ابراہیم اور موسیٰ۔ ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ یحییٰ بن سعید کے ایک فرزند ہیں ابوبکر محمد۔ ان کو یحییٰ نے ابو قدامہ سرخسی کے حوالے کر دیا تھا جو ان کو حج میں ساتھ لے گئے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ علی بن مدینی کے دو فرزند ہیں۔ محمد بن عبد اللہ۔ یہ دونوں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کوئی اولادِ ذکور نہیں چھوڑی۔ البتہ ان کی لڑکیوں کی اولاد جاری رہی جن میں سے ایک ادھیڑ شخص کو میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ بخاری و مسلم نے بھی کوئی اولادِ ذکور نہیں چھوڑی۔

علمِ حدیث کی اٹھارھویں قسم

یہ ہے جرح و تعدیل کا علم ۔ ان دونوں کی الگ الگ قسمیں ہیں اور ہر ایک اپنی جگہ ایک الگ علم ہے۔ حدیث کا حاصل علم اور اس کے حصول کا بڑا اہم زینہ ہے۔ میں نے اپنی کتاب المدخل الی معرفۃ الصحیح میں اس موضوع پر بحث کی ہے ۔ جسے دیکھ کر ہر فن کار نے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔ پھر اپنی دوسری تصنیف کتاب المزکیین لرواۃ الاخبار میں دس طبقوں کا ذکر کیا ہے ۔ ہر دور میں چار آدمی ہیں ۔ اس طرح کل چالیس ہوتے ہیں طبقہ اولیٰ میں ابوبکر، عمر، علی اور زید بن ثابت ہیں ۔ ان چاروں نے جرح و تعدیل سے کام لیا ہے اور صحیح وسقیم روایات کی چھان بین کی ہے ۔ آخری دسویں طبقے میں ابو اسحاق ابراہیم بن حمزہ اصبہانی ، ابو علی نیساپوری ، ابو بکر محمد بن عمر بن سالم بغدادی اور ابو القاسم حمزہ بن علی کنانی مصری ہیں ۔ میں نے اپنی کتاب المدخل الی معرفۃ کتاب الاکلیل میں بتایا ہے کہ عدالت کی پانچ اور جرح کی دس قسمیں ہیں ۔ میں نے ان تینوں کتابوں میں جرح و تعدیل پر گفتگو کی ہے اور صحابہ و تابعین اور ائمۂ مسلمین کے اقوال سے استدلال کیا ہے ۔ یہاں ان چیزوں کو دوہرانے کی حاجت نہیں ۔

محدث کی عدالت کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو ۔ بدعت کی طرف نہ بلائے اور علانیہ کسی ایسی معصیت کا مرتکب نہ ہو جو اس کی عدالت کو ساقط کر دے ۔ اس کے ساتھ اگر وہ اپنی کتاب حدیث کا حافظ بھی ہو تو اس کا درجہ محدثین میں سب سے بلند ہے اور اگر اس کے پاس کوئی کتاب حدیث بھی ہے تو اسے صرف اپنے ہی اصل ماخذ سے حدیث بیان کرنی چاہیے ۔ اس کے لیے کم سے کم جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنی

کتاب کو خوش اسلوبی اور صحت کے ساتھ پڑھ سکتا ہو جیسا کہ ہم اس کتاب کے آغاز میں اصول صدق کی علامات میں بیان کر چکے ہیں۔ اگر محدث بحالتِ غریب الوطنی ہو اور اپنے اصل ماخذ کو پیش کرنے سے قاصر ہو تو اس کی روایت نہ لی جائے۔ اس کی صرف وہ روایت لکھی جا سکتی ہے جو اسے زبانی یاد ہو وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کی حدیث ثقات کے خلاف نہ جاتی ہو۔ اگر وہ اپنے حافظے سے ایسی مُنکَر روایات بیان کرے جس کی متابعت و تائید نہ ہوتی ہو تو اس سے روایت نہیں لی جائے گی۔ ابوعروبہؒ کہا کرتے تھے کہ: اصل ماخذ ایک ہتھیار ہے۔

میں نے ابوالولید فقیہ کو اور انھوں نے ابراہیم بن ابی طالب کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ان سے عبداللہ بن شیرویہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بولے، انھوں نے بعض ایسے شغل اختیار کئے ہیں جو زیب نہیں دیتے مگر انھیں بوقت ضرورت اصول و مآخذ خوب یاد رہتے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس بات میں کہ کون سی اسناد سب سے زیادہ صحیح ہے؛ ائمہ کا اختلاف ہے۔

ہم سے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے اور ان سے محمد بن سلیمان نے کہا کہ محمد بن اسماعیل بخاری کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ؛ تمام اسانید میں صحیح ترین اسناد مالک عن نافع عن ابن عمرؓ ہے اور جناب ابوہریرہ والی سند میں صحیح ترین اسناد ابوالزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ہے۔

میں نے ابوبکر بن ابی دارم حافظ سے کوفے میں ان کے بعض شیوخ سے ابوبکر بن ابی شیبہ کا یہ قول بیان کرتے سنا ہے کہ: تمام اسانید میں صحیح ترین اسناد الزھری عن علی بن الحسین عن ابیہ ہے۔

صـ۵۲ مجھے خلف بن محمد بخاری اور ان کو محمد بن حریث بخاری نے بتایا کہ عمرو بن علی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: اصح الاسانید محمد بن سیرین عن عبیدۃ عن علی ہے۔

ہمیں ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بطہ اصبہانی نے اپنے بعض شیوخ کی زبانی سلیمان بن داؤد

کا یہ قول سن کر بتایا کہ: تمام اسانید میں صحیح ترین اسناد یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی ھریرة ہے۔

میں نے ابو الولید فقیہ کو کئی بار یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے محمد بن سلیمان بن خالد میدانی کی زبانی اسحاق بن ابراہیم کو یہ کہتے سنا کہ: اصح الاسانید الزهری عن سالم عن ابیہ ہے۔

مجھ سے حسین بن عبد اللہ صیرفی نے، ان سے محمد بن حماد ووری نے حلب میں، ان سے احمد بن قاسم بن نصر بن دوست نے اور ان سے حجاج بن شاعر نے بیان کیا کہ احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی تینوں ایک مجمع میں یکجا ہوئے اور جید ترین اسانید کا ذکر چھڑ گیا تو ایک نے کہا: اجود الاسانید شعبہ عن قتادہ عن سعید بن المسیب عن عامر (اخی ام سلمة) عن ام سلمہ ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: اجود الاسانید ابن عون عن محمد عن عبیدة عن علی ہے۔ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے کہا: اجود الاسانید الزهری عن سالم عن ابیہ ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: الاعمش عن ابراھیم عن علقمة عن عبد اللہ ہے۔ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا اعمش زہری کے مثل ہیں؟ یحییٰ نے جواب دیا: خدا نہ کرے کہ اعمش زہری جیسے ہوں۔ زہری تو اپنی عزت کو دیکھتے تھے اور جواز کا پہلو تلاش کرتے اور بنو امیہ کی پاسداری کرتے تھے۔ پھر اعمش کی تعریف و مدح یوں کی کہ: وہ درویش تھے، صابر تھے اور سلطان سے کنارہ کش رہتے تھے۔ وہ قرآن کے عالم اور متورع تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ ان تمام ائمہ حفاظ کا اجتہاد جدھر لے گیا اس کے مطابق انھوں نے اصح الاسانید کا ذکر کر دیا۔ ان تمام اسانید میں ہر صحابی کے رواۃ تابعین اور ان کے اتباع تابعین ہیں اور ان میں اکثریت ثقات کی ہے اس لیے کسی ایک صحابی کی اسناد کو قطعیت کے ساتھ اصح الاسانید قرار دینا ممکن نہیں۔ ہماری رائے میں بتوفیق الٰہی بات یوں ہے کہ:

نبوی گھرانے میں اصح الاسانید، جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ عن علی

ہے بشرطیکہ جعفر سے روایت کرنے والا ثقہ ہو۔

صدیق کے گھرانے میں اصح اسانید اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم بن ابی بکر ہے۔

عمر فاروق کے گھرانے میں اصح اسانید الزہری عن سالم عن ابیہ عن جدہ ہے۔

مکثرین (جن سے بہت زیادہ روائتیں ہیں) صحابہ میں ابوہریرۃ کی اسناد میں اصح اسانید الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ ہے۔

عبداللہ بن عمر کی اسناد میں مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ عائشہ کی اسناد میں عبیداللہ بن عمر بن عاصم بن عمر بن الخطاب عن القاسم بن محمد بن ابی بکر عن عائشہ ہے۔

میں نے ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ کو، انھوں نے جعفر بن ابی عثمان طیالسی کو، انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: عبیداللہ بن عمر عن القاسم عن عائشہ تو ایک ایسا دیباچۂ حدیث ہے جو سونے سے لدا ہوا ہے۔

ایک اصح الاسانید محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب بن زہرۃ القرشی عن عروۃ الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی عن عائشۃ ہے۔

عبداللہ بن مسعود کی اسانید میں صحیح ترین سند سفیان بن سعید الثوری عن منصور بن المعتمر عن ابراہیم بن یزید النخعی عن علقمۃ بن قیس النخعی عن عبداللہ بن مسعود ہے۔

انس کی صحیح ترین اسناد مالک بن انس عن الزہری عن انس ہے۔

اہل مکہ کی صحیح ترین اسناد سفیان بن عُیینہ عن عمرو بن دینار عن جابر ہے۔

یمانیوں کی صحیح معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ ہے۔

میں نے ابو احمد حافظ کو، انھوں نے ابو حامد بن شرقی کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے محمد بن ۵۶
یحییٰ سے پوچھا کہ: ان دو اسنادوں میں کون سی زیادہ صحیح ہے۔ ایک ہے محمد بن عمرو

عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ دوسری ہے۔ معمر عن ھمام بن منبہ عن ابی ھریرۃ؟ انھوں نے جواب دیا کہ: محمد بن عمرو کی اسناد زیادہ مشہور ہے اور معمر کی اسناد زیادہ قوی ہے۔ میں (حاکم) نے ابو احمد حافظ سے کہا کہ: محمد بن یحییٰ امام فن ہیں اور ان کی امامت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ معمر بن راشد، محمد بن عمرو سے زیادہ ثبت ہیں اور ابو سلمہ ہمام بن منبہ سے زیادہ جلیل، شریف اور ثبت ہیں۔ میری اس بات سے ابو احمد کو حیرت ہوئی۔ پھر ان کو جو کچھ کہنا تھا انھوں نے اس بارے میں کہا۔

مصریوں کی سب سے عمدہ اسناد اللیث بن سعد عن یزید بن حبیب عن ابی الخیر عن عقبۃ بن عامر الجُھَنی ہے۔

شامیوں کی اثبت الاسانید عبد الرحمٰن بن عمرو الاوزاعی عن حسان بن عطیہ عن الصحابۃ ہے۔

خراسانیوں کی اثبتِ اسناد الحسین بن واقد عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ ہے۔

شاید کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس اسناد سے صحیحین میں صرف دو ہی تو حدیثیں مروی ہیں۔ تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ ہم نے خراسانیوں کی اس سے بھی زیادہ صحیح اسناد دیکھی ہے جس میں سب خراسانی ہیں اور سب ثقات ہیں اور بُریدہ بن حصیب اسلمی مرو میں مدفون ہیں۔

اب اس کے بعد تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ کیجیے:

کمزور ترین اسناد خانوادۂ رسالت میں عمرو بن شمر عن جابر الجعفی عن الحارث الاعور عن علی ہے۔ میں نے علی بن عمر حافظ کو اپنے بعض شیوخ کی زبانی یہ بیان کرتے سنا کہ ابو ہمام سکونی کی مجلس میں نضلہ شریک ہوئے۔ ابو ہمام نے کہا: مجھ سے میرے والد نے، ان سے عمرو نے جابر کی روایت بیان کی۔ بس نضلہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے: تم اور تمھارے والد اور عمرو اور جابر۔ اللہ اللہ میں یہ سن کر صبر کر لوں؟ یہ کہہ کر وہ مجلس سے مدٰہ

باہر چلے گئے۔

صدیق اکبر کی کمزور ترین اسناد یہ ہے: صدقۃ بن موسی الدقیقی عن فرقد السبخی عن مرۃ الطیب عن ابی بکر الصدیق۔

خاندان عمر فاروق کی کمزور ترین اسناد یہ ہے: محمد بن القاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر عن ابیہ عن جدہ۔ محمد، قاسم اور عبداللہ تینوں ناقابل احتجاج ہیں۔

ابوہریرہؓ کی کمزور ترین اسناد السری بن اسماعیل عن داؤد بن یزید الأودی عن ابیہ عن ابی هریرۃ۔

عائشہ کی کمزور ترین اسناد — جو اہل بصرہ کے ہاں پائی جاتی ہے — حارث بن شبل عن ام النعمان الکندیۃ عن عائشہ ہے۔

عبداللہ بن مسعود کی کمزور ترین اسناد شریک بن ابی فزارۃ عن ابی زید عن عبداللہ ہے۔ ان میں صرف ابوفزارہ راشد بن کیسان کوفی ثقہ ہے۔

انس کی کمزور ترین اسناد داؤد بن المحبر بن قحذم عن ابیہ عن ابان بن ابی عیاش عن انس ہے۔

مکیوں کی کمزور ترین اسناد عبداللہ بن میمون القداح عن شھاب بن خراش عن ابراھیم بن یزید الخوزی عن عکرمۃ عن ابن عباس ہے۔

یمانیوں کی کمزور ترین اسناد حفص بن عمر العدنی عن الحکم بن ابان عن عکرمۃ عن ابن عباس ہے۔

مصریوں کی کمزور ترین اسناد احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین بن سعد عن ابیہ عن جدہ عن قرۃ بن عبدالرحمان بن حیویل عن کل من روی عنہ۔ یعنی اس سند کے ساتھ ابن حیویل کی جس شخص سے بھی روایت ہو وہ کمزور ترین اسناد ہوگی۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے۔

شامیوں کی کمزور ترین اسناد محمد بن قیس المصلوب عن عبیداللہ بن زحر ... ملتہ

عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی اُمامۃ ہے۔

خراسانیوں کی کمزور ترین اسناد عبداللہ بن عبدالرحمان بن ملیحۃ عن نہشل بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس ہے۔ ابن ملیحۃ اور نہشل دونوں نیساپوری ہیں۔ پوری خراسانی جماعت میں بسلسلۂ جرح میں نے ان دونوں کا اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں عموماً جانبداری سے کام نہیں لیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ جرح و تعدیل کے بارے میں میں نے یہاں چند ایسی باتیں بیان کر دی ہیں جو مذکورۂ بالا تینوں کتابوں میں موجود نہیں۔ جرح و تعدیل کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ سب کو سمیٹنا ناممکن ہے اس لیے اس کتاب میں میں نے اختصار کو مدِنظر رکھا ہے، تاکہ مثال کی ایک حدیث پر بہت سی دوسری احادیث کا اندازہ کیا جا سکے۔ میں نے اپنی کتاب المدخل الی معرفۃ کتاب الاِکلیل میں محدث کی جرح کے جواز میں بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ لہٰذا یہاں اس کے اعادے سے بے فکر و بے نیاز ہوں۔

علم حدیث کی اُنیسویں قسم

یہ ہے صحیح اور سقیم کی پہچان - یہ جرح و تعدیل سے جس کا اوپر ذکر ہوا، الگ چیز ہے - چنانچہ بہتیری اسنادیں ایسی ہیں جو مجروحین سے پاک ہیں مگر وہ صحیح میں نہیں لائی جاتیں - مثلاً

حدثنا عبد الرحمٰن بن حمدان الجلاب بھمدان قال حدثنا ابو حاتم الرازی قال حدثنا نصر بن علی قال حدثنا ابی عن ابن عون عن محمد بن سیرین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صلاۃ اللیل والنھار مثنی مثنی والوتر رکعۃ من اخر اللیل -

اس سند سے حضورؐ کا ارشاد مروی ہے کہ: رات اور دن کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور آخر شب میں وتر ایک رکعت ہے -

حاکم کہتے ہیں کہ: اس اسناد کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر اس میں دن کا ذکر وہم ہے اور اس پر گفتگو طویل ہو جائے گی - اسی طرح کی ایک مثال یہ ہے:

مڑ۵ حدثنا الامام ابو بکر بن اسحاق قال اخبرنا محمد بن محمد بن حیان التمار قال ثنا ابو الولید الطیالسی قال ثنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ قالت......

اس سند میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حضورؐ نے کبھی کسی کھانے کی عیب چینی نہیں فرمائی - اگر خواہش ہوئی تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا -

یہ اسناد ائمہ اور ثقات میں متداول رہی ہے لیکن وہ مالک کی حدیث سے باطل

ہے۔ اس اسناد سے در اصل مقصد یہ بتانا ہے کہ حضورؐ نے کبھی کسی عورت کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور کسی سے اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر محارم خداوندی کی بے حرمتی ہوئی تو حضورؐ نے اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیا۔ میں نے بڑی کوشش یہ معلوم کرنے کی کی کہ کس راوی کو یہ وہم ہوا (جو اس نے دوسری حدیث کی بجائے اس اسناد میں پہلی حدیث بیان کر دی) مگر مجھے پتا نہ چل سکا۔ زیادہ گمان ابن حیان بصری کی طرف جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ صادق اور مقبول ہیں ــــ ایسی ہی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا محمد بن صالح بن ھانی قال ثنا ابراھیم بن ابی طالب قال ثنا الحسن بن عیسی قال ثنا ابن المبارک قال ثنا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن القاسم عن عائشۃ قالت، کان رسول اللہ علیہ وسلم اذا رای المطر قال: اللھم صیباً ھنیئا۔

اس سند میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب بارش دیکھتے تو فرماتے: اے اللہ یہ عمدہ بارش ہو۔

حاکم کہتے ہیں: ثقات میں یہ حدیث اسی طرح متداول ہے مگر در اصل یہ کمزور اور معلول (جس میں کوئی خرابی ہو) ہے۔ مذکورہ بالا تینوں حدیثوں پر تین سو بلکہ تین ہزار اور اس سے بھی زیادہ حدیثوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

صحیح حدیث کی پہچان محض روایت سے نہیں ہوتی بلکہ فہم، حفظ اور کثرت سماع سے ہوتی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ مدد پہنچانے والی چیز اہل علم و فہم کا مذاکرہ ہے، تاکہ حدیث کی مخفی علت ظاہر ہو جائے۔ اگر اس قسم کی حدیثیں صحیح اسانید سے مل جائیں اور وہ امام بخاری اور امام مسلم کی کتابوں میں موجود نہ ہوں تو صاحب حدیث کو ان کی کرید کرنی چاہیے اور اہل علم سے مذاکرہ کرنا چاہیے تاکہ اس کی علت ظاہر ہو جائے۔ صفہ

حدثنی ابو سعید احمد بن محمد النسوی قال ثنا محمد بن الحسن بن قتیبۃ قال حدثنا محمد بن السری قال ثنا معتمر بن سلیمان قال حدثنا کھمس عن عبد اللہ بن بریدۃ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال....

اس اسناد میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں : آپس میں ایک دوسرے سے ملاکرو اور حدیث کے مذاکرے کیاکرو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو حدیث مٹ جائے گی۔

حاکم کہتے ہیں : اللہ کی مدد و توفیق سے اس کے بعد میں مذاکرے کی کیفیت اور اس کا انداز اور جس نے اسے ملحوظ رکھا یا نہ رکھا ، یہ سب بیان کروں گا۔ اللہ اپنے احسان سے اس میں آسانی پیدا فرمائے گا۔

حدثنا ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحیی المقریؒ ببغداد قال ثنا العباس محمد بن الدوری قال ثنا محمد بن عمران بن ابی لیلی قال حدثنی ابی عن ابی لیلی عن عیسی بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن ثابت بن قیس قال قال رسولﷺ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......

اس سند سے ایک ارشاد نبویؐ یوں مروی ہے کہ تم (مجھ سے) سنتے ہو اور آگے تم سے سنا جائے گا اور جو تم سے سنیں گے ان سے بھی سنا جائے گا اور اس سے آگے ان سے بھی سنا جائے گا جو تم سے اور سننے والوں سے سنیں گے۔ اس کے بعد کچھ ایسے لمیم و فخیم لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور قبل اس کے کہ ان سے دریافت کیا جائے گواہی دینے لگیں گے۔

حاکم کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اس حدیث میں راویان حدیث کے چار طبقوں کا ذکر کیا ہے اور پانچواں طبقہ وہ ہے جس میں ہم لوگ ہیں اور اسی بیان کردہ صفت سے متصف ہیں۔

احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ : وہ عالم عالم نہیں کہا جا سکتا جو صحیح و سقیم اور ناسخ و منسوخ حدیثوں سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔

صلا حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم قال اخبرنا ابن وھب قال اخبرنی مسلمۃ بن علی عن زید بن واقد عن حرام بن حکیم قال سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول : حدثوا عنی......

اس سند میں حضورؐ فرماتے ہیں : میری بات اسی طرح بیان کرو جس طرح تم نے

سنی ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں مجھ پر جو بلا علم کے جان بوجھ کر جھوٹ بہتان باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حاکم کہتے ہیں: حضورؐ نے اس حدیث میں علم کو سماع پر منحصر فرمایا ہے اور بے سماع و علم روایت کرنے والے کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ اسی میں موجود ہے جو اپنے دین کو محفوظ رکھنے کا خواہشمند ہو وہ حضورؐ کی اس وعید پر غور کرتا رہے۔

حدثنی موسی بن سعید الحنظلی بھمذان قال ثنا یحیی بن عبد اللّٰہ بن ماهان قال سمعت حماد بن غسّان یقول سمعت عبد اللّٰہ بن وھب یقول سمعت مالک بن انس یقول ....

اس سند میں مالک بن انس فرماتے ہیں کہ: میں نے بعض ایسی احادیث سنی ہیں کہ ہر حدیث کے عوض مجھے دو دو کوڑے لگائے جاتے تو میں یہ گوارا کر لیتا لیکن وہ حدیثیں نہ بیان کرتا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: مالک بن انس اپنی پرہیز گاری اور قلتِ حدیث کے باوجود حدیث کے معاملے میں اتنی احتیاط برتتے تھے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اس پرہیزگاری و احتیاط کے بغیر حدیثوں کا انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا العباس بن محمد الدوری قال حدثنا سعید بن محمد الجرمی قال حدثنا معن بن عیسی قال حدثتنی عبیدة بنت نائل عن عائشة بنت سعد عن ابیھا انه قال......

اس اسناد میں جناب سعد کہتے ہیں کہ: مجھے حدیث رسولؐ بیان کرنے سے یہ چیز نہیں روکتی کہ میں صحابہ میں سب سے زیادہ کثیر الروایت ہونا نہیں چاہتا بلکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگ میری طرف غلط اقوال منسوب کریں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین کی یہ احتیاط جس کا ہم نے ذکر کیا اس لیے تھی کہ صحیح و سقیم میں تمیز کر سکیں اور حدیث بیان کرنے میں سلامتی کی روش قائم رہے۔

میں اپنی کتاب المدخل الی معرفۃ الصحیح میں اتنا کچھ بیان کر چکا ہوں کہ استفادہ کرنے والے کو بے نیاز کر دے گا۔ یہاں اس کا اعادہ دشوار ہے۔

صحیح حدیث کی صفت یہ ہے کہ اسے حضورؐ سے کسی ایسے صحابی نے روایت کیا ہو جو مجھول الحال نہ ہو اور اس سے دو عادل تابعی روایت کریں۔ اس کے بعد سے آج تک اہل الحدیث میں اس کی مقبولیت متداول رہی ہو۔ گویا یکے بعد دیگرے ایک شہادت پر دوسری شہادت ہو۔ ص۶۲

اخبرنا محمد بن احمد بن تمیم الاصم قال ثنا عبید بن شریک قال ثنا نعیم بن حماد قال سمعت عبدالرحمان بن مھدی یقول قیل لشعبۃ.....

اس اسناد میں عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ شعبہ سے پوچھا گیا کہ: کون ہے جس کی حدیث ترک کر دینی چاہیے۔ انھوں نے جواب دیا: جب کوئی معروف لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کریں جن سے خود وہ معروف لوگ بے خبر ہوں اور اکثر یہی کرتا ہو تو اس کی حدیث ترک کر دی جائے گی۔ اگر وہ کذب بیانی سے متہم ہو تو اس کی حدیث ترک کر دی جائے گی۔ اگر وہ اکثر بیان میں غلطی کرتا ہو تو اس کی حدیث ترک کر دی جائے گی۔ اگر وہ ایسی حدیث روایت کرے جس کے غلط ہونے پر اتفاق ہو تو اس کی حدیث ترک کر دی جائے گی۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں تو اس سے روایت کرو۔

اخبرنی عبداللہ بن محمد بن موسی قال حدثنا اسماعیل بن قتیبۃ قال حدثنا عثمان ابن ابی شیبۃ قال ثنا وکیع عن سفیان عن ابیہ عن الربیع بن خُثیم قال:

اس اسناد میں ربیع بن خُثیم کہتے ہیں: حدیثوں میں بعض حدیث ایسی ہوتی ہے جس میں دن کی طرح روشنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہم اسے پہچان لیتے ہیں۔ اور حدیثوں میں بعض حدیث ایسی ہوتی ہے جس میں شب کی طرح تاریکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہم اسے شناخت کر لیتے ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا العباس بن محمد الدوری

قال ثنا یحیی بن معین قال ثنا جریر عن رقبة ان عبد الله بن مسور المدائنی.......

اس اسناد میں رقبہ کہتے ہیں کہ : عبد اللہ بن مسور مدائنی نے بہت سی حدیثیں حضور کی طرف غلط منسوب کر کے گھڑ لیں اور لوگ انھیں لے اڑے ۔

حدثنا ابوبکر الشافعی قال ثنا محمد بن اسماعیل السلمی قال ثنا عبد العزیز الاُویسی قال ثنا مالک قال کان ربیعة بن ابی عبد الرحمان یقول لابن شہاب.......

اس روایت میں ہے کہ ربیعہ بن ابی عبد الرحمان نے ابن شہاب سے کہا کہ : میرا حال تمھارے جیسا نہیں ۔ ابن شہاب نے پوچھا : وہ کیسے ؟ ربیعہ نے جواب دیا : میں اپنی رائے سے کہتا ہوں، پھر جس کا جی چاہتا ہے اسے لے لیتا ہے اور اسے اچھا سمجھ کر اس پر عمل کرتا ہے اور جس کا دل چاہے وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور تمھارا معاملہ یہ ہے کہ تم لوگوں میں حضور کی حدیثیں بیان کرتے ہو اس لیے اسے محفوظ کر لیا جاتا ہے ۔

علم حدیث کی بیسویں قسم

اس سے پہلے ہم صحت حدیث کی پہچان بتا چکے ہیں۔ یہ شناخت ظن وتخمین یا تقلید کورانہ سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ مستحکم علم ویقین کی بنیاد پر ہے۔ اس کے بعد بیسویں قسم فقہہ الحدیث کا علم ہے ۔ یہ علوم حدیث کا ثمر شیریں ہے اور شریعت کا دارومدار اسی پر ہے۔ وہ فقہائے اسلام جو قیاس ورائے، استنباط وتحقیق سے کام لیتے ہیں۔ انھیں سب جانتے ہیں۔ وہ ہر دور اور ہر شہر میں ہوتے رہے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر مقصود نہیں۔ ہم یہاں اہل الحدیث کی فقہہ حدیث کا ذکر کریں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ علم حدیث کے فنکار وہ ہوتے ہیں جو اس فن میں تجر رکھتے ہیں اور وہ فقہہ حدیث سے بے خبر نہیں ہوتے کیونکہ یہ فقہ بھی اس علم حدیث کی ایک اہم شاخ ہے۔

۱۔ ان اہل الحدیث میں، جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔ ایک محدث محمد بن مسلم زہری ہیں۔

حدثنا محمد بن صالح بن هانی قال حدثنا ابراهيم بن ابی طالب قال حدثنی نوح بن حبيب قال حدثنا عبد الرحمان بن مهدی قال حدثنا حماد بن زيد عن برد عن مكحول قال......

اس اسناد میں مکحول کہتے ہیں کہ: گزشتہ سنت کا عالم میں نے زہری سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

حدثنا ابوعلی الحسين بن علی الحافظ قال اخبرنا محمد بن سعيد الرازی قال ثنا محمد بن عبد الله المدينی بعبين زريعة قال ثنا معن بن عيسی

قال حدثنا مالک بن انس عن ابن شہاب قال:

اس اسناد میں ابن شہاب کہتے ہیں: یہ ایک ایسا خداوندی علم ہے جو اللہ نے اپنے نبی کو اور نبیؐ نے اپنی امت کو سکھایا ہے۔ یہ رسولؐ کے پاس امانت الٰہی ہے تاکہ وہ اسے اسی طرح ادا کرے جس طرح وہ اس کے سپرد کی گئی ہے۔ پس سُن کر اس علم کو جو جتنا کچھ حاصل کرے اسے اپنے اور اپنے نبیؐ کے درمیان حجت بنا کر پیش پیش رکھے۔

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبداللہ بن عبد الحکم قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شہاب قال حدثنی ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ھشام ان اباہ قال سمعت عثمان بن عفان یقول:

اس اسناد میں حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ: شراب سے بچو، یہ اُم الخبائث (تمام بیماریوں کی جڑ) ہے۔ اس کے بعد پوری طویل حدیث بیان کی۔

ابن شہاب کہتے ہیں: اس حدیث میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اس سرکے میں بھی کوئی خیر نہیں جو خمر کو بدل کر بنایا گیا ہو۔ اللہ جسے خبیث و فاسد قرار دے چکا ہے۔ اسے سرکہ بننے کے بعد طیب کیسے قرار دے گا؟ ۔ اگر کوئی شخص اہل کتاب سے سرکہ خریدے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ پہلے شراب تھی جسے اس نے پانی ملا کر تبدیل کر دیا ہے۔ اگر یہ علم ہو جائے کہ یہ پہلے خمر تھا جسے ارادۃً ملاوٹ کر کے سرکے میں تبدیل کر دیا گیا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی خیر نہیں۔

ابن وہب کہتے ہیں: میں نے مالک کو یہ کہتے سنا ہے کہ ابن شہاب سے ایسے خمر کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا جو مٹکے میں رکھا گیا ہو اور اس میں نمک اور بہت سی دوسری چیزیں مخلوط کر کے دھوپ میں رکھا گیا ہو اور اس سے رنگنے کا لیپ تیار کیا گیا ہو۔ ابن شہاب نے جواب دیا: میں نے قبیصہ بن ذؤیب کو دیکھا ہے کہ وہ ایسے خمر سے جو لیتے وقت خمر ہو لیپ تیار کرنے سے منع کرتے تھے۔

۲۔ ان فقہائے حدیث میں یحییٰ بن سعید انصاری بھی ہیں۔

اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار قال حدثنا اسماعیل بن اسحاق القاضی قال ثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد بن زید قال قدم ایوب من المدینۃ فقیل لہ.....

اس اسناد میں ہے کہ ایوب مدینے سے آئے تو ان سے پوچھا گیا، جن لوگوں کو آپ مدینے میں اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں ان میں سب سے زیادہ فقیہہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا یحییٰ بن سعید۔

حدثنا علی بن عیسیٰ قال ثنا ابراھیم بن ابی طالب قال حدثنی یحیی بن اکثم قال ثنا عبد اللہ بن صالح عن اللیث عن عبید اللہ بن عمر قال......

اس اسناد میں عبید اللہ بن عمر فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید اس طرح حدیث بیان کرتے تھے جیسے موتی پرو رہے ہوں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم قال انا ابن وھب قال اخبرنی اللیث بن سعد عن یحیی بن سعید عن عمرو بن شعیب ان رسول اللہ علیہ وسلم قال......

اس سند میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ نے تمھیں جو مال فَے[1] میں دیا ہے اس میں بجز پانچویں حصے کے میرے لیے کچھ نہیں۔ اس کے اور اس کے (غالباً اس سے مراد آدھا اور چوتھائی ہے) برابر بھی نہیں۔ اور یہ خمس (پانچواں حصہ) بھی تمھیں پر لوٹا دیا جائے گا۔ یحییٰ بن سعید سے اس نفل[2] کے بارے میں دریافت کیا گیا جو پہلے پہل مالِ غنیمت میں سے دیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: اس کا انحصار امام کے اجتہاد پر ہے۔ اس کا نہ کوئی وقت مقرر ہے

---

[1] فَے اس مالِ غنیمت کو کہتے ہیں جو جنگ کے بغیر ہی حاصل ہو۔

[2] نفل اس غنیمت کو کہتے ہیں جو مجاہد کو اس کے اصل حصے سے زائد دیا جائے خواہ کسی خاص کارگزاری کے عوض ہو یا تالیفِ قلب کے لیے ہو یا مزید حوصلہ افزائی کے لیے۔

نہ کوئی واضح حکم ثابت ہے۔ ہمیں یہ روایت تو پہنچی ہے کہ حضورؐ نے بعض غزوات میں نفل عطا فرمائے ہیں، لیکن ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی ہے کہ حضورؐ نے ہر غزوے میں نفل عطا فرمائے ہوں۔ ہمارے نزدیک یہ امام کے اپنے اجتہاد و لحاظ پر منحصر ہے خواہ پہلے پہل کی غنیمت میں ہو یا اس کے بعد کی ہو۔

۳۔ ان فقہائے حدیث میں عبدالرحمان بن عمر اوزاعی بھی ہیں۔

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول سمعت العباس بن الولید بن مزید یقول سمعت عقبة بن علقمة یقول سمعت موسی بن بشار وکان قد صحب مکحولا یقول ......

اس اسناد میں موسیٰ بن بشار جو مکحول کے ساتھ بھی رہ چکے ہیں کہتے ہیں میں نے اوزاعی سے زیادہ تیز نگاہ اور گمراہی سے دور تر رہنے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا العباس بن الولید البیروتی قال حدثنا ابو عبد اللہ بن بحر قال سمعت الاوزاعی یقول ......

اس سند میں اوزاعی کہتے ہیں: پانچ باتیں اہل عراق کی اور پانچ باتیں اہل حجاز کی ایسی ہیں جن کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اہل عراق کی پانچ اقوال یہ ہیں: نشہ[۱] لانے والی چیز کا استعمال۔ رمضان میں طلوع فجر ہونے کے بعد کھانا۔ صرف[۲] سات شہروں میں جمعے کا صحیح ہونا۔ چار[۳] مثل سایہ ہونے تک عصر کی نماز میں تاخیر کرنا اور جہاد[۴] کی جنگ سے فرار اختیار کرنا، اور اہل حجاز کے پانچ اقوال یہ ہیں: گانا[۱] بجانا سننا۔ بغیر[۲] عذر کے جمع بین الصلاتین کرنا، عورتوں[۳] سے متعہ کرنا۔ ایک[۴] درہم یا ایک دینار کی بجائے دو درہم یا دو دینار دست بدست لینا دینا، زوجہ[۵] کے دُبر کا استعمال۔

حدثنی محمد بن صالح بن ہانی قال حدثنا محمد بن عمرو بن النضر الحرشی قال حدثنا ابراھیم بن سعید الجوھری قال ثنا محمد بن مصعب عن الاوزاعی عن مخلد بن الحسین انہ حدث عن ایوب السختیانی

انه قال.....

اس سند میں ایوب سختیانی کہتے ہیں: اگر تم کسی سے سنت کا ذکر کرو اور وہ کہے، کہ اسے چھوڑو اور قرآن سے جواب دو، تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ ہے۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ: سنت کتاب اللہ پر قاضی ہے اور کتاب اللہ سنت پر قاضی نہیں۔

۴۔ فقہائے حدیث میں سفیان بن عُیینہ ہلالی بھی ہیں۔

سمعت ابابکر محمد بن جعفر المزکی یقول سمعت ابابکر محمد بن اسحاق یقول سمعت یونس بن عبد الاعلی یقول سمعت الشافعی یقول۔

اس اسناد میں شافعی کہتے ہیں: میں نے ابن عیینہ سے زیادہ فقیہ اور فتویٰ دینے میں ان سے زیادہ خاموش کسی کو نہیں دیکھا۔

صـ۶۶ سمعت ابا الطیب الکرابیسی یقول سمعت ابراھیم بن محمد بن یزید المروزی یقول سمعت علی بن خشرم یقول کنا فی مجلس سفیان عیینة فقال:

اس اسناد میں علی بن خشرم کہتے ہیں کہ ہم لوگ سفیان بن عُیینہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ انھوں نے کہا: اے اصحاب حدیث! فقہ حدیث سیکھو۔ تم پر اہل الرائے غالب نہ آجائیں۔ ابوحنیفہ نے کوئی بات بھی ایسی نہیں کہی جس کے مطابق ہم ایک دو حدیثیں نہ روایت کرتے ہوں۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا اور کہا کہ عمرو بن دینار کس سے روایت کرتے ہیں۔

اخبرنا ابو حامد احمد بن محمد بن العباس الخطیب بمرو قال حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن ابراھیم بن شاذان المروزی قال اخبرنا احمد بن عصام قال انا نصر بن حاجب قال.....

اس اسناد میں نصر بن حاجب کہتے ہیں کہ میں سفیان بن عُیینہ سے حضورؐ کے حکم مواساۃ (امداد و اعانت) کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ تمام امت کے لیے ضروری ہے تو انھوں نے جواب دیا: یہ مواسات انصار پر لازم تھی۔ انھوں نے حضورؐ کی بیعت اس بات پر

لی تھی کہ وہ مہاجر کی مواسات کریں گے اور انھوں نے اسے پورا کیا۔ پھر جب فرض زکوٰۃ اور صدقات کے تطوع کی آیت نازل ہوگئی تو اس میں ان کے لیے وسعت پیدا کر دی گئی۔ اب صرف ضرورت کے وقت جب کہ دوسرا مستحق موجود نہ ہو تو مہاجر کی مواسات ہونے لگی۔ سفیان بن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ جب مہاجرین اور انصار دونوں قتال میں شریک تھے تو حضورؐ نے صرف مہاجرین پر کس طرح تقسیم فرمائی؟ انھوں نے جواب دیا کہ: حضورؐ نے یہ اس لیے کیا کہ ابتداءً مواسات انصار کی طرف سے ہوا اور جب مہاجرین ان سے بے نیاز اور غنی ہو جائیں تو ان کے اموال ان کو لوٹا دیں۔ اس طرح دونوں کی رعایت ملحوظ رکھی گئی۔

۵۔ ان فقہائے حدیث میں عبداللہ بن المبارک بھی ہیں۔

اخبرنا ابو العباس السیاری قال حدثنا عیسی بن محمد بن عیسی قال ثنا العباس بن مصعب قال .....

اس سند میں عباس بن مصعب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے حدیث، فقہ، عربیت، عام انسانی تاریخ، شجاعت، تجارت، سخاوت اور مختلف گروہوں کی محبت، یہ ساری خوبیاں اپنے اندر یکجا کر لی تھیں۔

سمعت اباعبد اللہ محمد بن خیران بن الحسن الزاهد بهمذان يقول سمعت علی بن صالح الکرابیسی یقول سمعت نصر بن طلبۃ یقول سمعت محمد بن اعین یقول سمعت الفضیل بن عیاض یقول : ورب هذا البیت ما رأت عینای مثل عبد اللہ بن المبارک۔

اس اسناد میں فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ: اس گھر (کعبے) کے مالک کی قسم میری آنکھوں نے عبداللہ بن مبارک جیسا شخص نہیں دیکھا ہے۔

سمعت علی بن حمشاذ العدل یقول سمعت احمد بن سلمۃ یقول سمعت محمد بن مسلم بن وارۃ یقول سمعت حبانا صاحب ابن المبارک یقول قلت .....

اس اسناد میں حبّان — ابن مبارک کے رفیق — کہتے ہیں : میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے براءت نازل ہونے کے بعد حضورؐ سے یہ فرمایا تھا کہ : بحمد اللہ لا بحمدک (تعریف وشکر اللہ کا نہ کہ آپ کا) مجھے تو حضرت عائشہؓ کا یہ قول بڑا بول معلوم ہوتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا : حضرت عائشہ نے حمد کا مستحق اسی کو قرار دیا جو حمد کا اہل ہے۔

سمعت ابا العباس احمد بن هارون الفقيه يقول سمعت يحيى بن ساسويه يقول سمعت ابا عمار يقول سمعت عبد الله بن المبارك وسئل ....

اس اسناد میں ابو عمار کہتے ہیں کہ : عبداللہ بن مبارک سے حضورؐ کے ایک قول کلابسِ ثوبیَ زور (جیسے دکھاوے کے دو کپڑے پہننے والا) — کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا : اس کا مطلب ہے وہ شخص جو ایسا لباس پہنے جو اسے زیب نہ دیتا ہو۔

حدثنا بكر بن محمد الصيرفي بمرو قال ثنا اسحاق بن الحجاج البلخي قال ثنا ابو قدامة قال سمعت الحسن بن الربيع يقول ....

اس اسناد میں حسن بن ربیع کہتے ہیں : عبداللہ بن مبارک سے اس حدیث کا جو ثوبان سے مروی ہے۔ مطلب پوچھا گیا حدیث یوں ہے : استقيموا لقريش ما استقامت لكم۔ (جب تک قریش تمھارے مقابلے میں سیدھے رہیں تم بھی ان کے لیے سیدھے رہو) ابن مبارک نے کہا اس کی تفسیر وہ حدیث ہے جو ام سلمہ سے مروی ہے۔ یعنی لا تقاتلوهم ما صلوا الصلوة (جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں اس وقت تک تم ان سے جنگ نہ کرو)۔

۶ - ان میں یحییٰ بن سعید قطان بھی ہیں۔

سمعت ابا عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ يقول سمعت عبد الله بن بشر الطالقاني يقول سمعت احمد بن حنبل يقول......

اس سند میں احمد بن حنبل کہتے ہیں : یحییٰ بن سعید سب لوگوں سے زیادہ ثبت ہیں اور جن سے میں نے روایتیں لی ہیں۔ ان میں ان جیسا کوئی نہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا حنبل بن اسحاق قال حدثنا علی بن المدینی قال سمعت یحییٰ بن سعید ذکر عن ابن جریج عن یعقوب بن عطاء عن عطاء عن ابن عباس......

ص۶۵ اس اسناد میں عبد اللہ بن عباس ایلاء[1] کے بارے میں کہتے ہیں کہ طلاق بائنہ[2] ہے۔ میں ان کے والد کے پاس گیا تو انھوں نے اس سے انکار کیا پھر میں ان کے پاس واپس آیا تو انھوں نے کہا: میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے: علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے شعبہ نے اور ان سے ابن ابی نجیح علقمہ نے کہا کہ: اس میں توقف کرنا چاہیے۔ یحییٰ نے کہا عطاءؒ ابن عباس کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ اگر چار ماہ گزر جائیں تو یہ طلاق بائنہ ہو جائے گی۔

میں نے یحییٰ سے چھینک کا مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے کہا شعبہ بھی ابن ابی لیلیٰ سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابو ایوب سے چھینک کے بارے میں حدیث بیان کرتے تھے اور میرے (یحییٰ کے) نزدیک اس میں مستحب وہی ہے جو ہم سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے ان کے بھائی نے، ان سے میرے والد نے اور ان سے حضرت علی رضؓ نے یہ حدیث نبویؐ بیان کی کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ علی کل حال کہے اور اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا جائے اور پھر چھینکنے والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے۔ میں نے (یحییٰ نے) ابن ابی لیلیٰ سے کئی بار اس کا اعادہ کرایا اور انھوں نے ہر بار علی بن ابی طالب ہی سے اس کو روایت کیا۔

۷۔ ان فقہا میں عبد الرحمان بن مہدی بھی ہیں۔

حدثنی محمد بن صالح بن ھانی قال ثنا محمد بن اسماعیل بن مھران

---

[1] ایلا کے معنی ہیں اپنی زوجہ کے سے قربت نہ کرنے کی قسم کھا لینا۔ چار ماہ کے اندر کفارۂ قسم ادا کر کے زوج رجوع کر سکتا ہے اور اگر چار ماہ پورے ہو جائیں اور رجوع نہ کرے تو یہ طلاق بائنہ ہو جائے گی۔

[2] طلاقِ بائنہ ایسی طلاق ہے جس کے بعد زوجین میں تفریق ہو جاتی ہے اور رجوع نہیں ہو سکتا مگر تجدید نکاح ہو سکتی ہے۔

قال حدثنا محمد بن ابی صفوان الثقفی قال سمعت علی بن المدینی یقول......

اس اسناد میں علی بن مدینی کہتے ہیں و بخدا مجھے اگر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لے جاکر قسم کھلوائی جائے تو خدا کی قسم کھاکر یہی کہوں گا کہ میں نے عبد الرحمان بن مہدی سے زیادہ عالم حدیث کسی کو نہیں دیکھا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال سألت عبد الرحمان بن مهدی عن رضاع الکبیر فقال..........

اس اسناد میں ہے کہ احمد بن حنبل نے عبد الرحمان بن مہدی سے کبیر (جس کا دودھ چھوٹ چکا ہو۔) کی رضاعت کا مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے مالک کو، انھوں نے نافع کو اور انھوں نے عبد اللہ بن عمر کو یہ کہتے سنا ہے کہ: رضاعت کا رشتہ صرف صغیر (شیرخوار) میں ہوتا ہے کبیر میں نہیں ہوتا۔

حدثنا ابو العباس قال حدثنا عبد اللہ بن احمد قال حدثنی ابی قال.....

اس سند میں احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمان (ابن مہدی) سے اولاد کو عطیہ دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا: ہم سے مالک نے، ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے غابہ کے مال (باغ) سے مجھے بیس وسق کھجوریں عطا کی تھیں۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ انھوں نے (عبد الرحمان نے) تو "غابہ" بتایا تھا، لیکن دراصل وہ "عالیہ" ہے۔ ص۶۹

ابن حنبل نے یہ بھی کہا کہ میں نے عبد الرحمان سے اس بھاگے ہوئے غلام (آبق) کے متعلق دریافت کیا جس نے چوری کی ہو تو انھوں نے کہا کہ: حماد بن سلمہ نے ہمیں بتایا کہ ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، عروہ بن زبیر کا یہ قول بتایا کہ آبق اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ حماد نے یہ بھی بتایا کہ ہشام بن عروہ سے ایک شخص نے یہی مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد (عروہ) سے تو

نہیں سنا ہے لیکن ایک ثقہ و مامون نے ۔ جن کی نظروں سے یحییٰ بن سعید اوجھل تھے ۔ یہ بتایا ہے ۔

۸ ۔ ان فقہا میں یحییٰ بن یحییٰ تمیمی بھی ہیں ۔

سمعت ابا عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ یقول سمعت یحیی بن محمد بن یحیی الشہید یقول سمعت اسحاق بن ابراہیم الحنظلی یقول.....

اس اسناد میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی کہتے ہیں کہ : میں نے یحییٰ ابن یحییٰ جیسا کسی کو نہیں دیکھا اور میرا گمان ہے انھوں نے خود بھی اپنے جیسا کسی کو نہ دیکھا ہوگا ۔

میں نے ابو عبد اللہ کو اور انھوں نے یحییٰ بن محمد کو یہ کہتے سنا ہے کہ : میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ متقی محدث اور ان سے زیادہ خوش پوش کسی کو نہیں دیکھا ۔

اخبرنا ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل القاریٔ قال حدثنا ابو زکریا یحیی بن محمد بن یحیی املاءً قال .....

اس اسناد میں ابو زکریا نے بیان کرتے ہوئے لکھوایا کہ : میں جمعہ کے روز یحییٰ بن یحییٰ کے ہاں گیا اور ان کے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہوا ۔ وہ ایک ترکی گھوڑے پر سوار تھے ۔ ہم دونوں زوال کے وقت جامع مسجد پہنچے ۔ وہ اور ان کے ساتھ میں ، دونوں مسجد میں داخل ہوئے ۔ انھوں نے صحن میں دھوپ میں نماز ادا کی اور نہ نماز سے پہلے کوئی نفل ادا کی نہ نماز کے بعد ۔ نماز ادا کرتے ہوئے جب وہ سجدے میں گئے تو اپنی آستینیں پھیلا کر اس پر سجدہ کیا ۔ واپسی میں میں ان کے ساتھ ہو گیا اور ان کے گھر ہم دونوں پہنچ گئے ۔ ایک اور شخص محمد بن عثمان بھی ہمارے ساتھ ہو گیا ۔ اس نے ان سے اس گندے راستے کے متعلق مسئلہ پوچھا جس سے گزر ہو ۔ چونکہ ہم لوگ ایسے ہی گندے راستے سے گزرے تھے اس لیے اس نے خاص طور پر ایسے راستے کے متعلق پوچھا جس کو انسان عبور کرے ۔ یحییٰ بن یحییٰ نے کہا کہ : میں نے مالک کے سامنے اس اسناد سے یعنی مالک عن محمد بن عمارۃ عن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ام ولد لابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف ۔

یہ روایت پڑھی ہے کہ ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف کی ایک امّ ولد کنیز نے ام المؤمنین ام سلمہ سے کہا کہ میں ایک عورت ہوں اور میرا دامن نیچا ہوتا ہے۔ میں کبھی گندے راستے سے گزرتی ہوں اور کبھی صاف راستے سے۔ ام المومنین ام سلمہ نے حضورؐ کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ: آنے والا صاف راستہ پہلے راستے کے اثرات کو دُور کر کے پاک کر دیتا ہے۔

ابو زکریا کہتے ہیں: مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے یہ حدیث اپنی دکان کی چابی پر لکھ لی تھی کیونکہ اس وقت میرے پاس سادہ کاغذ نہ تھا۔

۹ - ان فقہائے حدیث میں احمد بن محمد بن حنبل بھی ہیں۔

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول سمعت یوسف بن عبد اللّٰہ الخوارزمی ببیت المقدس یقول سمعت حرملۃ بن یحیی یقول سمعت الشافعی یقول......

اس اسناد میں امام شافعی فرماتے ہیں: میں بغداد سے باہر آیا تو اپنے پیچھے کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑا جو احمد بن حنبل سے زیادہ فقیہہ، زاہد، متقی اور عالم ہو۔

ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے اور ان سے عبد اللّٰہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ: میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے مستحاضہ[1] سے مواصلت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ:

حدثنا وکیع عن سفیان بن غیلان عن عبد الملک بن میسرۃ عن الشعبی عن قمیر عن عائشۃ قالت......

اس اسناد میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مستحاضہ کا شوہر اس سے مواصلت نہ کرے۔ میرے والد (احمد بن حنبل) نے کہا کہ: وکیع کی روایت کے مطابق الشعبی کی کتاب

---

[1] مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جسے رطوبت زچگی آ رہی ہو یا ایام ماہواری ختم ہونے کے بعد بھی رطوبت خارج ہو رہی ہو۔

ہیں دیکھا ہے اور غندر نے بھی عن شعبۃ عن عبد الملک بن میسرۃ عن الشعبی یہی روایت کی ہے کہ مستحاضہ کا شوہر اس سے مواصلت نہ کرے۔

اخبرنا ابوبکر محمد بن عبد اللہ العمانی قال ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنی محمد بن عثمان بن صفوان بن امیۃ الجمحی قال ثنا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال......

اس اسناد میں حضورؐ فرماتے ہیں: صدقہ جس مال (غیر متصدق قہ) سے ملے گا اسے تلف کر دے گا — میرے والد (احمد بن حنبل) اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ ایک شخص باوجود خوشحال یا غنی ہونے کے صدقہ لے لیتا ہے۔ حالانکہ صدقہ صرف فقیر و محتاج کے لیے ہوتا ہے۔

حدثنا ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ قال حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا مخلد بن یزید عن الاوزاعی عن عبدالواحد بن قیس عن ابی ھریرۃ قال: تکفیر کل لحاء رکعتان۔

اس سند میں ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ: ہر جھگڑے کا کفارہ دو رکعت نماز ہے۔ میرے والد (احمد بن حنبل) نے لحاء کے معنی یہ بتائے کہ ایک آدمی جو دوسرے آدمی سے جھگڑا کرے اور تکفیر کے معنی ہیں کفارہ۔

۱۰- ان فقہا میں علی بن عبد اللہ بن جعفر مدینی بھی ہیں۔

سمعت ابا الحسن احمد بن محمد بن عبدوس العنزی یقول سمعت عثمان بن سعید الدارمی یقول سمعت علی بن المدینی۔

اس اسناد میں علی بن مدینی کہتے ہیں کہ: جو یہ کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے، وہ کفر بکتا ہے۔

میں نے شریف قاضی ابوالحسن بن محمد بن صالح ہاشمی قاضی القضاۃ سے علی بن مدینی کی تصنیفات کے یہ نام بتاتے سنا ہے: کتاب الاسامی والکنی (آٹھ اجزا میں)

کتاب[2] الضعفاء (دس اجزا میں) کتاب[3] المدلسین (پانچ اجزا میں) کتاب[4] اول من نظر فی الرجال وفحص عنهم (ایک جز میں) کتاب[5] الطبقات (دس اجزا میں) کتاب[6] من روی عن رجل لم یرہ (ایک جز میں) کتاب[7] علل المسند (تیس اجزا میں) کتاب[8] العلل لاسماعیل القاضی (چودہ اجزا میں) کتاب[9] علل حدیث ابن عُیینہ (تیرہ اجزا میں) کتاب[10] من لایحتج بحدیثہ ولایسقط (دو اجزا میں) کتاب[11] الکنی (پانچ اجزا میں) کتاب[12] الوھم والخطاء (پانچ اجزا میں) کتاب[13] قبائل العرب (دس اجزا میں) کتاب[14] من نزل من الصحابۃ سائر البلدان (پانچ اجزا میں) کتاب[15] التاریخ (دس اجزا میں) کتاب[16] العرض علی المحدث (دو اجزا میں) کتاب[17] من حدّث ثم رجع عنہ (دو اجزا میں) کتاب[18] یحیی وعبد الرحمان فی الرجال (پانچ اجزا میں) کتاب[19] سؤالاتہ یحیی (دو اجزا میں) کتاب[20] الثقات والمثبتین (دس اجزا میں) کتاب[21] اختلاف الحدیث (پانچ اجزا میں) کتاب[22] الاسامی الشاذۃ (تین اجزاء میں) کتاب[23] الاشربۃ (تین اجزا میں) کتاب[24] تفسیر غریب الحدیث (پانچ اجزا میں) کتاب[25] الاخوۃ والاخوات (تین اجزا میں) کتاب[26] من تعرف باسمہ دون اسم ابیہ (دو اجزا میں) کتاب[27] من یعرف باللقب (ایک جز میں) کتاب[28] العلل المتفرقۃ (تیس اجزا میں) کتاب[29] مذاھب المحدثین (دو اجزاء میں)

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے یہاں ان فہرست تصانیف میں اختصار سے کام لیا ہے تاکہ اس سے ان کے تبحر، تقدم اور کمال کا اندازہ کیا جاسکے۔ ص۲

۱۱- ان میں یحیی بن معین صاحب الجرح والتعدیل بھی ہیں۔

سمعت بکر بن محمد بن احمد الصیرفی یقول سمعت جعفر بن محمد بن کزال یقول......

اس اسناد میں جعفر بن محمد بن کزال کہتے ہیں کہ: میں مدینے میں یحیٰی بن معین کے ساتھ تھا کہ وہیں وہ مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ ان کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی

پر رکھ کر اٹھایا گیا اور ایک شخص آگے آگے یہ اعلان کرتا جاتا تھا کہ : یہ ہے وہ شخص جو جھوٹی حدیثوں کو چھانٹ کر الگ کیا کرتا تھا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال قال ثنا العباس بن محمد الدوری قال سمعت یحیی بن معین یقول سمعت یعقوب بن ابراهیم بن سعد عن ابیه قال اخبرنی من رأی بریدة بن سفیان یشرب الخمر فی طریق الری - قال یحیی بن معین.....

اسناد میں ہے کہ ایک شخص نے بریدہ بن سفیان کو رَے کے راستے میں شراب پیتے دیکھا۔ یحییٰ بن معین نے یہ سن کر کہا : محمد بن اسحاق نے بھی بُریدہ سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔ دراصل اہل مدینہ واہل مکہ نبیذ کو بھی خمر ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہماری معلومات یہ ہیں کہ بُریدہ کو رَے کے راستے میں نبیذ پیتے دیکھا تھا اور کہا یہ کہ میں نے انھیں خمر پیتے دیکھا ہے۔

یحییٰ سے پوچھا گیا کہ کم سے کم مہر کی کیا مقدار ہے ؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے اسود بن عامر نے ، ان سے ثوری نے ، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ حضورؐ نے ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ایک قرآنی سورت (کی تعلیم) پر بھی پڑھایا ہے۔

نیز ہم سے یونس بن محمد نے ، ان سے صالح بن رومان نے ، ان سے ابو زبیر نے اور ان سے جابر نے حضورؐ کی یہ حدیث بیان کی کہ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے ایک مٹھی غلے پر بھی نکاح کرے تو یہ مہر بن جائے گا۔

۱۲ - ان میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی بھی ہیں -

اخبرنا الحسن بن حلیم المروزی قال ثنا ابو عمر ونصر بن زکریا

صـ۴۳ قال ثنا اسحاق بن ابراهیم قال سألنی احمد بن حنبل عن حدیث الفضل بن موسی عن حدیث ابن عباس قال -

اس اسناد میں ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ : حضورؐ نماز میں گوشۂ چشم سے تو دیکھ

لیتے تھے لیکن پشت کی طرف گردن موڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ اسحاق بن ابراہیم نے جب یہ حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہا کہ اے ابو یعقوب! وکیع نے اس کے خلاف روایت کی ہے۔ اس پر احمد بن حنبل نے کہا: جب (حدیث کے) امیر المومنین ابو یعقوب حدیث بیان کریں تو خاموش رہ کر اسی سے تمسّک کرو۔

اخبرنا ابو زکریا العنبری قال ثنا احمد بن محمد بن الازھر قال سمعت ابی یقول سمعت اسحاق بن ابراھیم الحنظلی یقول......

اس اسناد میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ادریس کے پاس بیٹھا تھا اور اہل کوفہ اور اہل حجاز کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ نشہ آور چیز کا ذکر چھڑ گیا۔ حجازیوں نے اسے حرام بتایا اور اہل کوفہ نے اس کے جواز کی دلیلیں دینی شروع کیں۔ ایک کوفی نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے، ان سے سعید بن ذی لعوہ نے علی سے اس کے بارے میں رخصت و اجازت بیان کی ہے۔ اس پر حجازیوں نے کہا: تم لوگ نہ مہاجرین کا حوالہ دیتے ہو، نہ انصار کا اور نہ ان کی اولاد کا۔ قول لاتے ہو تو اندھوں، کانوں، لنگڑوں، چوندیوں اور بھینگوں کا۔

الزہری کہتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن سیار نے اور ان سے علی بن یونس نے ابوبکر بن عیاش کا یہ قول بیان کیا کہ جب میں ان لوگوں سے حدثنا ابوحصین کہتا ہوں تو یہ لوگ حدثنا ابو اسحاق عن سعید بن ذی لعوۃ کہتے ہیں۔ سعید بے حیا بے شرم تھا اور حضرت عثمانؓ پر سبّ و شتم کیا کرتا تھا۔

۱۳۔ ان میں محمد بن یحییٰ ذہلی بھی ہیں۔

سمعت ابا زکریا العنبری یقول سمعت ابا عمرو واحمد بن نصر یقولان..

اس سند میں ابو عمرو و احمد بن نصر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے محمد بن یحییٰ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے عبداللہ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ بولے: مجھے بخش دیا۔ پھر ہم نے پوچھا: آپ کی حدیث کا کیا حشر ہوا؟ کہا: اسے آبِ زر سے لکھا گیا اور علیین کی بلندی میں پہنچا دیا گیا۔

سمعت یحیی بن منصور القاضی یقول سمعت خالی عبد اللہ بن علی بن الجارود یقول سمعت محمد بن سھل بن عسکر یقول.....

اس اسناد میں محمد بن سہل بن عسکر کہتے ہیں کہ ہم لوگ احمد بن حنبل کے پاس تھے کہ محمد بن یحییٰ آ گئے۔ احمد نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔ پھر آپ نے اپنے فرزندوں اور دوسرے رفقاء سے کہا کہ ابو عبد اللہ کے پاس جا کر ان کی روایتیں لکھا کرو۔

اخبرنی محمد بن صالح بن ھانی قال ثنا ابو عمر المستملی قال ثنا محمد بن یحیی.......

اس اسناد میں ہے کہ محمد بن یحییٰ نے یہ حدیث بیان کی جس میں ہے۔ انہ لیغان علی قلبی اس کے معنی ان سے دریافت کئے گئے تو انھوں نے کہا کہ میں نے عفان کی زبانی یہ سنا ہے کہ انھوں نے عربوں سے دریافت کیا تو انھوں نے اس کے معنی بتائے۔ لیغطی علی قلبی یعنی میرے دل پر ایک پردہ سا آ جاتا ہے۔

محمد بن یحییٰ سے ایک حدیث کے اس فقرے کا مطلب پوچھا گیا کہ ھل رایت اللہ؟ (کیا حضورؐ نے اللہ کو دیکھا؟) تو انھوں نے جواب دیا کہ: کسی کے لیے اللہ تعالےٰ کو دیکھنا ممکن ہی نہیں۔ لیکن یہ دنیا میں ہے۔ آخرت میں اہل جنت اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔

مجھ سے میرے والد نے اور ان سے محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: میرے نزدیک ذکر مس کرنے کے بعد وضو مستحب ہے ضروری نہیں کیونکہ عبد اللہ بن بدر عن قیس بن طلق عن ابیہ حضورؐ کی حدیث میں ایسا ہی ہے۔

اخبرنا علی بن عیسی قال حدثنا ابو عمر قال ثنا محمد بن یحیی قال ثنا ابو نعیم قال ثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس اسناد میں حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ: ان اللہ حبس عن مکۃ القتل۔
(اللہ نے مکے سے قتل کو روک دیا۔) محمد بن یحییٰ نے کہا کہ: ابونعیم سے لفظ میں تصحیف ہوگئی ہے۔ وہ دراصل حبس عن مکۃ الفیل ہے یعنی اللہ نے مکے میں ہاتھی کو (داخل ہو کر غارتگری کرنے سے) روک دیا۔

۱۴۔ ان فقہائے حدیث میں محمد بن اسماعیل بخاری بھی ہیں۔

سمعت ابا الطیّب محمّد بن احمد المذکّر یقول سمعت ابا بکر محمد بن اسحاق یقول......

اس اسناد میں ابوبکر محمد بن اسحاق کہتے ہیں: اس آسمان کی چھت کے نیچے میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے زیادہ عالم حدیث کسی کو نہیں دیکھا۔

سمعت یحییٰ بن عمرو بن صالح الفقیہ یقول سمعت ابا العباس محمد بن عبد الرّحمٰن الفقیہ یقول.....

اس اسناد میں ابوالعباس محمد بن عبدالرحمان فقیہ کہتے ہیں کہ: اہل بغداد نے محمد بن اسماعیل کو یہ شعر لکھ کر بھیجا تھا۔ ؎

المسلمون بخیرٍ ما بقیت لھم ولیس بعدک خیر حین تفتقدُ

(آپ جب تک زندہ ہیں مسلمان خیر پر ہیں اور جب آپ نہ رہیں گے تو آپ کے بعد کوئی خیر نہ رہے گی)

حدثنی ابوسعید احمد بن محمد النسوی قال حدثنی ابوحسان مھیب بن سُلیم قال سمعت محمد بن اسماعیل البخاری یقول...... ص۷۵

اس اسناد میں محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: میں نیشاپور میں کسی معمولی مرض میں مبتلا ہوا۔ یہ ماہ رمضان تھا۔ اسحاق بن راہویہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ میری عیادت کو آئے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ: کیا آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ بولے: آپ کو یہ اندیشہ ہوگا کہ اگر اس رخصت کو قبول نہ کریں گے تو کمزور ہو جائیں گے۔

میں نے کہا، ہمیں عبدان نے، ان کو ابن مبارک نے اور ان کو ابن جریج نے بتایا کہ انھوں نے عطاء سے پوچھا کہ: میں کس قسم کے مرض میں افطار کر سکتا ہوں؟ عطاء نے جواب دیا: جس قسم کا بھی مرض ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن کان منکم مریضا (تم میں جو مریض ہو) بخاری کہتے ہیں کہ اسحاق (بن راہویہ) کو ابن جریج اور عطاء کے اس سوال وجواب کا علم نہ تھا۔

سمعت ابابکر محمد بن جعفر یقول سمعت محمد بن اسحاق یقول سمعت محمد بن اسماعیل البخاری یقول……

اس اسناد میں امام بخاری کہتے ہیں کہ: عالم کے سامنے قرارت کرنے کے متعلق ہمارے پاس صحیح روایت موجود ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ: کیا حضورؐ سے روایت ہے؟ کہا: ہاں — اس کے بعد بخاری نے ضمام بن ثعلبہ کا پورا واقعہ بیان کیا جس میں وہ حضورؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ نے آپ کو ہماری طرف بھیجا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ ہمیں حکم دیں کہ ہم دن اور رات کی نمازیں ادا کریں؟ فرمایا: ہاں۔

میں نے ابوسعید مؤذن کو، انھوں نے زنجویہ بن محمد کو اور انھوں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے سنا ہے کہ، کوفیوں کی سب سے عمدہ حدیث وہ ہے جو ابوزعراء نے عبداللہ کی زبانی بیان کی ہے۔ وہ یوں ہے: تمہارا نبیؐ (بروز حشر) اُٹھے گا تو وہ چار میں کا چوتھا ہوگا۔ وہ حدیث یوں ہے کہ: میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوگی۔

۱۵۔ ان میں ابوزرعہ عبید اللہ بن عبدالکریم بھی ہیں۔

سمعت اباحامد احمد بن محمد المقریٔ الفقیہ الواعظ یقول سمعت ابا العباس محمد بن اسحاق الثقفی یقول……

اس اسناد میں محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ: جب قتیبہ بن سعد رَے کی طرف گئے تو لوگوں نے ان سے حدیث بیان کرنے کی فرمائش کی مگر انھوں نے اس کی تعمیل نہ کی اور کہا کہ جب

میری مجلس میں احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوخیثمہ جیسے لوگ موجود ہوں تو میں تم سے حدیثیں بیان کر سکتا ہوں۔؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک غلام (نوجوان) ہے۔ وہ ساری حدیثیں زبانی بیان کر دے گا جو آپ نے ہر ہر مجلس میں سنائی ہیں۔ پھر کہا اے ابوزرعہ ذرا کھڑے تو ہو جاؤ۔ ابوزرعہ کھڑے ہوتے اور قُتیبہ بن سعد نے جتنی حدیثیں بیان کی تھیں وہ سب انھوں نے سنا دیں۔ اس کے بعد قُتیبہ نے حدیثیں سنائیں۔ ص۵۰،

میں نے ابوبکر بن عبدویہ ورّاق کو رَے میں، اور انھوں نے ابوجعفر محمد بن علی ساوی کو جو ابوزرعہ کے ورّاق (جلد بند) تھے یہ کہتے سنا کہ: میں، شہران میں ابوزرعہ کے پاس گیا۔ وہ اس وقت بازار میں تھے اور ان کے پاس ابوحاتم، محمد بن مسلم بن وارہ اور منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت تھی۔ ان لوگوں نے اس ارشادِ نبویؐ کا ذکر چھیڑا کہ لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ (اپنے مرنے والوں کو کلمۂ توحید کی تلقین کرو) ان لوگوں کو ابوزرعہ سے کچھ حجاب سا محسوس ہوا۔ اس لیے انھوں نے آپس میں کہا کہ: آؤ ذرا اس حدیث کی اصل معلوم کریں۔ ابوعبداللہ بن وارہ نے کہا: حدثنا الضحاک بن مخلّد ابوعاصم قال ثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح...... ابن وارہ اس سے آگے نہ بڑھ سکے اور باقی حضرات بھی خاموش رہے۔ تب ابوزرعہ نے وہیں بازار میں کہا: حدثنا بندار قال حدثنا ابوعاصم قال ثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرۃ الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... یعنی پوری سند یوں ہے جس میں حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنّت میں جائے گا اور مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ اس پر رحم فرمائے گا۔

۱۹۔ ان میں ابوحاتم محمد بن ادریس حنظلی بھی ہیں۔

ہم سے ابوالفضل محمد بن ابراہیم الہاشمی نے اور ان سے احمد بن سلمہ نے کہا: میں نے ابواسحاق اور محمد بن یحییٰ کے بعد ابوحاتم محمد بن ادریس سے زیادہ

حدیث کا حافظ اور معانی حدیث کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

اخبرنا ابوعبد الرحمٰن محمد بن عبد اللہ بن ابی الوزیر التاجر قال ثنا ابوحاتم الرازی قال ثنا الانصاری قال حدثنی حمید الطویل عن انس قال......

اس اسناد میں انس فرماتے ہیں کہ: اُمّ سُلیم کا ایک بچہ تھا جسے ابو عُمیر کہا جاتا تھا جب وہ آتا تو حضورؐ اس سے عموماً مزاح (دل لگی) فرماتے تھے۔ ایک دن وہ آیا۔ حضورؐ نے مزاح فرمایا مگر وہ اُداس سا نظر آیا۔ حضورؐ نے (انس سے) پوچھا: کیا بات ہے ابو عمیر اُداس کیوں ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی وہ بلبل مر گئی ہے جس سے یہ کھیلا کرتا تھا۔ حضورؐ اسے یوں آواز دینے لگے: یا ابا عُمیر ما فعل النُغیر؟ (اے ابو عمیر! تمھاری چڑیا کیا ہوئی؟) حدیث

ابوحاتم کہتے ہیں: اس میں علمی مسئلہ تو نہیں نظر آتا تاہم اس میں ایک تو یہ بات ہے کہ حضورؐ نے ایک بچے سے مزاح فرمایا۔ نیز اس میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے بچّے کو چڑیوں سے دلچسپی لینے سے منع نہیں فرمایا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ صاحب کنیت کی پیدائش سے پہلے ہی بچے کو کنیت سے یاد فرمایا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ مدینے کے وحشی جانوروں کے شکار سے نہیں روکا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے خدا کی ایک مخلوق یعنی پرندے کی تصغیر فرمائی (نُغَر کی بجائے نُغَیر فرمایا۔)

۱۷۔ ان میں ابراہیم بن اسحاق حربی بغدادی بھی ہیں۔

میں نے ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفّار کو اور انھوں نے ابراہیم بن اسحاق حربی کو ــــ جب کہ انھیں ایک حدیث عن حمید بن زنجویہ عن عبد اللہ بن صالح العجلی سنائی گئی ــــ شکر الٰہی کے لیے ہاتھ اُٹھا کر یہ کہتے سنا کہ: اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ میرے پاس بھی عن عبد اللہ عن صالح العجلی کا ایک مجموعہ ہے اور میرے پاس اس طریق (سند) کے سوا کوئی دوسرا طریق نہیں۔ میں اس سچائی پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ حاکم کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے ابوعبد اللہ الصفار سے

اس میں اتنا اضافہ بھی روایت کیا ہے کہ اس مجلس میں ایک شخص نے اُٹھ کر کہا کہ: اے ابو اسحاق! اگر آپ ایک نہ سنی ہوئی چیز کے متعلق یہ کہہ دیتے کہ میں نے سنا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اس ڈھنگ سے متوجہ نہ ہوتا۔

اخبرنا احمد بن جعفر الزاهد قال حدثنا ابراهيم بن اسحاق الحربي قال ثنا ابو بكر بن ابي الاسود قال ثنا حميد بن الاسود عن[1] هشام بن عروة عن ابيه عن سفيان بن عبد الله الثقفي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس چیز سے سیر ہونے کا اظہار کرے جو اسے ملی ہی نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے زُور کے دو کپڑے پہن رکھے ہوں — ابراہیم کہتے ہیں کہ اس میں ریا کاری سے روکا گیا ہے اور اس اسناد میں ایک علت ہے۔

یہی مضمون تین دوسری اسنادوں سے بھی مروی ہے جو یہ ہیں:

حدثنا عبيد الله بن عمر قال حدثنا حماد بن زيد ح وحدثنا موسى قال ثنا حماد بن سلمة عن[2] هشام بن عروة عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا على قال ثنا مبارك بن فضالة عن[3] هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ح وحدثنا موسى قال حدثنا
حدثنا حماد بن سلمة عن[4] هشام عن فاطمة عن اسماء عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ: ہشام بن عروہ سے یہ چاروں اقوال مروی ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ صحیح اس کا قول ہے جس نے هشام عن فاطمة عن اسماء بیان کیا ہے لیکن جس نے اسے هشام عن ابيه عن سفيان بن عبد الله بیان کیا ہے وہاں اس کا مقصد عبد اللہ بن سفیان ہے۔ (نہ کہ سفیان بن عبد اللہ)۔

یہی عبد اللہ بن سفیان ہیں جن سے یعلیٰ بن عطا ثقفی نے بھی روایت کی ہے۔

میں نے قاضی محمد بن صالح کو کہتے سنا ہے کہ: ادب، فقہ، حدیث اور زہد میں

بغداد نے ابراہیم بن اسحاق حربی جیسا کوئی دوسرا نہیں پیدا کیا۔ قاضی موصوف نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابراہیم کی ایک کتاب غریب الحدیث میں ہے جس سے پہلے اس فن میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

۱۸۔ ان میں مسلم بن حجاج قشیری بھی ہیں۔

حدثنا محمد بن ابراهیم الهاشمی قال حدثنا احمد بن سلمة قال سمعت الحسین بن منصور یقول سمعت اسحاق بن ابراهیم الحنظلی ونظر الی مسلم بن الحجاج فقال ......

اس اسناد میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے جو مسلم بن حجاج کو دیکھ چکے تھے (فارسی میں) کہا کہ: مرد کامل بود (وہ ایک کامل شخص تھے)

اخبرنی الحسین بن محمد الدارمی قال ثنا محمد بن اسحاق قال حدثنی مسلم بن الحجاج قال حدثنا یحیی بن ایوب قال ثنا عبد الله بن المبارک قال اخبرنا یونس بن یزید عن الزهری عن سهل بن سعد عن اُبی بن کعب قال ......

اس اسناد میں اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ: الماء من الماء (منی خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے) کا حکم ابتدائے اسلام میں ایک رخصت تھا۔ پھر یہ رخصت ختم کر دی گئی ـــ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن حجاج کو کہتے سنا ہے کہ عثمان بن عفان اور ابوسعید خدری کی حدیث جو ترک غسل کے بارے میں ہے۔ اکسل مندی سے متعلق ہے اور الماء من الماء ثابت ہے اور یہ حکم نبویؐ پہلے کا حکم ہے جو حدیث عائشہ اور حدیث ابوہریرہ سے منسوخ ہو گیا ہے۔ ان دونوں کی روایتوں میں حضورؐ کا ارشاد یوں ہے کہ: جب مرد عورت کے دست وپا کے درمیان بیٹھ جائے اور ختان ختان کو مس کر لے ـــ اور دوسری روایت میں ہے ختان ختان سے متجاوز ہو جائے اور ہشام کی روایت میں ہے جو ابوہریرہ سے ہے ثم جهدها اور روایت ص۷۹
سعید میں ہے ثم اجتهد اور یہ سب الفاظ معنوی حیثیت سے ایک ہی مقصد کی

نشاندہی کرتے ہیں یعنی حشفے کا فرج میں غائب ہوجانا۔ پس جب اس حرکت کا صدور دونوں (مرد و زن) کی طرف سے ہوگا تو دونوں پر غسل واجب ہوگا اور وہ دونوں اسی صورت میں یہاں تک پہنچیں گے جب مرد جہد و اجتهاد (کوشش) کرے گا۔

رہی وہ حدیث جو سہل بن سعد عن اُبی بن کعب مروی ہے یعنی الماء بالماء تو یہ حضورؐ کی طرف سے ایک رخصت تھی لیکن بعد میں غسل کا حکم دیا۔ زہری نے اسے سہل بن سعد سے نہیں سنا بلکہ یوں کہا کہ: مجھ سے بعض ایسے شخص نے جسے میں پسند کرتا ہوں اور ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا۔ غالباً زہری نے ابو حازم سے سنا ہے کیونکہ مبشر بن اسماعیل نے اسے عن ابی غسان محمد بن مطرف (وھو ثقة) عن ابی حازم روایت کیا ہے۔ خود مجھ سے محمد بن مہران رازی نے بھی اسی اسناد (یعنی مبشر الحلبی عن محمد ابی غسان عن ابی حازم عن سهل بن سعد عن اُبی بن کعب اسے روایت کیا ہے (نیز ہماری ایک سند میں بھی زہری کے یہی الفاظ ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جسے میں پسند کرتا ہوں۔ وہ اسناد یوں ہے: حدثنا هارون بن سعید قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث قال قال ابن شهاب وحدثني من ارضی عن سهل بن سعد الساعدی ان اُبی بن کعب حدثه۔

۱۹۔ ان میں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم عبدی بوشنجی بھی ہیں۔

میں نے ابو زکریا عنبری کو یہ کہتے سنا ہے کہ ۲۸۹ھ میں حسین بن محمد قبانی کے جنازے میں موجود تھا۔ ابو عبداللہ کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھایا گیا۔ انھوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو میں ان کی سواری لے کر آگے آیا۔ ابو عمرو خفاف نے اس کی لگام پکڑی اور ابو بکر محمد بن اسحاق نے رکاب تھامی۔ پھر ابو بکر جارودی اور ابراہیم بن ابی طالب نے ان کے کپڑے سمیٹ کر برابر کیے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوگئے اور کسی سے بھی انھوں نے کوئی بات نہ کی۔

میں نے ابوعمرو بن ابی جعفر مقری کو اور انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو یہ کہتے سنا کہ: اگر ابوعبد اللہ بوشنجی میں علم کا بخل نہ ہوتا تو ایسی حالت میں جب کہ وہ تعلیم دے رہے تھے ہیں مصر کی طرف نہ جاتا۔

میں نے ابوبکر محمد بن جعفر مزکی کو اور انھوں نے عبد اللہ بوشنجی کو یہ کہتے سنا کہ: حدیث نبوی البذاء من الجفاء (فحش گوئی ایک قسم کی جفا ہے) میں بذاء، بذاذۃ سے بالکل مختلف چیز ہے۔ بذاء بَذِیَٔ اللسان سے ہے جس کے معنی ہیں، فواحش اور بہتان طرازی میں زبان درازی کرنا اور بَذاذت تو وہ چیز ہے جس کو حضورؐ نے ایمان کا جز قرار دیا ہے۔ بذاذت کے معنی ہیں لباس اور بستر کا پرانا اور معمولی ہونا۔ یہ بھڑکیلے اور قیمتی لباس و بستر کے مقابلے میں ایک تواضع و انکسار ہے اور یہ دنیا میں اہل زہد کا لباس ہے۔ بَذُّ الهیئة کے معنی ہیں لباس کا پرانا اور بوسیدہ ہونا۔

سمعت ابا زکریا العنبری یقول سمعت ابا عبد الله البوشنجی وحدثنا عن یحییٰ بن بکیر عن ضمام بن اسماعیل عن ابی قبیل المعافری عن عبد الله بن عمرو ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: تهادَوا تحابُّوا۔

اس اسناد سے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: آپس میں ایک دوسرے کو ہدایا بھیجا کرو۔ اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے ـــ ابوعبد اللہ نے بتایا کہ تحابُّوا حرف ب کے شد سے ہے جس کا مصدر حُبّ ہے۔ تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے گا تو مُحاباۃ سے مشتق ہو جائے گا (جس کے معنی ہیں طرفداری کرنا)

۲۰ ۔ ان میں عثمان بن سعید دارمی (یہ دراصل ابوعبد اللہ محمد بن ابراہیم عبدی کے تذکرے سے پہلے ہے) بھی ہیں۔

میں نے ابوعبد اللہ محمد بن عباس ضبی کو اور انھوں نے ابوالفضل بن اسحاق کو یہ کہتے سنا ہے کہ: عثمان بن سعید جیسا شخص نہ میں نے دیکھا ہے اور نہ خود انھوں نے اپنے جیسا کوئی آدمی دیکھا ہوگا۔ انھوں نے ادب ابن اعرابی سے حاصل کیا۔ فقہ ابوایوب بویطی

سے اور حدیث یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی سے حاصل کی اور ان سب علوم میں وہ دوسروں سے آگے تھے۔

حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی قال ثنا عثمان بن سعید الدارمی قال ثنا نعیم بن حماد عن ابن المبارک عن سفیان عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمان بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ان ......

اس اسناد میں براء ابن عازب بیان کرتے ہیں کہ: حضورؐ (نماز میں) جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا اوپر اٹھاتے کہ کانوں کے قریب انگوٹھے دکھائی دیتے۔ میں (حاکم) نے ابو الحسن کو اور انھوں نے عثمان بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ: ثوری، زہیر اور ہشیم کی روایتوں میں یہ ذکر نہیں کہ حضورؐ رکوع کے وقت بھی ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ انھوں نے صرف یہ بتایا کہ حضورؐ کس طرح اور کہاں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس میں دوبارہ رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں۔ جس طرح اس میں حضورؐ کی قراءت، رکوع، سجود اور سلام پھیرنے کی کیفیتوں کا ذکر نہیں۔ یزید بن ابی زیاد سے جو روایت اوپر گزری ہے۔ دل اس کی صحت کی طرف مائل ہوتا ہے، ہم سے علی بن مدینی نے، ان سے سفیان نے اور ان سے یزید بن ابی زیاد تابعی نے مکے میں بیان کیا کہ جب ہم لوگ کوفے میں گئے تو وہ یوں کہہ رہے تھے کہ حضورؐ نے رفع یدین کیا لیکن اس کا اعادہ نہیں کیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ بس لوگ اسی بات کی تلقین کرنے لگے۔ میں نے احمد بن حنبل سے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ: یہ حدیث جو ان سے مروی ہے، صحیح نہیں، میں نے یحییٰ بن معین کو یزید بن ابی زیاد کو ضعیف قرار دیتے سنا ہے — عثمان بن سعید کہتے ہیں کہ: اگر براء بن عازب کی یہ روایت صحیح ہے کہ حضورؐ صرف پہلی بار (تکبیر اولیٰ کے وقت) ہی ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوسرا کہتا ہے کہ حضورؐ رفع یدین کا اعادہ بھی فرماتے تھے۔ تو دونوں حدیثوں میں اَولیٰ اس کی روایت ہوگی جس نے دیکھ کر روایت کی ہو کیونکہ وہ مشاہدۂ عینی اور یادداشت کی مدد سے ہی روایت کر سکتا تھا اور جو یہ

کہتا ہے کہ میں نے دیکھا نہیں تو وہاں اس بات کا امکان ہے کہ حضورؐ نے اعادہ فرمایا ہو مگر اس نے نہ دیکھا ہو۔

۲۱ - ان میں ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی بھی ہیں۔

میں نے ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ کو، انھوں نے عبیداللہ بن محمد بن مسلم کو اور انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم مصری کو یہ کہتے سنا کہ محمد بن نصر مروزی جب ہم مصریوں کی نگاہ میں امام ہیں تو خراسان میں ان کا کیا مقام ہوگا!

اخبرنا ابو عبد اللّٰه محمد بن یعقوب قال ثنا اسماعیل بن قتیبة قال سمعت ابا حامد احمد بن محمد بن سعید الصیدلانی جار اسحاق یقول سمعت اسحاق بن ابراھیم الحنظلی یقول......

اس اسناد میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی کہتے ہیں کہ: ہمارے زمانے میں اگر کوئی محکمہ قضا کا اہل ہوتا تو وہ ابوعبداللہ مروزی ہوتے۔ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب کہتے ہیں: ہم نے اسماعیل بن قتیبہ کو کہتے سنا کہ محمد بن یحییٰ سے متعدد بار کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے یہ کہا کہ ابوعبداللہ مروزی سے دریافت کرو۔

میں نے ابومحمد ثقفی کو اور انھوں نے اپنے دادا کو یہ کہتے سنا کہ: میں ابوعبداللہ ص۲۵
مروزی کی صحبت میں چار سال رہا ہوں۔ لیکن اس پوری مدت میں میں نے ان سے غیر علمی بات نہیں سنی۔ صرف ایک بار ایسا ہوا کہ ان کے والد (دوسرے نسخے میں ہے فرزند) اسماعیل کے متعلق جو ان سے کچھ حاصل نہ کرتے تھے کہا گیا کہ: کاش آپ ان کو نصیحت کرتے یا ڈانٹتے۔ ابوعبداللہ نے اپنا سر اٹھا کر کہا: میں اس کی اصلاح کی خاطر اپنی مروت میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابوعبداللہ مروزی کے فضائل و مناقب بہت ہیں۔ وہ تو خراسان کے امام الحدیث ہیں۔ فقہ حدیث میں ان کی باتیں اتنی ہیں کہ ان سب کا تذکرہ ممکن نہیں۔ ان کی تصانیف تمام ممالک اہل اسلام میں مشہور ہیں۔ ان کا مجموعہ چھ سو اجزا سے زیادہ ہی ہوگا۔ صرف ہمارے پاس ان کے جو مسموعات ہیں وہ تو اجزاء

سے زیادہ ہیں۔

۲۲۔ ان میں ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی بھی ہیں۔

میں نے ابوعلی حافظ کو بارہا ان چار ائمۂ اہلِ اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے جن کو انھوں نے دیکھا ہے وہ ہمیشہ آغاز ابوعبدالرحمان کے ذکر سے کرتے تھے۔

میں نے جعفر بن محمد بن حارث کو اور انھوں نے مأمون مصری حافظ کو یہ کہتے سنا کہ: ہم لوگ ایک بار ابوعبدالرحمان کے ساتھ ایک کھانے پر طرسوس کی طرف گئے۔ وہاں مشائخ اسلام کی ایک جماعت یکجا ہوگئی۔ حفاظ حدیث میں عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ابراہیم مربع، ابوالاذان اور کیلجہ وغیرہ موجود تھے۔ اب سبھوں نے مشورہ کیا کہ ان شیوخ میں منتخب شخصیت کس کی ہے ۔ نتیجے میں ان سبھوں نے لکھ کر اپنا اجماعی فیصلہ ابوعبدالرحمان نسائی کے حق میں دیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: فقہہ حدیث میں ابوعبدالرحمان کی باتیں اتنی ہیں کہ یہاں ان سب کا تذکرہ دشوار ہے۔ جس نے ان کی کتاب سنن نسائی پر غور کیا ہے وہ ان کے حسن کلام سے متحیر ہو کر رہ گیا حالانکہ ہمارے نزدیک یہ کتاب مسموع نہیں ہے۔ ابوعبدالرحمان میں جو فضائل یکجا تھے انہی کے طفیل انھیں آخر عمر میں درجۂ شہادت نصیب ہوا۔ مجھ سے محمد بن اسحاق اصبہانی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے مشائخ کو مصر میں یہ ذکر کرتے سنا ہے کہ ابوعبدالرحمان نے اپنے آخری حصۂ عمر میں مصر کو خیرباد کہا اور دمشق چلے گئے۔ وہاں ان سے معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے متعلق روایاتِ فضائل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ: لا یرضی معاویۃ ما أسا بو أس حتی یفضل؟ معاویہ کسی کی ہمسری سے اس وقت تک خوش نہیں ہوتے جب تک انھیں افضل نہ بتایا جائے۔ پس لوگوں نے ان کے پیٹ میں دھکے دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مسجد سے باہر کر دیئے گئے اور رملہ پہنچا دیئے گئے جہاں ۳۰۳ھ میں وفات پائی اور مکے میں مدفون ہوئے۔ ص ۸۳

میں نے علی بن عمر حافظ کو متعدد بار یہ کہتے سنا ہے کہ: ابوعبدالرحمان اپنے دور کے

تمام قابل ذکر علمائے حدیث پر تقدم رکھتے ہیں۔

۲۳۔ ان میں ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بھی ہیں۔

میں نے ابوبکر محمد بن علی فقیہہ شاشی کو، انھوں نے ابوبکر صیرفی کو اور انھوں نے ابوالعباس بن سریج کو ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا ذکر کرکے یوں کہتے سنا ہے کہ: وہ تو حدیث نبویؐ سے یوں نکات پیدا کرتے ہیں جیسے کوئی اپنے موئے قلم سے نقش و نگار سجاتا ہو۔

میں نے ابو احمد حافظ کو اور انھوں نے حاکم ابوالحسن سنجانی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: مجھے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے مسائل حج پر غور کرنے کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ یہ ہے وہ علم جسے ہم لوگ اچھی طرح نہیں جانتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میرے پاس اس امام کے فضائل میں بہت سے اوراق کا مجموعہ ہے جس کو پیش کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان کی تصنیفات ایک سو چالیس سے متجاوز ہیں جو مسائل کے علاوہ ہیں۔ ان کے تصنیف کردہ مسائل سو اجزاء سے زیادہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف فقہ حدیث بریرہ تین اجزاء میں اور مسئلۂ حج پانچ اجزاء میں ہیں۔

میں یہاں ان کے بعض دقیق نکات بیان کروں گا جن کی طرف امام فقہائے عصر ابوالعباس بن سریج نے اشارہ کیا ہے۔ اس سے ان کے بہت سے علوم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ابو عمرو مستملی کی ایک تحریر پڑھی ہے۔ ان کی صـ۸۳
وفات ابوبکر کی وفات سے کچھ اوپر تیس سال قبل ہو چکی تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے حدیث نبویؐ من صام الدھر ضیقت علیہ جھنم (جو ہمیشہ روزہ رکھے گا اس پر جہنم تنگ ہو جائے گی۔) کا مطلب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ: یہاں "علیہ" کے معنی "عنہ" ہونا چاہیئے تاکہ دخول دوزخ کا مفہوم نہ پیدا ہو کیونکہ جو اللہ کے لیے کوئی عمل طاعت کرے گا۔ اس کا درجہ اللہ کے ہاں بلند ہوگا۔ اس پر اللہ کی نوازش ہوگی اور اسے قرب الٰہی حاصل ہوگا۔

میں نے محمد بن صالح ہانی کو اور انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کو یہ کہتے سنا کہ ، جو شخص یہ اقرار نہیں کرتا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے اور سات آسمانوں کے اوپر مستوی ہے ۔ وہ اپنے رب کا منکر و کافر ہے ۔ اس سے توبہ کرانی چاہئیے اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی ۔ اسے کسی ایسے گھورے (کوڑے کرکٹ) پر ڈال دیا جائے گا جہاں اس کی لاش کی بدبو سے اہل اسلام اور اہل معاہدہ کو اذیت نہ پہنچے ۔ اس کا مال مال فئے ہوگا جس کا کوئی مسلمان وارث نہ ہوگا کیونکہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ۔

حدثنی الحسین بن محمد الدارمی قال ثنا ابوبکر الامام قال ثنا البوسی قال ثنا عبدالصمد قال ثنا شعبة عن خالد عن الحسن عن امه عن ام سلمة ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال.....

اس اسناد میں حضورؐ کا ایک ارشاد یوں ہے کہ : عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا ۔۔۔ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے بھی امیر المومنین علی بن ابی طالب سے ان کی خلافت کے بارے میں جھگڑا کیا وہ باغی ہے ۔ ہمارے مشائخ اسی پر قائم ہیں اور یہی عقیدہ ابن ادریس کا بھی ہے ۔

میں نے ابوسعید بن ابی بکر بن ابی عثمان کو اور انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو یہ کہتے سنا کہ ان سے اس ارشاد نبوی ؐ ۔۔۔ کہ جنت و دوزخ نے آپس میں مکالمہ کیا تو جنت نے کہا کہ میرے اندر ضعیف لوگ داخل ہوں گے ۔۔۔ کے متعلق پوچھا گیا کہ ضعیف سے کون مراد ہے ؟ انھوں نے کہا جو شخص ہر روز بیس بار سے لے کر پچاس بار تک (لا حول ولا قوة ...... الخ) پڑھ لیا کرے ۔

میں نے ابوزکریا عنبری کو اور انھوں نے محمد بن اسحاق کو یہ کہتے سنا کہ : اگر حضورؐ کی صحیح حدیث موجود ہو تو کسی اور کا قول اس کے ساتھ پیش کرنا روا نہیں ۔ میں نے ابوہشام رفاعی سے یحییٰ بن آدم کا یہ قول سنا ہے کہ حضورؐ کے قول کے ساتھ کسی اور قول کی ضرورت ہی نہیں ۔ "سنت رسول و ابوبکر و عمرؓ" کا جو لفظ بولتے ہیں وہ صرف

یہ بتانے کے لیے ہے کہ حضورؐ کی وفات جس سنت (طریقے) پر ہوئی وہ یہ سنت تھی، (جس پر شیخین قائم رہے)

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے اس باب (ذکر فقہائے حدیث) میں بہت اختصار سے کام لیا ہے اور اپنے ان بہت سے ائمہ کے نام نہیں لکھے ہیں جن کا یہاں ذکر ہونا چاہیے تھا۔ مثلاً ابوداؤدؒ سجستانی، محمدؒ بن عبدالوہاب عبدی، ابوبکرؒ جارودی، ابراہیمؒ بن ابی طالب، ابوعیسیٰؒ ترمذی، موسیٰؒ بن ہارون بزاز، حسنؒ بن علی معمری، علیؒ بن حسین الجنید، محمدؒ بن مسلم بن وارہ، محمدؒ بن عقیل بلخی وغیرہم۔

علم حدیث کی اکیسویں قسم

یہ ہے ناسخ اور منسوخ حدیثوں کا علم۔ ہم انشاء اللہ یہاں چند احادیث کا ذکر کریں گے تاکہ باقی بہت سی احادیث کو ان پر قیاس کیا جاسکے۔

اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار قال ثنا احمد بن مهدی بن رستم قال ثنا مؤمل بن اسماعیل قال ثنا شعبة عن عمرو بن دینار عن یحیٰی بن جعدة عن عبد اللہ بن عمرو القاری عن ابی ایوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال....

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس چیز کو آگ متغیر کردے۔ اس کے (استعمال کے) بعد وضو کر لو۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اس کی ناسخ حدیث یوں ہے:۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن عوف قال ثنا علی بن عیاش قال ثنا شعیب بن ابی حمزة عن محمد بن المنکدر عن جابر قال:

اس اسناد میں جابر فرماتے ہیں کہ: حضورؐ کا آخری حکم آگ کی پکی ہوئی چیز کے بعد وضو نہ کرنا ہے۔

وحدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا ابراهیم بن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی لیلی عن البراء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال.....

نیز اس اسناد میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ غنم (بھیڑ بکری) کا گوشت کھانے

کے بعد وضو نہ کرو۔

وحدثنا ابوبکر بن اسحاق الفقیہ قال اخبرنا بشر بن موسیٰ قال ثنا الحمیدی قال ثنا سفیان قال ثنا ابن المنکدر وعبداللہ بن محمد بن عقیل وعمرو وعن جابر بن عبداللہ انّ.....

اس اسناد میں بھی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے روٹی اور گوشت کھاکر نماز ادا فرمائی اور وضو نہیں کیا۔

دوسری منسوخ حدیث: اخبرنا ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال ثنا سعید بن مسعود قال ثنا النضر بن شُمیل قال اخبرنا شعبۃ عن الحکم قال سمعت ابن ابی لیلیٰ یحدث عن عبداللہ بن عُکیم قال:

اس اسناد میں عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ: ہمیں حضورؐ کا ایک مکتوب پڑھ کر سنایا گیا کہ مردار کی کھال یا پٹھوں سے کوئی فائدہ نہ حاصل کرو ــــ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس کی ناسخ حدیث یوں ہے: حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا الربیع بن سلیمان قال ثنا بشر بن بکر قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی الزہری عن عُبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس انّ......

اس اسناد میں ابن عباس فرماتے ہیں کہ: حضورؐ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم اس کی جِلد سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو مردار ہے (ذبیحہ نہیں) حضورؐ نے فرمایا: اس کا صرف کھانا حرام ہے۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث مختلف اسنادوں سے مروی ہے لیکن صحیح عن ابن عباس عن میمونۃ ہے۔ مالک بن انس وغیرہ نے زہری سے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

تیسری منسوخ حدیث:

اخبرنا الحسین بن الحسن بن ایوب الطوسی قال ثنا ابو حاتم الرازی قال ثنا ابوالیمان قال حدثنا اسماعیل بن عیاش قال ثنا عبدالعزیز بن عبید اللہ بن حمزۃ بن صہیب عن وھب بن کیسان ونعیم بن عبد اللہ المجمر عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال......

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: جو (مچھلی) پانی سے نکالی جائے اسے کھاؤ اور جو سطح آب پر تیرتی ہوئی پاؤ[1] اسے نہ کھاؤ۔ اس کی ناسخ حدیث یوں ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا مالک عن صفوان بن سلیم عن سعید بن سلمۃ ان المغیرۃ بن ابی بردۃ اخبرہ انہ سمع اباھریرۃ یقول:

اس سند میں ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے حضورؐ سے سوال کیا، کہ یارسول اللہ! ہم لوگ سمندری سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ پانی تھوڑا ہوتا ہے، اگر اس سے وضو کریں تو پیاسے رہیں تو کیا سمندر کے (کھاری) پانی سے وضو کر لیا کریں؟ حضورؐ نے فرمایا، سمندر کا پانی طہور (پاک کرنے والا) ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

چوتھی منسوخ حدیث: اخبرنا عبد اللہ بن محمد الفاکھی بمکۃ قال ثنا عبد اللہ بن احمد بن ابی میسرۃ قال ثنا عبد اللہ بن یزید المقرئ عن اللیث عن نافع عن ابن عمرؓ......

اس اسناد میں ہے کہ: تم میں سے کوئی شخص قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔ اس کی ناسخ حدیث یوں ہے: اخبرنا احمد بن جعفر القطیعی قال ثنا شعبۃ عن عمرو بن دینار عن عطاء عن جابر بن عبد اللہ قال......

---

[1] جو مچھلی شکار کئے بغیر کسی وجہ سے مر جاتی ہے وہ پانی کے اوپر آجاتی ہے۔ اسی کو طافیہ کہتے ہیں۔

اس اسناد میں جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے اور قربانی کا گوشت زادِ راہ کے طور پر مدینے تک لائے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ: ہم نے تم کو قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا۔ اب تم اسے کھا بھی سکتے ہو اور بطور زادِ راہ کے رکھ بھی سکتے ہو۔

پانچویں منسوخ حدیث: اخبرنا ابو الحسن علی بن محمد بن عقبۃ الشیبانی بالکوفۃ قال ثنا ابراھیم بن اسحاق الزھری قال ثنا محمد بن عبید عن عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:

اس اسناد میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: مُردے پر اس کے وارثوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس روایت کو یحییٰ بن سعید نے بھی حضرت عمرؓ سے بیان کیا ہے۔ اس کی ناسخ حدیث یہ ہے: اخبرنا ابو بکر بن ابی نصر الدارَبُردی بمرو قال ثنا احمد بن محمد بن عیسی القاضی قال ثنا القعنبی عن مالک عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر عن امہ عمرۃ انہا اخبرتہ انہا سمعت عائشۃ و ذکر لہا ان عبد اللّٰہ بن عمر......

اس اسناد میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے یہ ذکر آیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مردے پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمان (ابن عمر) کی مغفرت فرمائے۔ انھوں نے جھوٹ نہیں بولا مگر ان سے بھول اور غلطی ہو گئی ہے۔ بات یوں ہے کہ حضورؐ ایک یہودیہ (کی میت) کے پاس سے گزرے جس پر لوگ رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ: یہ لوگ رو رہے ہیں اور اس پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے[1]۔

---

[1] میری رائے میں یہ مثال چسپاں نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کوئی ناسخ حدیث نہیں پیش کی (باقی حاشیہ صفحہ ۵۲ پر دیکھیں)

(یہ دو الگ الگ باتیں ہیں جن کو ابن عمر نے علت و معلول سمجھ لیا)

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے چند مثالیں پیش کی ہیں جو اپنے سے پہلے کی حدیثوں کی ناسخ ہیں۔ اس طرح کی بہت ساری حدیثیں ہیں جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۸) بلکہ عبداللہ بن عمر کی ایک غلط فہمی کی اصلاح ہے۔ دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہ نے قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا۔ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا)

علمِ حدیث کی بائیسویں قسم

یہ ہے متنِ حدیث کے غریب الفاظ کا علم۔ (غریب لفظ وہ ہے جو بہت کم استعمال ہونے کی وجہ سے غیر مانوس ہو اور عام فہم نہ ہو (مترجم) اس موضوع پر اتباع تابعین کی ایک جماعت نے مثلاً مالک، ثوری اور شعبہ اور ان کے بعد کے لوگوں نے بحث کی ہے۔ اسلام میں غریب الفاظ کے موضوع پر سب سے پہلی تصنیف نضر بن شمیل کی ہے۔ ہمارے پاس اس فن میں ان کی ایک کتاب جو بلا سماع ہے (یعنی اس میں لفظ کے لیے اسناد نہیں) اس کے بعد ابو عبید قاسم بن سلّام نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو تین واسطوں کی اسناد سے ہم تک پہنچی ہے یعنی اخبرنا محمد بن محمد بن الحسن قال ثنا علی بن عبد العزیز قال ثنا ابو عُبید۔

مجھ سے ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس بن سلمہ عنبری نے اور ان سے ابو الحسن علی بن محمد ہروی نے ہلال بن علاء رقی کا یہ قول بیان کیا: کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار آدمیوں کے ذریعے بڑا احسان فرمایا ہے جو یہ ہیں: فقہ احادیث میں امام شافعی، غرائب احادیث کی تفسیر میں ابو عبید جھوٹی حدیثوں کو چھانٹ کر الگ کرنے میں یحییٰ بن معین اور احکام نبوی کو نکھار کر موکد کرنے میں احمد بن حنبل۔ اگر یہ چاروں نہ ہوتے تو اسلام بھی رخصت ہو جاتا۔

حاکم کہتے ہیں: ابو عبید کے بعد غرائب پر کچھ اور لوگوں کی بھی تصانیف ہیں مثلاً علی بن مدینی، ابراہیم بن اسحاق حربی اور عبد اللہ بن مسلم قتیبی وغیرہ اور ہمارے بعض معاصر کی بھی تصنیفات ہیں۔ اب ہم بتوفیق الٰہی یہاں ان احادیث کا ذکر کریں گے جن کا صـ۸۸

ان لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ اس سے دوسری احادیث کا اندازہ ہو سکے گا۔

۱۔ قصۂ حدیبیہ میں حدیث انس کا ایک لفظ ہے۔ اَعطِه الحُذَیا۔ میں نے ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ: حُذیّا کے معنی خوش خبری کے ہیں۔ عرب کا محاورہ ہے حَذَوتہ بالحُذیّا یعنی میں نے اسے اچھی خوش خبری پہنچائی۔

۲۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال ابو اسامة قال ثنا عامر بن عبیدة الباهلی قال ثنا ابو المليح الهذلی عن ابیه قال۔

اس اسناد میں ابو الملیح ہذلی اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے کہ بُغَیش آ پہنچا۔ اس وقت ہم لوگ سفر میں تھے۔ پھر حضورؐ کے ایک منادی نے یہ صدا لگائی کہ: جو چاہے وہ اپنی قیام گاہ کے اندر ہی نماز ادا کرلے۔ ابوعبداللہ حاکم کہتے ہیں کہ میں نے ادیبوں سے بُغیش کے معنی دریافت کئے تو انھوں نے بتایا کہ عرب بُغشہ اور بُغیش بارش کو کہتے ہیں۔

اخبرنا ابو احمد اسحاق بن محمد بن خالد شیرویه بن بهرام الهاشمی بالکوفة قال ثنا احمد بن حازم بن ابی غَرَزَة قال ثنا خالد بن مخلّد القطوانی قال ثنا معاویة بن ابی مزرّد عن ابیه عن ابی هريرة قال......

اس اسناد میں ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ: حضورؐ حسین بن علی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پائے مبارک کے تلوں پر رکھ کر اوپر اٹھا لیتے تھے اور فرماتے تھے: حُزُقّه حُزُقّه، ترقَّ عینَ بَقّه۔ اللهم انی اُحبّه فاَحِبّه واَحِبَّ من یُحِبّه۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے ادیبوں سے اس حدیث کے معنی دریافت کیے تو انھوں نے بتایا کہ حُزُقّه اس خرد سال بچّے کو کہتے ہیں جس کے قدم بہت چھوٹے چھوٹے پڑتے ہوں اور عین بقّہ کا مطلب ہے پِسّو یا گنگی کی آنکھ جو سب سے زیادہ چھوٹی

چیز ہوتی ہے (یہ چھوٹے بچے کے بہت مختصر ہونے کے اظہار کا ایک انداز ہے (مترجم)
بعض راویوں نے مجھے بتایا کہ یہاں بُقّہ سے مراد حضرت فاطمہؓ ہیں۔ گویا حضورؐ جناب حسینؓ کو اس وقت یوں فرماتے کہ اے بُقّہ (فاطمہؓ) کی آنکھ کی ٹھنڈک اوپر ہو جا۔ واللہ اعلم (اگر یہ تاویل میرے نزدیک زیادہ موزوں نہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمہ اتنی مختصر نہ تھیں کہ انھیں بقّہ سے تشبیہہ دی جاتی (مترجم)

۴- میں نے ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری سے حضورؐ کے ارشاد ــــ المعتکف معکّف الذنوب (اعتکاف کرنے والا گناہوں کو قید کیے رہتا ہے۔) کا مطلب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ: معتکف کے معنی ہیں خود قید ہو جانے والا اور معکوف کے معنی قید کیا ہوا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے: الھدیَ معکوفاً (قربانی کا جانور روک لیا گیا) معکوف کے معنی محبوس ہیں۔ عثمان بن عطار کا یہ قول مروی ہے کہ: معتکف ایسا ہوتا ہے جیسے مقروض سے چمٹا رہنے والا قرض خواہ۔ پس اپنے گناہوں کے لیے اعتکاف کرنے والا ایسا ہے جو اپنے آقا کی چوکھٹ سے چمٹا ہوا ہو اور یہ کہہ رہا ہو کہ میں تیرے در سے اس وقت تک نہیں ٹلوں گا جب تک تو رحم فرما کر مجھے معاف نہ کر دے اور وہ اس کے در سے ذرا دیر کے لیے بھی جدا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ معتکف کو اختلاطِ زوجات سے روک دیا گیا ہے کیونکہ ایسا شخص دعا کی مشغولیت کو چھوڑ کر عورتوں سے دلچسپی لینے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے: ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ (جب تم مسجدوں میں معتکف ہو تو عورتوں سے اختلاط نہ کرو) یہاں مباشرت سے مراد جنسی اختلاط ہے جیسا کہ اس سے پہلے فرمایا ہے: فالٰئن باشروھن یعنی اب تم رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں سے جنسی اختلاط کر سکتے ہو۔ یہاں غیر معتکف روزے دار کے لیے جنسی اختلاط مباح ہے اور اعتکاف میں ممنوع ہے۔ (اعتکاف کے معنی اگرچہ احتباس یعنی قید ہو جانے کے ہیں لیکن چونکہ احتباس میں ایک ناخوشگوار پہلو موجود ہے اس لیے . . . لوگ لفظ احتباس سے بدشگونی اور لفظ اعتکاف سے نیک فال لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زنِ آزاد کے لیے "مہر" اور کنیز کے لیے "ثمن" (قیمت) بولتے

ہیں یا مرد سے کا وصی اور زندوں کا وکیل ہوتا ہے یعنی ومفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

۵ - سمعت ابا زکریا العنبری یقول حدثنا احمد بن خالد الدامغانی قال ثنا ہشام بن عمار قال ثنا صدقة قال ثنا عثمان بن ابی العاتکة عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: تم یہ علم حاصل کرو قبل اس کے کہ یہ مٹ جائے اور قبل اس کے کہ یہ اٹھا لیا جائے۔ پھر حضورؐ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا کہ عالم اور متعلم دونوں اس خیر میں برابر کے شریک ہیں اور اس (علم کے ختم ہونے) کے بعد لوگوں میں کوئی خیر نہیں رہے گی۔

ابوزکریا اس کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ عالم اور متعلم اجر و ثواب میں اسی طرح برابر ہیں جس طرح دعا کرنے والا اور اس پر آمین کہنے والا دونوں یکساں شریک ہوتے ہیں۔ قصہ موسیٰؑ و ہارونؑ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قد اجیبت دعوتکما (تم دونوں کی دعا قبول ہو گئی) چنانچہ: صلا ۹۱

حدثنا محمد بن عبد السلام قال ثنا اسحاق بن ابراھیم قال ثنا ابو نعیم قال ثنا ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیة قال:

اس اسناد میں ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ: قد اجیبت دعوتکما اس لیے کہا گیا کہ دعا تو حضرت موسیٰؑ نے کی اور آمین حضرت ہارون نے کہی۔[1]

۶ - میں نے ابوعمر محمد بن عبد الواحد الزاہد رفیق ثعلب کو اور انھوں نے ثعلب کو، انھوں نے ابونصر کو اور انھوں نے اصمعی کو یہ کہتے سنا کہ: عرب لَقِسَتْ نفسی بولتے ہیں بمعنی، غَثَتْ۔ ثعلب کہتے ہیں اسی لفظ کے مطابق حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: تم میں سے کوئی "خَبُثَتْ نفسی (میرا دل خراب ہو گیا) نہ کہے بلکہ لَقِسَتْ نفسی (میرا دل تنگ ہو گیا) کہا کرے" ہم سے ابوعمر نے اور ان سے ثعلب نے ابن اعرابی کا یہ قول بیان کیا کہ: عرب لقست نفسی

---

[1] معلوم نہیں اس میں کون سا غریب لفظ حل کیا گیا ہے۔

بمعنی ضاقت (تنگ ہو گیا) بولتے ہیں۔ ثعلب کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ابن اعرابی کا قول (اصمعی کے قول سے) زیادہ بہتر ہے کیونکہ دل میں کسی بات سے ضیق (تنگی) پیدا ہوتا ہے۔ غثیان نہیں ہوتا۔ غثیان (متلی) تو ایک طرح کی جسمانی تکلیف ہے۔

۷۔ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کی تحریر میں محمد بن عبدالوہاب کا یہ بیان پڑھا ہے کہ: میں نے علی بن عثام سے پوچھا کہ: (بعض صحابہ کو) نقبا کیوں کہا گیا؟ انھوں نے کہا کہ نقیب ضامن کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں[1] نے اپنی قوم کے اسلام لانے کی ضمانت دی تھی اس لیے ان کو نقبا کہا گیا۔

۸۔ حدثنا مکی بن بندار الزنجانی عن بعض مشائخہ عن ابی العیناء قال ثنا الاصمعی عن ابی عمرو بن علاء عن ابیہ عن جدہ قال سمعت علیا یقول:

طوبی لمن کانت لہ مزخہ   یزخھا ثم ینام الفخہ

اس اسناد میں ہے کہ حضرت علیؓ یہ شعر پڑھا کرتے تھے: (ترجمہ) برکت ہے اس کے لیے جسے غصہ آئے تو وہ اسے تھوک کر خراٹے والی (چین کی) نیند سو رہے۔[2]

---

[1] جن لوگوں نے عقبۂ اولیٰ وثانیہ پر بیعت کی تھی ان کی تفصیل "سیر الصحابیات" میں دیکھئے۔

[2] معلوم نہیں اس میں کون سے لغتِ غریبہ کا حل پیش کیا گیا ہے۔

۹۷

علم حدیث کی تینتیسویں قسم

یہ ہے اُن احادیثِ مشہورہ کا علم جو حضورؐ سے مروی ہیں۔ مشہور سے مراد اصطلاحی مشہور حدیث ہے جو اصطلاحی "صحیح" کی طرح ایک قسم حدیث ہے۔ بہت سی احادیثِ مشہورہ ایسی ہیں جو صحیح (صحیح بخاری) میں نہیں بیان کی گئی ہیں مثلاً :

طلب العلم فریضۃٌ علیٰ کل مسلم۔ ہر مسلمان پر طلب علم ایک فریضہ ہے۔

نضّر اللہ امرءًا سمع مقالتی فوعاھا۔[1] اللہ اسے شگفتہ رکھے جو میری گفتگو سن کر محفوظ رکھے۔

الخوارج کلاب النار۔ اسلامی حکومت سے بغاوت کرنے والے سگانِ دوزخ ہیں۔

لا نکاح الا بولی۔ ولی کے بغیر نکاح مکمل نہیں ہوتا۔

اذا انتصف شعبان فلا صیام حتی یجیئ رمضان۔ نصف ماہ شعبان کے بعد رمضان کے سوا کوئی روزہ نہیں۔

افطر الحاجم والمحجوم۔ پچھنا لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

من سئل عن علم فکتمہ اُلجم یوم القیامۃ بلجام من نار۔ جس سے کوئی علم پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے اس کے منہ میں بروزِ حشر آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

من مس ذکرہ فلیتوضأ۔ جو اپنا ذکر چھوئے وہ وضو کرے۔

---

[1] یہ صحیح میں موجود ہے۔

من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ - امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی (قراءت) ہے۔

الاذنان من الراس - دونوں کان سر ہی کا جز ہیں ۔

صلوٰۃ القاعد علی النصف من صلاۃ القائم - بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کی نماز کا ثواب کھڑے ہو کر ادا کرنے والے کے اجر کا آدھا ہے۔

یہ تمام احادیث اپنی اسانید، طرق اور ابواب کے ساتھ مشہور ہیں جن کو اصحاب حدیث نے لکھا ہے۔ ان میں سے ہر حدیث کے طرق ایک یا دو اجزاء میں ہیں۔ اس کے باوجود ان میں سے ایک حرف بھی صحیح (بخاری و مسلم) میں موجود نہیں ہے۔

کچھ احادیث مشہورہ ایسی بھی ہیں جن کا صحاح میں ذکر موجود ہے۔ مثلاً

انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی - اعمال نیتوں سے وابستہ ہیں۔ ہر شخص کے لیے اس کی نیت کے مطابق اجر ہے۔

ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس - اللہ تعالیٰ علم کو مکمل طور پر تمام لوگوں سے نہیں چھین لے گا۔

من اتی الجمعۃ فلیغتسل - جو جمعے میں آئے وہ غسل کرلے۔

ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوماً - تم میں سے ہر ایک کی خلقت شکم مادر میں چالیس دن تک جمع رہتی ہے۔

امرت ان اسجد علی سبعۃ اعضاء - مجھے حکم ہے کہ سجدے میں سات اعضاء کو زمین سے لگاؤں۔

کل معروف صدقۃ - ہر نیکی ایک صدقہ ہے۔

انما الامام لیؤتم بہ - امام کی پوری پوری اقتدا ہونی چاہیے۔

تقتل عماراً الفئۃ الباغیۃ - عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

نماز میں بوقت رکوع اور بوقت قومہ رفع یدین کرنا۔
اقامت میں افراد[1] اختیار کرنا۔
المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔
لاتقاطعوا ولا تدابروا۔ ایک دوسرے سے قطع تعلق اور دشمنی نہ کرو۔
بعض طویل احادیث مثلاً: حدیث الایمان، حدیث الزکوٰۃ، حدیث الحج، حدیث الافک، حدیث توبہ، حدیث معراج، حدیث شفاعت، حدیث قبر اور حدیث ام زرع۔
کچھ طویل احادیث مشہورہ ایسی بھی ہیں جو صحیح میں نہیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً: حدیث طیر، حدیث عرض القبائل، حدیث دالدعن العدولی[2]، حدیث شوریٰ، حدیث سقیفہ بنی ساعدہ[3]، حدیث شہادت عثمانؓ، حدیث سطیح، حدیث عجائب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حدیث بلوقیا، حدیث حلیمہ، حدیث قس بن ساعدہ، حدیث ام معبد وغیرہ۔
یہ مشہور احادیث وہ ہیں جو اہل علم جانتے ہیں اور بہت کم ہیں جن کی نگاہوں سے یہ پوشیدہ ہیں۔ یہ مشہور کی وہ قسم ہے جس کی واقفیت خاص وعام سب کو یکساں ہے۔
ہاں بعض مشہور احادیث ایسی بھی ہیں جن کو صرف ماہرین حدیث جانتے ہیں۔ مثلاً:
حدثنا ابو عبد الرحمان محمد بن عبد اللہ بن ابی الوزیر التاجر قال ثنا ابو حاتم الرازی قال ثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری قال حدثنی سلیمان التیمی عن ابی مجلز عن انس بن مالک انؓ......
اس اسناد میں مالک بن انس کہتے ہیں کہ حضورؐ ایک ماہ تک رکوع کے بعد قنوت فرماتے

---

[1] اقامت میں افراد کا مطلب ہے دوبارہ اللہ اکبر، ایک ایک بار دونوں شہادت اور ایک ایک بار حیعلہ ادا کرنا۔

[2] غالباً یہ لاعدویٰ......الخ ہے۔

[3] یہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔

رہے جس رعل اور ذکوان قبیلوں کے لیے (ان کی غدّاری اور فریب دہی کی وجہ سے) بددعا فرماتے رہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یہ حدیث صحیح میں درج ہے اور انس سے اس کے کئی راوی
ہیں جو ابو مجلز کے علاوہ ہیں اور جہاں ابو مجلز ہیں وہاں سلیمان التیمی راوی نہیں اور جہاں
تیمی ہیں وہاں انصاری (محمد بن عبد اللہ) راوی نہیں۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے صرف اہلِ فن
ہی جانتے ہیں۔ ورنہ غیر فن کار تو غور کرنے کے بعد یہی کہے گا کہ سلیمان تیمی وہی ہیں جو انس ص۹۲
کے رفیق ہیں مگر اس حدیث میں عجیب بات یہ ہے کہ تیمی ایک دوسرے آدمی کے واسطے
سے انس سے روایت کرتے ہیں مگر یہ کہنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ یہ حدیث زہری اور
قتادہ کے ہاں بھی موجود ہے اور قتادہ سے بہت سے طرق سے یہ مروی ہے۔ اسے یہ
بھی نہیں معلوم کہ یہ پوری لمبی حدیث عُرنیین کے قصے میں ہے جس کے ذکر کے سلسلے میں
یہ طرق کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اس قسم کی ہزاروں احادیث ہیں جن کی شہرت سے
اہل الحدیث و مجتہدین فی العلم کے سوا دوسرا واقف نہیں ہوتا۔

علمِ حدیث کی چوبیسویں قسم

یہ ہے "غریب" حدیثوں کا علم۔ یہ اول الذکر (صحیح) کی ضد نہیں۔ کیونکہ اس کی کئی قسمیں ہیں جن کی اس جگہ تشریح ضروری ہے۔

ایک قسم ہے "غرائب الصحیح" (یہ صحیح ہی کی ایک قسم ہے) اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا احمد بن عبد الجبار قال حدثنا یونس بن بکیر عن عبد الواحد بن ایمن المخزومی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول......

اس اسناد میں جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ: ہم لوگ یوم خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ کدہ، کذانہ کی ایک چٹان درمیان میں آگئی۔ ہم نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! درمیان میں ایک چٹان نکل آئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اس پر چھڑکاؤ کر دو۔ پھر حضورؐ اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ اس وقت حضورؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابن جابر نے پوری طویل حدیث بیان کی جس میں اہل صفہ اور حضورؐ کا ان کو دعوت دینا مذکور ہے جو پورے ایک ورق میں ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: اسے بخاری نے اپنی جامع صحیح میں عن خلاد بن یحیٰی المکی عن عبد الواحد بن ایمن روایت کیا ہے۔

یہ حدیث تو صحیح ہے مگر چونکہ اس کو صرف عبد الواحد بن ایمن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اس لیے اس کا شمار غرائب الحدیث میں ہے۔

اسی طرح کی یہ حدیث ہے: حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا ابو یحیٰی زکریا بن یحیٰی بن اسد قال ثنا سفیان بن

عیینہ عن عمرو بن دینار عن ابی العباس الاعمیٰ الشاعر عن عبد اللہ بن عمرو قال:

اس اسناد میں عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ جب حضورؐ نے اہل طائف کا محاصرہ فرمایا تو اس کا کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم لوگ کل واپس آجائیں گے۔ مسلمانوں نے عرض کیا کہ کیا ہم فتح کے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے؟ فرمایا کہ اچھا کل جنگ شروع کر دو۔ چنانچہ دوسرے دن حملہ کیا اور زخم کھاتے۔ حضورؐ نے فرمایا: کل ہم لوگ واپس جائیں گے۔ مسلمانوں کو اس پر حیرت ہوئی اور حضورؐ واپس ہو گئے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: اسے مسلم نے اپنی مسند صحیح میں ابوبکر بن شیبہ وغیرہ عن سفیان روایت کیا ہے۔ یہ اس لیے غریب صحیح ہے کہ میرے علم میں اسے عبد اللہ بن عمرو سے ابوالعباس سائب بن فروخ شاعر کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا ہے۔ پھر ابوالعباس سے عمرو بن دینار کے سوا اور عمرو بن دینار سے سفیان بن عیینہ کے سوا کسی اور نے نہیں روایت کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث غریب صحیح ہوئی۔

غریب حدیث کی دوسری قسم وہ ہے جو غرائب شیوخ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد یعقوب قال حدثنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر ان......

اس اسناد میں ابن عمر حضورؐ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: لایبیع حاضر لباد (شہری دیہاتی سے سودا نہ کرے) حاکم کہتے ہیں کہ حدیث غریب ہے کیونکہ اسے مالک بن انس نافع سے روایت کر رہے ہیں۔ مالک ایسے امام ہیں جن کی حدیثیں (کئی طرق سے) جمع کی جاتی ہیں اور یہاں ان سے صرف امام شافعی ہی روایت کرتے ہیں اور شافعی سے ربیع بن سلیمان کے سوا ـــ جو ثقہ و مامون ہیں ـــ اس حدیث کو کسی نے بھی ہمارے علم میں بیان نہیں کیا ـــ دوسری مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال ثنا سعید

بن مسعود قال ثنا النضر بن شمیل قال ثنا شعبۃ عن حصین عن

ابی وائل عن عبد اللہ حدیث التشھد۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث تشہد نضر بن شمیل عن شعبۃ کی ان "افراد" (جن کو وہی تنہا روایت کرے) میں سے ہے جو ہمارے علم میں نضر بن شُمیل سے سعید بن مسعود کے سوا کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا۔ ہاں اس کی "متابعت" بدل بن محبر نے کی ہے۔

غریب الحدیث کی تیسری قسم "غرائب المتون" ہے۔ (جس کا متن بھی غریب ہو) مثال یہ ہے:

۹۶ حدثنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن اسحاق الخزاعی بمکۃ قال ثنا ابو یحییٰ بن مسرۃ قال حدثنا خلاد بن یحییٰ قال ثنا ابو عقیل عن محمد بن سوقۃ عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال.....

اس اسناد میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ: یہ دین متین (مضبوط و قوی) ہے۔ اس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو اور عبادت الٰہی سے اپنے دل میں گریز نہ پیدا کرو کیونکہ قافلے سے کٹ جانے والا نہ کوئی قطعۂ زمین طے کرتا ہے اور نہ کسی سواری کو باقی رکھتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب الاسناد بھی ہے اور غریب المتن بھی۔ کیونکہ اس مضمون کی جو روایت بھی ہے وہ محمد بن سُوقہ کے خلاف ہے۔ ابن المنکدر (عن جابر) سے صرف محمد بن سوقہ اور ابن سوقہ سے صرف ابو عقیل اور ابو عقیل سے صرف خلاد بن یحییٰ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ابو الحسن محمد بن المظفر الحافظ قال ثنا عبد اللہ بن محمد بن غزوان قال ثنا علی بن جابر قال ثنا محمد بن خالد بن عبد اللہ قال ثنا محمد بن فُضیل قال ثنا محمد بن سوقۃ عن ابراھیم عن الاسود عن عبد اللہ قال قال.......

اس اسناد میں حضورؐ نے فرمایا: اے عبد اللہ! میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے محمدؐ! پوچھو ان رسولوں کو جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیجا ہے کہ علی ما بعثوا۔؟

کس اساس پر (یا کس مقصد سے) ان کی بعثت ہوئی تھی۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ کس اساس پر دیا کس مقصد کے لیے) ان کی بعثت ہوئی تھی؟ تو فرشتے نے جواب دیا کہ: آپ کی اور علی بن ابی طالب کی دوستی کی اساس پر (یا اس مقصد کے لیے) ان کی بعثت ہوئی تھی[1]۔

حاکم کہتے ہیں کہ: علی بن جابر، محمد بن خالد عن محمد بن فضیل سے یہ روایت کرنے میں منفرد ہیں اور ہم نے اسے صرف ابن مظفر سے، جو ہمارے نزدیک حافظ ثقہ اور مامون ہیں، یہ روایت لکھی ہے۔

ان مذکورہ قسموں جیسی ہزاروں عزیب حدیثیں ہیں جن کو ان پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] اسی قسم کی بے معنی روایات کی وجہ سے حاکم پر رفض کا الزام لگایا جاتا ہے۔ (مترجم)

عِلم حدیث کی پچیسویں قسم

یہ اُفرادِ احادیث کا علم ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں :

پہلی قسم ایسی سنت نبویؐ کا علم ہے جسے صحابی سے روایت کرنے میں صرف ایک ہی شہر کے لوگ متفرد ہوں گے۔ مثلاً : حدثنا ابو نصر احمد بن سھل الفقیہ ببخارا ۹۷ قال ثنا صالح بن محمد بن حبیب الحافظ قال ثنا علی بن حکیم قال ثنا شریک عن ابی الحسناء عن الحکم بن عتیبۃ عن حنش قال.....

اس اسناد میں حنش کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ دو مینڈھے کی قربانی دیتے تھے۔ ایک حضورؐ کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے۔ اور کہا کہ مجھے حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ آپ کی طرف سے قربانی دوں اس لیے میں ہمیشہ آپ کی طرف سے قربانی دیتا رہوں گا۔

حاکم کہتے ہیں کہ اسناد اوّل سے آخر تک ایسی ہے کہ اس میں اہلِ کوفہ متفرد ہیں لہٰ اس میں کوئی ان کا شریک نہیں — اسی طرح :

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا ھلال بن العلاء الرقی قال حدثنا ابو الولید قال حدثنا ھمام عن قتادۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید قال......

اس اسناد میں ابوسعید کہتے ہیں کہ : ہمیں حضورؐ نے سورۃ فاتحہ اور حسب توفیق قرآن پڑھنے کا (نماز میں) حکم دیا ہے — حاکم کہتے ہیں اس میں امر (حکم) کا ذکر کرنے میں شروع اسناد سے آخر تک صرف اہلِ بصرہ متفرد ہیں اور ان کے سوا کوئی بھی اس میں ان کا ہم آہنگ نہیں۔ اسی طرح : حدثنا ابو علی محمد بن علی بن عمر المذکر قال

ثنا ابو الازهر قال حدثنا ابن ابی فُدیک قال اخبرنا الضحاک بن عثمان عن ابی النضر عن ابی سلمة بن عبد الرحمان ان عائشة.....

اس اسناد میں حضرت عائشہؓ نے سعد بن ابی وقاص کی وفات کے بعد فرمایا: ان کا جنازہ مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی ان کی نمازِ جنازہ ادا کر لوں۔ لوگوں نے اسے پسند نہ کیا تو آپ نے کہا: خدا کی قسم حضورؐ نے سہیل بن بیضاء اور ان کے بھائی (سہل) کی نمازِ جنازہ مسجد کے اندر ادا فرمائی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس کے تمام راوی مدنی ہیں بلکہ یہی مضمون ایک دوسری اسناد سے مروی ہے۔ اس میں بھی سب کے سب مدنی ہیں اور دوسرا کوئی ان کا ہم آہنگ نہیں۔ وہ سند یوں ہے:

عن موسی بن عقبة بن عبد الواحد بن حمزة عن عبد اللہ بن الزبیر عن عائشة۔ اسی طرح:

حدثنی ابو علی الحسین بن علی الحافظ قال ثنا ابو الطاهر محمد بن احمد بن ابی عبد اللہ المدینی بمصر قال حدثنا حرملة بن یحیی قال ثنا ابن وهب قال ثنا عمرو بن الحارث عن حبان بن واسع بن حبان عن ابیه ۹۸
عن عبد اللہ بن زید الانصاری قال......

اس اسناد میں عبد اللہ بن زید انصاری کہتے ہیں کہ: میں نے حضورؐ کو وضو کرتے دیکھا ہے۔ حضورؐ نے جس پانی سے سر کا مسح کیا۔ اس کے علاوہ دوسرے پانی سے کانوں کا مسح فرمایا۔ حاکم کہتے ہیں کہ:

یہ سنت غریب ہے جسے بیان کرنے میں اہلِ مصر متفرد ہیں۔ ان کے سوا کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ اسی طرح:

حدثنا ابو بکر احمد بن اسحاق الامام قال اخبرنا اسماعیل بن قتیبة قال حدثنا یحیی بن یحیی قال ثنا اسماعیل بن عیاش عن عبد الرحمن بن زیاد بن اَنْعُم عن عبد الرحمان بن رافع عن

عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لاصحابہ.....

اس اسناد میں حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ : عنقریب ارض عجم تمہارے لیے فتح ہو گی۔ وہاں ایسے گھر ہوں گے جن کو حمام کہا جاتا ہے۔ سنو وہ میری امت کے مردوں پر حرام ہے بجز اس صورت کے کہ ازار بندھا ہو اور میری اُمّت کی عورتوں پر بھی وہ حرام ہے بجز اس کے وہ زچہ یا بیمار ہوں ـــ حاکم کہتے ہیں کہ : عورتوں کے لیے حماموں کے حرام ہونے کے ذکر میں اس اسناد کے ساتھ اہلِ شام منفرد ہیں۔

اسی طرح :

اخبرنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن اسحاق الخزاعی بمکۃ قال ثنا ابو یحییٰ عبد اللہ بن احمد بن زکریا بن ابی مَسَرۃ المکی قال ثنا خلاد بن یحییٰ المکی قال ثنا اسماعیل بن عبد الملک، وھو ابن ابی الصغیر، مکی، عبد اللہ بن ابی ملیکۃ وھو مکی عن عائشہ ان...

اس اسناد میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ : حضورؐ ان کے پاس سے نکل کر باہر تشریف لے گئے تھے (واپسی پر) انھوں نے کہا : یا رسول اللہ! جب حضورؐ میرے پاس سے تشریف لے گئے تھے تو اپنی امت کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔ لیکن جب واپس تشریف لائے تو مضطرب و غمگین تھے۔ فرمایا : میں کعبے میں داخل ہوا اور چاہتا یہ تھا کہ نہ داخل ہوں کیونکہ میں اپنی امت کو کافی تھکا چکا تھا ـــ حاکم کہتے ہیں کہ : اس حدیث کو بیان کرنے میں اہلِ مکہ منفرد ہیں اور اس کے سارے رواۃ مکی ہیں۔ اسی طرح :

حدثنا ابو احمد علی بن محمد الحُبَیبی بمرو قال حدثنا ابراھیم بن ھلال البوزنجردی قال ثنا علی بن الحسن بن شقیق قال سمعت ابا حمزۃ السکری یقول استشار...... ص۱۰۱

اس اسناد میں ابو حمزہ سکری کہتے ہیں کہ : قتیبۃ بن مسلم نے اہلِ مرو سے مشورہ کیا کہ عہدۂ قضا کس کے سپرد کیا جائے ؛ لوگوں نے عبد اللہ بن بُریدہ کا نام لیا۔ قتیبہ نے انھیں بلا کر کہا کہ : میں نے خراسان کا عہدۂ قضا آپ کے سپرد کیا ہے۔ ابن بُریدہ نے کہا کہ : میں مسندِ قضا پر

بیٹھنا نہیں چاہتا ہیں نے ابوہریرہ کو اور انھوں نے حضورؐ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں جن میں دو جہنمی اور ایک جنتی ہوتا ہے۔ دو جہنمی قاضیوں میں ایک تو وہ ہے جو جان بوجھ کر غلط فیصلہ دیتا ہے وہ جہنمی ہے اور دوسرا وہ ہے جو سوچے سمجھے بغیر غلط فیصلہ دیتا ہے۔ وہ بھی جہنمی ہے اور جنتی قاضی وہ ہے جو صحیح فیصلہ دیتا ہے، وہی جنتی ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کو بیان کرنے میں اہل خراسان متفرد ہیں اور اس اسناد کے آخری رواۃ تک سب اہل مرو ہیں۔

افراد احادیث کی دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی ایک آدمی کسی ایک ہی امام سے روایت کرنے میں متفرد ہو۔ اس کی مثال یہ ہے۔

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا احمد بن شیبان الرملی قال ثنا سفیان بن عُیینه عن الزهری عن نافع عن ابن عمر قال......

اس اسناد میں ابن عمر فرماتے ہیں کہ: حضورؐ نے ایک سریہ نجد کی طرف بھیجا۔ مالِ غنیمت میں بارہ۱۲ اونٹ آئے۔ حضورؐ نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک اونٹ بطور نفل (جو اصل سے زائد ہو) عطا فرمایا — حاکم کہتے ہیں کہ یہاں احمد بن شیبان رملی، سفیان بن عُیینہ سے اور وہ زہری سے یہ روایت بیان کرنے میں متفرد ہیں — یوں ہی:

حدثنا ابوالحسن علی بن الفضل السامری ببغداد قال ثنا الحسن بن عَرَفة قال حدثنا ابراهیم بن محمد المدنی عن الزهری عن عروة عن عائشه قالت.....

اس اسناد میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: حضورؐ نے فرمایا: مسجد (نبویؐ) کے راستے پر کے تمام دروازے بند کر دو بجز بابِ[1] ابوبکر کے کیونکہ میں اپنے اصحاب میں ایسے شخص

---

[1] یہ تحقیق طلب ہے کہ مسجد کی سڑک کے کنارے حضرت ابوبکر کا کوئی مکان تھا جس کا دروازہ سڑک کے کنارے ہو۔

کو نہیں جانتا تھا جو ابوبکرؓ سے زیادہ کشادہ دست ہو۔ حاکم کہتے ہیں کہ: ابراہیم بن محمد مدنی زہری سے اور راوبراہیم سے حسن بن عرفہ اس بیان میں منفرد ہیں ۔ اسی طرح:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا هارون بن سلیمان الاصبهانی قال ثنا عبدالرحمان بن مهدی عن سفیان عن منصور والاعمش وواصل الاحدب عن ابی وائل عن عمرو بن شرحبیل عن عبد الله بن مسعود قال.....

اس اسناد میں عبداللہ بن مسعود نے پوچھا: یا رسول اللہ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا کسی کو ہمسر بناؤ، حالانکہ تمہارا خالق اللہ ہے۔ ابن مسعود نے پوچھا: اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ کھانے میں تمہاری شریک ہو جائے گی۔ پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ حاکم کہتے ہیں کہ: عبدالرحمان بن مہدی ثوری سے اور وہ واصل سے یہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

ابوعبداللہ حاکم کہتے ہیں کہ اس نوع کے افراد احادیث اس کثرت سے ہیں کہ ان سب کا ذکر ممکن نہیں۔ اہل فن ان سے واقف ہیں۔ ہم نے تو صرف چند مثالیں بیان کی ہیں۔

افراد احادیث کی تیسری قسم یہ ہے کہ. مثلاً: اہل مدینہ کی احادیث روایت کرنے میں اہل مکہ یا اہل مکہ کی روایات بیان کرنے میں اہل مدینہ یا اہل حرمین (مکہ و مدینہ) کی احادیث بیان کرنے میں اہل خراسان منفرد ہوں۔ اس قسم کے افراد نادر الوجود اور نادر الفہم ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابوبکر محمد بن عبد الله الشافعی قال ثنا موسی بن سهل بن کثیر قال حدثنا اسماعیل بن عُلَیّة عن خالد الحذاء عن ابن اشوع عن الشعبی عن ورّاد قال:.....

اس اسناد میں ورّاد کہتے ہیں کہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے مغیرہ (بن شعبہ) کو

لکھا کہ آپ حضورؐ سے سنی ہوئی کوئی حدیث لکھ کر مجھے بھیج دیجئے۔ انھوں نے لکھ بھیجا کہ: حضورؐ نے قیل وقال سے، کثرتِ سوال سے اور اضاعت مال سے منع فرمایا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: سعید بن عمرو بن اشوع ایک کوفی ثقہ شیخ ہیں جن سے حدیث لی جاتی ہے، اگرچہ وہ نادر الوجود ہے لیکن خود کوفیوں نے ان سے یہ روایت نہیں کی ہے بلکہ اسے ان سے بیان کرنے میں ابو المنازل خالد بن مہران حذاء بصری متفرد ہیں۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے:

حدثنا ابوبکر الشافعی قال ثنا محمد بن شداد قال ثنا ابوزکیر یحیی بن محمد بن قیس قال حدثنا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ قالت قال.....

اس اسناد میں حضرت عائشہ حضورؐ کا یہ ارشاد روایت کرتی ہیں کہ: چھوہارے کے ساتھ کچی کھجوریں کھایا کرو کیونکہ جب شیطان یہ دیکھتا ہے تو غضبناک ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آدمی زندہ رہ کر پرانی کے ساتھ نئی کھجوریں کھاتا ہے[۱] — حاکم کہتے ہیں کہ: ابوزکیر اس کو ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ گویا یہ اہل بصرہ کے افراد ہیں جو اہل مدینہ سے مروی ہیں کیونکہ یحیی بن محمد بن قیس بصری ہیں اور ہشام بن عروہ بن زبیر مدنی ہیں۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔

دوسری مثال: حدثنا ابو عمرو عثمان بن احمد السماک ببغداد قال ثنا محمد بن عیسی المدائنی قال ثنا محمد بن الفضل بن العطیۃ قال حدثنا ابو اسحاق ح وحدثنا ابو العباس المحبوبی قال ثنا محمد بن اللیث قال ثنا یحیی بن اسحاق الکاجغونی قال ثنا عبد الکبیر بن دینار عن ابن اسحاق عن البراء قال.....

---

[۱] اس روایت میں بَلَح اور تمَر کا ذکر ہے۔ آغاز میں کھجور طلع ہوتی ہے۔ پھر خَلال پھر بَلَح پھر بُسر پھر رُطب پھر تمَر ہوتی ہے۔

اس اسناد میں براء بن عازب کہتے ہیں کہ، ایک شخص کو، جسے ثعم کہا جاتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا: تم (ثعم نہیں بلکہ) عبداللہ ہو۔ حاکم کہتے ہیں کہ: ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی کوفی ہیں اور تابعی امام ہیں لیکن حدیث خود کوفیوں نے ان سے نہیں روایت کی ہے۔ عبدالکبیر بن دینار مرو کے ہیں اور محمد بن فضل بن عطیہ بخارا کے اور یہ دونوں عمرو بن عبداللہ سے اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ گویا اس کا شمار خراسانیوں کے افراد میں ہے جو اہل کوفہ سے مروی ہے۔

تیسری مثال: حدثنا ابراهیم بن عِصْمة بن ابراهیم العدل و محمد بن سلیمان بن منصور المذکر قالا حدثنا الحسین بن داؤد بن معاذ البلخی قال ثنا الفضیل بن عیاض قال ثنا منصور عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود قال قال......

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ دنیا سے کہتا ہے کہ: اے دنیا تو اس کی خدمت کر جو میری خدمت کرتا ہے اور جو تیری خدمت کرتا ہے اسے تھکا دے۔ حاکم کہتے ہیں، اس کا شمار خراسانیوں کے ان افراد میں ہے جو اہل مکہ سے مروی ہیں کیونکہ حسین بن داؤد تو بلخی ہیں اور ابن عیاض کا شمار مکیوں میں ہے۔

صلا۱۰۲ چوتھی مثال: حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن عبدالله بن عبدالحکم قال حدثنا خالد بن نزار الایلی قال اخبرنی نافع عن عمر الجمحی عن بشر بن عاصم عن ابیه عن عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال:

اس سند میں حضورؐ کا ایک ارشاد ہے کہ: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت وہ بلیغ ہے جو گایوں کی طرح زبان سے اپنے دانتوں میں خلال کرتا رہتا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کا شمار ان افراد میں ہے جو اہل مصر اہل مکہ سے روایت کرتے ہیں کیونکہ خالد بن نزار مصری ہیں اور نافع بن عمر جمحی مکی ہیں۔

پانچویں مثال: حدثنا ابوجعفر محمد بن احمد بن سعید الرازی قال

ثنا الحسین بن داؤد بن معاذ قال ثنا عبد اللہ بن المبارک قال اخبرنا محمد بن سوقۃ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال......

اس سند میں عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب نے جابیہ میں خطبہ دیا جس کا ابتدائی جملہ یہ تھا کہ: حضورؐ ہم میں اسی طرح کھڑے تھے جس طرح میں تم میں کھڑا ہوں... الی آخر الحدیث ــــ حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کا شمار خراسانیوں کے افراد میں ہے جسے انھوں نے کوفیوں سے روایت کیا ہے کیونکہ عبد اللہ بن مبارک خراسانیوں کے امام ہیں اور اس روایت کا شمار ان کے افراد میں ہے جسے وہ محمد بن سوقہ سے روایت کرتے ہیں جو کوفی ہیں۔ اس روایت کو نضر بن اسماعیل بجلی نے بھی روایت کیا ہے۔

چھٹی مثال: حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار قال ثنا ابو یحیی عبد الرحمان بن محمد بن سلام الرازی باصبہان قال ثنا یحیی بن الضریس قال ثنا عیسی بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب قال ثنا ابی عن ابیہ عن جدہ عن علی قال......

اس اسناد میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: جب یہ آیت: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (یعنی تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع یعنی خشوع وخضوع رکھتے ہیں[1]) نازل ہوئی تو حضورؐ باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جہاں لوگ نماز پڑھ

---

[1] راکع کے معنی نماز ادا کرنے والے کے بھی ہیں (وارکعی مع الراکعین) اور خشوع وخضوع کرنے والے کے بھی ہیں۔ وھم راکعون کے معنی رکوع نماز کی حالت میں دینا نہیں۔ نمازی نماز سے پہلے بھی راکع ہوتا ہے اور نماز کے بعد بھی ــ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۱ پر دیکھیں)

رہے تھے۔ کوئی رکوع میں تھا اور کوئی قیام میں۔ حضورؐ نے بھی نماز پڑھی۔ وہیں ایک سائل نظر آیا۔ حضورؐ نے اس سے پوچھا: کیا تمھیں کسی نے کچھ دیا ہے؟ اس نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ صرف اس رکوع کرنے والے نے مجھے ایک انگوٹھی دی ہے۔
حاکم کہتے ہیں کہ کوفیوں سے یہ روایت کرنے میں اہل رے متفرد ہیں کیونکہ یحییٰ بن ضُریس رازی ہیں اور رے کے قاضی ہیں اور عیسیٰ علوی کوفی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹) علاوہ وازیں محل غور ہے کہ زکوٰۃ بطور خود نہیں ادا کی جاتی تھی بلکہ رئیس مملکت کے حوالے کی جاتی تھی۔ بطور خود انفاق ہوتا ہے اور یہاں زکوٰۃ کا ذکر ہے۔

علم حدیث کی چھبیسویں قسم

یہ ان مدلسین[1] کا علم ہے کہ ان سے حدیث لکھنے والے کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ روایت انھوں نے خود سنی ہے یا نہیں سنی ہے۔ تابعین اور اتباع تابعین میں آج تک ایک ایسا گروہ ہوتا چلا آیا ہے۔

حدثنا ابوسهل احمد بن محمد بن زیاد النحوی ببغداد قال ثنا احمد بن بشر المرشدی قال حدثنا خالد بن خراش قال سمعت حماد بن زید یقول......

اس اسناد میں حماد بن زید کہتے ہیں کہ: مدلس ایک ایسی چیز سے اپنے آپ کو بھرپور ظاہر کرتا ہے جو اسے ملی ہی نہیں۔

اخبرنا ابوعبد الله محمد بن احمد بُطّة الاِصبهانی قال ثنا محمد بن عبد الله بن رستة الاِصبهانی قال ثنا سلیمان بن داؤد المِنقری قال سمعت عبد الصمد بن عبد الوارث یحدث عن ابیه قال......

اس اسناد میں عبد الوارث کہتے ہیں: تدلیس ذلت کا کام ہے ـــ اور سلیمان کہتے ہیں کہ: تدلیس، جعل سازی، یاوہ گوئی، فریب اور جھوٹ یہ سب برو ذحشر جب کہ راز افشا

---

[1] مدلس، تدلیس کرنے والا۔ تدلیس کا مطلب بہت پہلے گزر چکا ہے۔ یعنی راوی کا اس انداز سے بیان کرنا کہ گویا اس نے مروی عنہ سے خود سنا ہے۔

کر دیئے جائیں گے، ایک ہی صف میں ہوں گے۔

اخبرنا ابو العباس السیاری قال اخبرنا ابو الموجہ قال اخبرنا عبدان قال ذکر لعبد اللہ بن المبارک رجل ممن کان یدلس فقال......

اس اسناد میں ہے کہ عبد اللہ بن مبارک کے سامنے ایک مدلس شخص کا ذکر آیا تو انھوں نے اس کی سخت مذمت کی اور یہ شعر پڑھا۔

دلس للناس احادیثہ   واللہ لایقبل تدلیسا

(اس نے لوگوں کے سامنے اپنی احادیث میں تدلیس سے کام لیا۔ خدا کسی تدلیس کو قبول نہیں کرتا)

حاکم کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تدلیس چھ طرح کی ہوتی ہے:

۱۔ ایک مدلس وہ ہوتا ہے جو اپنے جیسے یا اپنے سے بیش و کم درجے کے ثقات میں تدلیس کرتا ہے .... مگر وہ ثقات ایسے ہوتے ہیں جن کی روایات مقبول ہوتی ہیں مثلاً تابعین میں ابو سفیان طلحہ بن نافع اور قتادہ بن دعامہ وغیرہ ہیں۔

اخبرنا الحسن بن محمد بن اسحاق الاسفرائنی قال ثنا محمد بن اسحاق قال ثنا محمد بن السراج قال ثنا علی بن المدینی قال سمعت عبد الرحمان بن مہدی یقول ......

اس اسناد میں عبد الرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ: ابو سفیان عن جابر کی حدیثوں کو ص۲۳۰
شعبہ (سماع نہیں بلکہ) سلیمان یشکری کی کتاب سمجھتے تھے۔ میں (علی بن مدینی) نے عبد الرحمان سے پوچھا کہ کیا یہ بات آپ نے شعبہ سے خود سنی ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے یہ بات ان سے پہنچی ہے۔

میں نے ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم کو، انھوں نے ابو قلابہ بن رقاشی کو اور انھوں نے علی بن عبد اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: قتادہ کی حدیث کو سب سے زیادہ جاننے والے

شعبہ ہیں۔ان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی گئی جو انھوں نے خود نہ سنی ہو۔
حاکم کہتے ہیں: ان ائمہ میں، جن کا یہ سلسلۂ تدلیس اُوپر ذکر ہوا۔ تابعین اور اتباع تابعین دونوں کی ایک جماعت شامل ہے۔ میں نے ان سب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ تابعین کا مقصد روایت کے ذکر سے یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بُلائیں اس لیے وہ بعض صحابہ کا نام لے کر کہتے ہیں کہ: فلاں (صحابی) یوں کہتے ہیں اور تابعین کے علاوہ دوسرے مدلّسین کے کئی دوسرے مقاصد ہوتے ہیں۔
۲۔ دوسری قسم کے مدلّسین وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ: فلاں یوں کہتا ہے لیکن جب کوئی آدمی ان سے چمٹ جاتا ہے اور بار بار ان سے سماع کی چھان بین کرتا ہے تو وہ اپنے اصل سماع کا ذکر کر دیتے ہیں۔اس کی مثالیں یہ ہے:
الف:۔۔۔ اخبرنی قاضی القضاۃ محمد بن صالح الهاشمی قال ثنا ابوجعفر المستعینی قال ثنا علی بن عبد اللّٰہ المدینی قال قال ابی قال ثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معتمر بن سلیمان التیمی قال....
اس اسناد میں معتمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ: میں رباح بن زید کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے ابن طاؤس کی کتاب املا کرائی۔کتابت سے فارغ ہوتے کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ: کیا آپ نے معتمر سے خود سنا ہے؟ جواب دیا: نہیں، بلکہ معتمر نے ایک کتاب نکال کر مجھے دی۔
ب:۔۔۔ ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمان بن مہدی کو یہ کہتے سنا کہ: میں نے ابراہیم بن عقبہ کی حدیث رضاعت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے خود یہ ان سے نہیں سنی ہے بلکہ مجھ سے معمر نے ان کی زبانی یہ حدیث بیان کی ہے۔
ج:۔۔۔ میرے والد کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے یہ دو روایتیں کر رہے تھے کہ حضورؐ کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آسان تر کو اختیار فرماتے)

اور حضورؐ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ الخ۔ یحییٰ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ پہلی روایت تو میں نے اپنے والد سے خود سنی ہے لیکن دوسری ان سے نہیں سُنی ہے بلکہ وہ زہری سے مروی ہے۔

ش:—— مجھ سے محمد بن احمد ذہلی نے، ان سے ابراہیم بن محمد سکری نے اور ان سے علی بن خشرم نے بیان کیا کہ: ابن عیینہ نے ہم سے زہری کی ایک حدیث بیان کی تو اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے خود یہ زہری سے سنی ہے؟ کہا: نہ میں نے زہری سے یہ حدیث سنی ہے اور نہ اس سے جس نے زہری سے سنی۔ بلکہ مجھ سے عبدالرزاق نے، اُن سے معمر نے اور اُن سے زہری نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

م:—— اخبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی قال حدثنا جدی قال ثنا کثیر بن یحیی قال حدثنا ابوعوانة عن الاعمش عن ابراھیم التیمی عن ابیه عن ابی ذرؓ ان ......

اس اسناد میں ابوذرؓ سے یہ ارشادِ نبوی مروی ہے کہ فلاں شخص جہنم میں یا حنّان یا منّان کہہ کر ندا دے گا —— ابوعوانہ کہتے ہیں کہ: میں نے اعمش سے پوچھا کہ: کیا آپ نے ابراہیم سے یہ سنا ہے؟ کہنے لگے: نہیں بلکہ ان سے حکیم بن جُبیر نے اور انھوں نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

ابوعبداللہ الحاکمؒ کہتے ہیں کہ اس کی دوسری قسم کی تدلیس کی اتنی ہی مثالوں پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ اس قسم کی تدلیس جن لوگوں سے ثابت ہے ان میں محمد بن اسحاق، یزید بن ابی زیاد، شباک، ابواسحاق، مغیرہ اور ہشیم بن بشیر قابلِ ذکر ہیں —— ہم سے لوگوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ہشیم کے تلامذہ نے ایک بار یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کی کوئی تدلیس نہیں لیں گے۔ ہُشیم سمجھ گئے۔ پھر انھوں نے جو حدیث بیان کی اس میں یوں کہا کہ ہم سے حصین اور مغیرہ نے ابراہیم کی زبانی یوں بیان کیا۔ فارغ ہونے کے بعد انھوں نے پوچھا کہ: میں نے آج تو تدلیس سے کوئی کام نہیں لیا؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ اس پر انھوں نے بتایا کہ: میں نے

مغیرہ سے اس کا ایک حرف بھی نہیں سُنا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ مجھ سے حسین نے بیان کیا اور مغیرہ سے تو میں نے سنا ہی نہیں۔

۳۔ تدلیس کی تیسری قسم یہ ہے کہ ایک گروہ کسی ایسے مجہول الحال لوگوں سے روایت کرنے میں تدلیس کرے جن کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو کہ یہ کون لوگ ہیں اور کہاں کے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے:

اخبرنا الحسن بن محمد بن اسحاق قال ثنا محمد بن احمد بن البراء قال ثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنی حسین الاشقر قال ثنا شعیب بن عبد اللہ النهمی عن ابی عبد اللہ عن نوف قال......

اس اسناد میں نوف کہتے ہیں کہ: میں نے علی رضؓ کے پاس رات گذاری اور انھوں نے یہ یہ باتیں کہیں۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ: مجھ سے حسین نے یہ روایت بیان کی تو میں نے پوچھا کہ: یہ آپ نے کس سے سُنا ہے؟ بولے: حدثنی شعیب عن ابی عبد اللہ عن نوف۔ پھر میں نے شعیب سے پوچھا کہ: یہ آپ سے کس نے بیان کیا؟ کہا: عبد اللہ الجصاص نے۔ میں نے پوچھا۔ انھوں نے کس سے سنا؟ کہا: حماد القصار سے۔ پھر میں حماد سے ملا اور پوچھا: آپ سے یہ کس نے بیان کیا؟ کہا مجھے فرقد سنجی سے اور ان کو نوف سے یہ اطلاع ملی ہے (المغنی) اب یہاں تین تدلیسیں ہوئی ہیں۔ علاوہ اس کے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ ابو عبد اللہ جصاص مجہول شخص ہے۔ حماد قصار کے متعلق بھی کچھ نہیں معلوم کہ یہ کون ہے۔ اس نے بھی سنا نہیں بلکہ اسے یہ بات فرقد سے پہنچی ہے اور فرقد نے نہ تو نوف کا زمانہ پایا ہے اور نہ اسے دیکھا ہے۔ صـ۱۰۶

اخبرنی ابو سعید احمد بن محمد بن عمر والاحمسی بالکوفۃ قال ثنا الحسین بن حمید بن الربیع قال ثنا عثمان بن محمد قال حدثنا ابن ادریس عن شعبۃ عن عبد اللہ بن صُبیح عن محمد بن سیرین قال...... اس اسناد میں محمد بن سیرین کا یہ قول ہے کہ: جن لوگوں سے انس، ابو العالیہ اور حسن روایت بیان کریں۔ ان کو سچا سمجھنا چاہیے۔

ابوعبد اللہ حاکم کہتے ہیں کہ: ائمہ کی ایک جماعت ایسی ہے جو مجہول الحال لوگوں سے روایت کرتی ہے۔ مثلاً سفیان ثوری جو ابو ہمام سکونی، ابو مسکین اور ابو خالد طائی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جو مجہول ہیں۔ ان کے نام بھی نہیں معلوم بجز ابو ہمام کے جن کا نام ولید بن قیس ہے۔ یہی حال شعبہ بن حجاج کا ہے جنھوں نے بہت سے مجہولوں سے روایت کی ہے۔ بقیہ بن ولید نے بھی ایسے بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے جن کے نہ خاندان کا علم ہے نہ عدالت کا۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ: بقیہ اگر مشہور لوگوں سے روایت کریں تو وہ مقبول ہے اور مجہولین سے روایت کریں تو مقبول نہیں۔ عیسیٰ بن موسیٰ تیمی بخاری مُلقب بہ غنجار شیخ ہیں اور اپنی جگہ ثقہ اور مقبول ہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے مگر انھوں نے سو سے بھی زیادہ ایسے شیوخ سے روایت کی ہے جو مجہول ہیں اور منکر احادیث کی بھی شناخت نہیں رکھتے۔ حدیث کا طالب علم تو بعض اوقات یہ سمجھتا ہے کہ وہ (غنجار) جرح کرنے والے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہوتی۔

۴- مدلسین کی چوتھی قسم یہ ہے کہ وہ مجروح لوگوں سے حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر ان کے ناموں یا کنیتوں کو بدل دیتے ہیں تاکہ ان مجروحین کی طرف ذہن نہ جا سکے۔ ص۱۰۷

مجھ سے محمد بن صرح ہاشمی قاضی القضاۃ نے، ان سے ابو جعفر مستعینی نے اور ان سے عبد اللہ بن علی مدینی نے اپنے والد (علی بن مدینی) کا یہ قول بیان کیا کہ: ابن جریج کی کتاب میں جو کچھ روایت بھی مجھے داؤد بن حصین یا صالح مولی التوأمہ کی زبانی پہنچی ہے وہ سب ابراہیم بن ابی یحییٰ کی کتابوں سے ماخوذ ہے (اور یہ ابراہیم بن ابی یحییٰ کون ہے۔ اس بارے میں سنیئے)

میں نے ابو العباس محمد بن یعقوب کو، انھوں نے ابو العباس محمد دُوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ابراہیم بن ابی یحییٰ جہمی اور رافضی ہے اس لیے اس کی حدیث نہ لی جائے۔ میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ: کیا ابن جریج بھی ابراہیم ابی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ جواب دیا: ہاں۔ مثلاً یہ حدیث کہ جو بحالت مرض مر جائے وہ شہید ہوتا ہے۔

ابو عبداللہ حاکم کہتے ہیں کہ: ثوری ابراہیم بن ہراسہ سے روایت کرتے تھے تو یوں کہتے تھے کہ ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے بیان کیا — اور سلیمان شاذکونی کہتے ہیں کہ: جو یہ چاہتا ہے کہ حدیث میں تدین باقی رہے وہ اعمش اور قتادہ کی حدیث اس وقت تک نہ لے جب تک وہ یہ نہ کہیں کہ "ہم نے سنا ہے۔"

قال علی بن المدینی حدثنا یعلی بن عبید عن محمد اسحاق عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن عبدالرحمان بن ابی لیلی عن علی ان.....

علی بن مدینی کی اس اسناد میں حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے سو اونٹوں کی قربانی دی جس میں ایک اونٹ ابوجہل کا بھی تھا — ابن مدینی کہتے ہیں کہ: میں اسے صحیح ابن اسحاق کی حدیث سمجھتا تھا لیکن یہ تدلیس نکلی۔

حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد عن ابیه عن محمد بن اسحاق قال حدثنی من لا اتّهم عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن ابن عباس فاذا الحدیث مضطرب۔

یہ سند (محمد بن اسحاق اور ابن ابی نجیح کے درمیان ایک لامعلوم شخص ہونے کی وجہ سے) حدیث "مضطرب" ہوگئی۔

ص۱۱۳ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے اور ان سے ایوب نے اور ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا کہ: زمین کی زکوٰۃ اس کا خشک ہوجانا ہے — میں نے سفیان سے کہا کہ: وہیب اسے ایوب عن ابی قلابه روایت کرتے ہیں۔ اس پر سفیان نے کہا کہ: اسے ابوعمیر حارث بن عمیر نے ایوب سے روایت کیا ہے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ ابوعمیر سے کس نے روایت کیا ہے؟ بولے: ان کے لڑکے حمزہ نے — پھر میں حمزہ بن حارث سے ملا تو انھوں نے اپنے والد عن ایوب عن ابی قلابه اس حدیث کو روایت کیا۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد بن حمویہ دقیقی نے، ان سے جعفر بن ابی عثمان طیالسی نے اور ان سے خلف بن سالم نے کہا کہ: میں نے اپنے رفقاء کے بہت سے مشائخ کو تدلیس اور مدلسین کے بارے میں مذاکرہ کرتے سنا جن کی روایتوں میں ہم تمیز پیدا کرتے رہے لیکن

حسن بن ابی الحسن اور ابراہیم بن یزید نخعی کی تدلیس کے بارے میں اشتباہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ حسن اپنے اور صحابہ کے درمیان بکثرت مجہول اشخاص کو داخل کر دیتے ہیں اور عُتی بن ضمرہ، احنف بن قیس (یا حنیف بن منجب) اور دغفل بن حنظلہ وغیرہ میں تدلیس کر دیتے ہیں اور ابراہیم نخعی بھی اپنے اور اصحاب عبداللہ کے درمیان ہُنی بن نُویرہ، سہم بن منجاب اور خزامہ طائی کو لاتے ہیں اور بیشتر ان ناموں میں تدلیس سے کام لیتے ہیں ۔۔۔ خلف بن سالم نے ابو اسحاق سبیعی کے عجائب تدلیس بھی تفصیل سے بیان کئے اور حکم، مغیرہ، ابن اسحاق اور ہشیم بھی انہی جیسے مدلسین ہیں۔

۵۔ مدلسین کی پانچویں قسم میں وہ لوگ ہیں جو کچھ لوگوں سے بہت کم سنتے ہیں اور اس کا کچھ حصہ فراموش ہو جاتا ہے جسے وہ بطور تدلیس ذکر کر دیتے ہیں مثلاً:

اخبرنی قاضی القضاة محمد بن صالح الهاشمی قال ثنا ابو جعفر للمستعینی قال حدثنا عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن المدینی قال ثنا ابی قال سمعت یحییٰ بن سعید یقول حدثنا صالح بن ابی الاخضر قال.......

اس اسناد میں صالح بن ابی اخضر کہتے ہیں کہ: میری حدیث کا ایک حصہ وہ ہے جو میں نے زہری کو پڑھ کر سنایا۔ دوسرا حصہ وہ ہے جو میں نے اُن سے سنا اور تیسرا حصہ وہ ہے جو میں نے کسی کتاب میں پایا لیکن میں ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کر سکتا۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ وہ (صالح) ہمارے پاس آئے تھے اور حدثنا الزہری حدثنا الزہری کہتے رہے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ: جب سفیان بن عیینہ تدلیس کرنا چاہتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ آدمی زبید سے یہ روایت کرتے ہیں جن میں مالک بن مغول عن مرة عن مرة عن عبد اللہ بھی ہیں کہ: اللہ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو تقسیم کر دیا ہے (یعنی کسی میں کوئی خوبی ہے کسی میں کوئی) ۲۰۱

علی نیز کہتے ہیں: زہیر اور اسرائیل ابو اسحاق کا یہ قول بیان کرتے تھے کہ: ہم سے

ابوعبیدہ نے نہیں بلکہ عبدالرحمان بن اسود نے اپنے والد کی زبانی حضورؐ کی وہ حدیث بیان کی ہے جس میں تین ڈھیلوں سے استنجا کرنے کا ذکر ہے ۔۔۔ ابن شاذکونی کہتے ہیں کہ : اس سے زیادہ عجیب و مخفی تدلیس میں نے کبھی نہیں سنی ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے مجھ سے بیان نہیں کیا بلکہ یہ عبدالرحمان عن فلان عن فلان ہے ۔ اور حدثنی کا لفظ بالکل نہیں کہا ۔ لہٰذا حدیث آگے چل پڑی ۔

اخبرنی ابو یحیی السمرقندی قال ثنا محمد بن نصر قال حدثنی جماعة عن عبد الصمد بن عبد الوارث عن ابیه عن الحسن بن ذکوان عن حبیب بن ابی ثابت عن عاصم بن ضمرة عن علی آن ۔

اس اسناد میں ہے کہ حضورؐ نے مردار، خمر، گدھے کی قیمت لینے سے، بدکاری کی کمائی سے اور ہر نر جانور سے نسل کشی کی کمائی کرنے سے منع فرمایا ہے ۔۔۔ ابوعبداللہ محمد بن نصر کہتے ہیں : یہ حدیث حسن بن ذکوان نے حبیب بن ابی ثابت سے نہیں سنی ہے کیونکہ ہم سے محمد بن یحیی نے ، ان سے ابو معمر نے ان سے عبدالوارث نے عن الحسن بن ذکوان عن عمرو بن خالد عن حبیب بن ابی ثابت یہ حدیث بیان کی ہے ۔ چونکہ عمرو بن خالد منکر الحدیث ہے اس لیے حسن نے ان کا نام ظاہر کرنے میں تدلیس سے کام لیا ہے ۔

حاکم کہتے ہیں : متقدمین اور متاخرین محدثوں میں اس قسم کے مدلسین کا ایک طبقہ ایسا ہے جس کی حدیثیں صحیح میں موجود ہیں اور متبحر فن کار ہی یہ تمیز کر سکتا ہے کہ کہاں واقعی سماع ثابت ہے اور کہاں تدلیس سے کام لیا گیا ہے ۔

۶ ۔ تدلیس کی چھٹی قسم یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے شیوخ سے روایت کرتے ہیں جن کو نہ انھوں نے دیکھا نہ ان سے کچھ سنا ۔ ان کے بیان کرنے کا انداز یہ ہے کہ : فلاں نے یہ بیان کیا ہے ۔ اس کو سماع پر محمول کر لیا جاتا ہے ۔ حالانکہ وہاں کوئی سماع نہ علو میں ہوتا ہے نہ نزول میں ۔

اخبرنا عبدالرحمان الهلاب بهمذان قال حدثنا ابراهیم

بن نصر قال ثنا ابو الولید الطیالسی قال......

اس اسناد میں ابو الولید طیالسی کہتے ہیں کہ میرے ایک رے کے رہنے والے دوست نے جسے اشرس کہا جاتا ہے بیان کیا کہ ہمارے پاس محمد بن اسحاق آئے جو اسحاق بن راشد سے روایات بیان کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس اسحاق بن راشد بھی آئے اور حدثنا الزہری، حدثنا الزھری کہنے لگے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ: آپ ابن شہاب زہری سے کہاں ملے ہیں؟ جواب میں کہا کہ: میں ان سے ملا تو نہیں۔ ہاں بیت المقدس سے گزرا، تو وہاں ان کی ایک کتاب دستیاب ہو گئی تھی۔

اخبرنی محمد بن صالح الہاشمی قاضی القضاۃ قال حدثنا محمد بن عبد اللہ بن الحسین المستعینی قال ثنا عبد اللہ بن علی بن المدینی قال قال ابی سمعت یحیی بن سعید یقول قال علی بن المبارک......

اس اسناد میں علی بن مبارک کا یہ قول ہے کہ: یہ ہے یحییٰ بن ابی کثیر کی کتاب جو انھوں نے میرے[۱] پاس یمامہ سے بھیجی ہے یا وہ[۲] اسے میرے پاس چھوڑ گئے ہیں۔ یحییٰ بن سعید کو شک ہے کہ علی بن مبارک نے ان دونوں جملوں میں سے کون سا جملہ کہا تھا یعنی یہ کہا تھا کہ میرے پاس یمامہ سے بھیجی ہے، یا یہ کہ میرے پاس اسے چھوڑ گئے تھے۔

میں نے یحییٰ کو تیمی کا یہ قول بیان کرتے سنا ہے کہ: جابر کے صحیفے کو لے کر لوگ حسن کے پاس گئے تو انھوں نے بھی اسے روایت کیا اور قتادہ کے پاس لے کر گئے تو انھوں نے بھی اسے روایت کیا۔ پھر وہ اسے لے کر میرے پاس لے کر آئے تو میں نے اسے روایت نہیں کیا۔

علی عبد الرحمان بن مہدی کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ: مخرمہ کے پاس ان کے والد کی کتابیں موجود تھیں مگر ان کو انھوں نے ان سے سنا نہیں تھا۔

علیؓ کہتے ہیں کہ: حکم نے عن مقسم عن ابن عباس صرف چار روایتیں سنی ہیں۔ باقی کتاب میں ہیں۔

میرے والد کہتے ہیں کہ عمرو بن حکام سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ ، ان کا ایک رشتہ دار تھا جس نے شعبہ سے سنا جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی کتابیں لے لیں۔ وہ کوئی معروف آدمی نہیں۔

میرے والد نے بیان کیا کہ مجھ سے حسن بن محمد بن عبد اللہ بن یزید نے یہ بیان کیا کہ : صباح جب عبد اللہ بن مخلد کے پاس آئے تو کہنے لگے : بخدا آپ اسے دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ نے اس کی کوئی تصدیق نہیں کی ۔ اس نے بس کتابوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں ، یہ باب ذرا طویل ہے۔ لہٰذا صاحب حدیث کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ حسن نے نہ ابو ہریرہ سے کچھ سنا ہے نہ جابر سے ، نہ عبد اللہ بن عمرو سے اور نہ ابن عباس سے ۔ اور اعمش نے انس سے کچھ نہیں سنا اور شعبی نے انس کے سوا کسی دوسرے صحابی سے نہیں سنا۔ نہ عائشہ سے ، نہ عبد اللہ بن مسعود سے ، نہ اسامہ بن زید سے نہ علی سے ' علی کو صرف دیکھا ہے ۔ نہ معاذ بن جبل سے اور نہ زید بن ثابت سے اور قتادہ نے انس کے سوا کسی صحابی سے نہیں سنا۔ عمرو بن دینار کی عام حدیثیں ایسی ہیں جو صحابہ سے نہیں سنی گئی ہیں اور مکحول کی عام حدیثیں جو صحابہ سے مروی ہیں وہ صرف سوالے ہیں ۔ یہ تمام نکات حفاظ حدیث کے سوا عام طور سے لوگوں پر مخفی ہیں ۔

حاکم کہتے ہیں : میں نے تدلیس کی ان چھ قسموں کا ذکر اس لیے کیا کہ حدیث کا طالب علم غور کرے اور تھوڑے پر بہت کا قیاس کرے ۔ میں نے ان ائمہ اسلام کا نام لینا مناسب نہیں سمجھا جنھوں نے تدلیس سے کام لیا ۔ غرض تو حدیث اور رواۃ حدیث کا تحفظ ہے ۔ میں چند ایک کی نشاندہی کروں گا تاکہ تدلیس کرنے والے اور تدلیس سے بچنے والے ائمہ ہیں جو شندہ کے لیے تمیز پیدا کرنے میں راہنمائی حاصل ہو ۔ بات یوں ہے کہ تدلیس حجاز ، حرمین ، مصر اور عوالی کے لوگوں کا طریقہ نہیں ۔ یوں ہی خراسان ، جبال ، اصبہان ، بلاد فارس ، خوزستان اور ماوراء النہر کے ائمہ میں تدلیس کرنے والے نامعلوم ہیں ۔ سب سے زیادہ تدلیس کرنے والے لوگ باشندگان کوفہ اور کچھ اہل بصرہ بھی ہیں ۔ مدینۃ السلام بغداد

کے ائمۂ محدثین میں طبقۂ اولیٰ کا ایک گروہ ایسا ہے جو تدلیس سے بے نیاز ہے۔ مثلاً ابوالنضر ہاشم بن قاسم، ابونوح عبدالرحمان بن غزوان، ابوکامل مظفر بن مدرک، ابومحمد یونس بن محمد المؤدب اور ان کے اقران۔ اسی طرح وہاں کے طبقۂ ثانیہ کے ائمہ بھی ہیں جن کی تدلیس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مثلاً حسن بن موسیٰ الاشیب، سُریج بن النعمان الجوہری، معاویہ بن عمرو الازدی۔ معلی بن منصور اور ان کے اقران۔ اس کے بعد طبقۂ ثالثہ کے لوگ ہیں مثلاً اسحاق بن عیسیٰ بن طباع۔ منصور بن سلمہ الخزاعی، سلیمان بن داؤد الہاشمی، ابونصر عبدالملک بن عبدالعزیز التمار۔ ان کے اور ان کے طبقہ کے لوگوں کے متعلق بھی تدلیس کا ذکر نہیں ملتا۔ پھر طبقۂ رابعہ میں ہیثم بن خارجہ، حکم بن موسیٰ، خلف بن ہشام۔ داؤد بن عمرو الضبی اور اس طبقے کے لوگوں میں تدلیس کا ذکر نہیں۔ پھر طبقۂ خامسہ میں امام المحدیث احمد بن حنبل، مزکی الرداۃ (راویوں کو پرکھ کر پاکیزہ کرنے والے) یحییٰ بن معین، صاحب مسند ابوخیثمہ زہیر بن حرب اور عمرو بن محمد الناقد ہیں جن میں کسی ایک سے بھی تدلیس ثابت نہیں۔ اس کے بعد طبقۂ سادسہ وسابعہ میں بھی بجز ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی الواسطی کے کسی کی تدلیس مذکور نہیں۔ چنانچہ مجھ سے ابوعلی حافظ نے بیان کیا کہ میں ایک دن ابوبکر بن باغندی کے پاس تھا اور مجھے لکھراتے ہوئے انھوں نے کہا: ابویزید عمرو بن یزید الجرمی۔ بس میں نے وہیں لکھنا بند کر دیا۔ انھوں نے پھر یہی لفظ دہرایا۔ پھر کہا کہ: یہ حدیث سرادبن مبشر کی ہے۔ میں نے کہا: اے ابوبکر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ مجھ سے تو یہ حدیث ابوعبدالرحمان نسائی نے اور ان سے ابویزید نے بیان کی ہے——

غرض یہ کہ اگر اہل بغداد میں کسی سے تدلیس کا مواخذہ کیا جا سکتا ہے تو وہ تنہا باغندی سے کیا جا سکتا ہے۔

علمِ حدیث کی ستائیسویں قسم

اس قسم کا تعلق علل حدیث کی پہچان سے ہے اور یہ صحیح و سقیم اور جرح و تعدیل کے علاوہ ایک مستقل علم ہے۔

اخبرنا محمد بن ابراھیم بن اسحاق الھاشمی قال حدثنا احمد بن سلمۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا قدامۃ السرخسی یقول سمعت عبدالرحمٰن بن مھدی یقول......

اس اسناد میں عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ: اگر مجھے ایک حدیث کی علت معلوم ہو جائے تو یہ مجھے بیس ایسی حدیثیں لکھنے سے زیادہ پسند ہے جو میرے پاس نہ ہوں۔

حاکم کہتے ہیں: حدیث کی تعلیل (علت بیان کرنے) کی کئی شکلیں ہیں جن میں جرح کا کوئی عمل دخل نہیں۔ مجروح راوی تو ساقط و کمزور ہوتا ہی ہے لیکن علتِ حدیث کا معاملہ یہ ہے کہ ثقہ راویوں میں بھی بکثرت یہ چیز پائی جاتی ہے کہ وہ کوئی علت والی حدیث بیان کر دیتے ہیں لیکن علت کا علم انہیں نہیں ہوتا اس لیے وہ حدیث "معلول" ہو حد ۱۱۳
جاتی ہے۔ اس میں دلیل قاطع ہمارے نزدیک صرف حفظ، فہم اور معرفت ہی ہے۔

عبدالرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ: حدیث کی معرفت تو ایک قسم کا الہام ہے۔ لہٰذا اگر آپ کسی عالم سے جو حدیث کی تعلیل کر رہا ہو یہ پوچھیں کہ تم کہاں سے (کس دلیل سے) یہ علت بیان کر رہے ہو تو اس عالم کے پاس کوئی علمی دلیل نہیں ہوگی۔

مجھ سے ذکر کیا ہے میں ابو علی حسین بن محمد بن عبدویہ وراق نے اور ان سے محمد بن صالح

گیلینی[1] نے بیان کیا اور ابو زُرعہ سے کسی نے سوال کیا کہ : آپ لوگ جو حدیث کی علت بیان کیا کرتے ہیں اس کی صحت کی دلیل کیا ہے ؟ جواب میں ابو زرعہ کو میں نے یوں کہتے سنا کہ : تم مجھ سے کسی حدیث کے بارے میں اس کی علت دریافت کرو۔ میں اس کی علت بیان کروں گا۔ اس کے بعد تم محمد بن مسلم بن وارہ کے پاس جا کر اسی حدیث کے بارے میں علت دریافت کرو مگر انھیں یہ نہ بتاؤ کہ تم مجھ سے دریافت کر چکے ہو۔ جب وہ علت بیان کر چکیں تو ابو حاتم کے پاس جاؤ اور ان سے بھی علت معلوم کرو۔ پھر اس حدیث کی علت کے بارے میں ہم تینوں کے بیانات کا مقابلہ کرو۔ اگر ہم تینوں کی بیان کردہ علت میں اختلاف ہو تو سمجھ لینا کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی رائے دی ہے اور اگر ہم تینوں کے بیان ایک جیسے ہوں تو اس علم تعلیل کی حقیقت کو سمجھ لینا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور تینوں کی بات کو یکساں پایا اس وقت اس نے کہا کہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ الہامی علم ہے۔

علل حدیث کی پہلی قسم کی مثال یوں ہے :

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جریج عن موسیٰ بن عقبة عن سهيل بن ابی صالح عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال : من جلس مجلسا كثر فيه لغطه فقال قبل ان يقوم سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك الا غفرله ما كان فی مجلسه ذلك۔

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بہت لایعنی باتیں کرے اور اٹھنے سے پہلے یوں کہے : سبحانک اللھم ..... الخ تو اس مجلس میں جو غلطی ہوئی ہو گی اسے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

---

[1] گیلین رَے کے کنارے ایک گاؤں کا نام ہے۔

حاکم کہتے ہیں: اس حدیث پر جو غور کرے گا اسے اس میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ صحیح کی شرط اس میں موجود ہے مگر اس میں ایک واضح علت بھی موجود ہے۔

مجھ سے ابونصر احمد بن محمد وراق نے بیان کیا کہ میں نے ابوحامد احمد بن حمدون قصار کو، انھوں نے مسلم بن حجاج کو یہ کہتے سنا کہ جب وہ (مسلم) محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس گئے تو ان کی پیشانی کو بوسہ دے کر کہا کہ اے استادوں کے استاد، سید محدثین اور علل حدیث کے طبیب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کے قدموں کو بھی چوم لوں۔ آپ کے پاس مجلس کے (مذکورۂ بالا) کفارے کے بارے میں اس سند سے: ص۱۱۴

حدثک محمد بن سلام قال ثنا مخلد بن یزید الحرانی قال اخبرنا ابن جریج عن موسی عن عقبة عن سہیل عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

جو حدیث پہنچی ہے اس کی علت کیا ہے؟ محمد بن اسماعیل نے کہا: یہ حدیث تو بڑے مزے کی ہے۔ مگر دنیا میں اس مضمون کی کوئی حدیث اس حدیث کے سوا نہیں جس کا مجھے علم ہو اور یہ واحد حدیث بھی خالی از علت نہیں۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے اُن سے وُہیب نے ان سے سُہیل نے عون بن عبد اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل نے کہا کہ یوں (سند) بیان کرنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ (پہلی سند میں) جو موسیٰ ابن عقبہ ہیں ان کا سہیل سے سننا مذکور نہیں۔

علل حدیث کی دوسری قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا العباس بن محمد الدوری قال ثنا قبیصة بن عقبة عن سفیان عن خالد الحذاء او عاصم عن ابی قلابة عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ارحم امتی ابوبکر واشدهم فی دین اللہ عمر واصدقهم حیاء عثمان واقرؤهم اُبَیّ بن کعب واعلمهم بالحلال والحرام

معاذ بن جبل و ان لکل امۃ امینا و امین ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ۔[1]

حاکم کہتے ہیں علت حدیث کی یہ دوسری قسم ہے۔ اگر یہ روایت اپنی اسناد کے لحاظ سے صحیح ہوتی تو صحیح میں بھی لائی جاتی۔ خالد حذاء۔ ابوقلابہ سے حضورؐ کا یہ ارشاد کہ ارحم امتی.... الخ مرسلاً مروی ہے جسے مسند بنا کر پیش کیا ہے اور ان لکل امۃ امینا الخ کو بھی ساتھ ہی جوڑ دیا ہے۔ بصری حفاظ نے خالد حذاء اور عاصم دونوں سے اسی طرح اسے روایت کیا ہے اور صحیحین میں ابوعبیدہ کے ذکر کے ساتھ جو متصل روایت آتی ہے اس میں یہ ارسال نہیں ہے۔

علت حدیث کی تیسری قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال ثنا ابن ابی مریم قال حدثنا محمد بن جعفر بن ابی کثیر عن موسی بن عقبۃ عن ابن ابی اسحاق عن ابی بردۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ۔ صـ۱۱۵

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: میں دن میں سو بار استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

حاکم کہتے ہیں کہ میری حدیث کی سند کو جو دیکھے گا (جو آگے آتی ہے) وہ یہ یقین کرے گا کہ اس میں صحیح کی شرط موجود ہے۔ بخلاف اس مذکورہ اسناد کے۔ کیونکہ اہل مدینہ جب اہل کوفہ سے روایت کرتے ہیں تو اس میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس مضمون کی میری

---

[1] اس سند میں حضورؐ کا ارشاد یوں ہے کہ: میری امت میں وہ سب سے زیادہ رحیم ابوبکر ہیں۔ دین خداوندی میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں۔ سب سے زیادہ باحیا عثمان ہیں۔ سب سے زیادہ قاری قرآن ابی بن کعب ہیں۔ حلال و حرام کے سب سے زیادہ واقف کار معاذ بن جبل ہیں۔ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امام ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

اسناد یوں ہے:

حدثنا ابو جعفر محمد بن صالح بن ھانیٔ قال ثنا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ قال ثنا ابو الربیع قال ثنا حماد بن زید عن ثابت البنانی قال سمعت ابا بردۃ یحدث عن الاغر المزنی وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ۔

اس سند میں حضورؐ کا ارشاد یوں ہے کہ میرے دل پر کبھی غبار سا آجاتا ہے تو میں دن میں سو بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

حاکم کہتے ہیں کہ مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں اسے ابو الربیع سے روایت کیا ہے اور یہ صحیح و محفوظ اور راہل کوفہ میں مسعر اور شعبہ وغیرہ نے بھی عمرو بن مرۃ عن ابی بردۃ اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

علت حدیث کی چوتھی قسم کی مثال یہ ہے:

اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار قال ثنا احمد بن محمد بن عیسی القاضی قال ثنا ابو حذیفۃ قال ثنا زھیر بن محمد عن عثمان بن سلیمان عن ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب بالطور۔

اس اسناد میں ہے کہ حضورؐ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ عسکری اور دوسرے شیوخ حدیث نے اس روایت کو احادیث میں شمار کیا ہے اور یہ تین وجوہ سے معلول ہے: ایک یہ کہ یہ عثمان وہی ہیں جو ابو سلیمان کے فرزند ہیں۔ دوسرے یہ کہ عثمان نے اسے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس میں حضورؐ سے سننے کا ذکر ہے حالانکہ ابو سلیمان نے نہ حضورؐ کو دیکھا نہ آپ سے کچھ سنا۔ اس کے دلائل ہم نے اپنی کتاب "تلخیص" میں بیان کر دیئے ہیں۔

صـ۱۱۶ علت حدیث کی پانچویں قسم کی مثال یہ ہے:۔ حدثنا ابو العباس

محمد بن یعقوب قال حدثنا بحر بن نصر قال انا ابن وهب قال اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شہاب عن علی بن الحسین عن رجال من الانصار انہم کانوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فرمی بنجم فاستنار فذکر الحدیث بطولہ۔

اس اسناد میں وہ طویل حدیث ہے جس میں کچھ انصار نے حضورؐ کے ساتھ ایک ٹوٹے ہوئے ستارے کی تیز روشنی دیکھی تھی۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کی علت یہ ہے کہ یونس بن یزید اپنے قوت حافظہ اور جلالت شان کے باوجود کچھ چھوڑ گئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ابن عباس کا کہنا ہے کہ مجھ سے بعض انصار نے یوں بیان کیا۔ ابن عُیینہ نے اور خود یونس نے اپنی تمام دوسری روایات میں نیز شعیب بن ابی حمزہ، صالح بن کیسان اور اوزاعی وغیرہ نے زہری سے اسی طرح بیان کیا ہے (یعنی بواسطہ ابن عباس)، اور صحیح میں اس کی تخریج موجود ہے۔

علت حدیث کی چھٹی قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو اسحاق ابراهیم بن محمد بن یحیی قال ثنا ابو العباس الثقفی قال ثنا حاتم بن اللیث الجوهری قال ثنا حامد بن ابی حمزۃ السکری قال ثنا علی بن الحسین بن واقد قال حدثنی ابی عن عبد اللہ بن بُریدۃ عن ابیہ عن عمر بن الخطاب قال قلت یا رسول اللہ مالک افصحنا ولم تخرج من بین اظهرنا؟ قال کانت لغۃ اسماعیل قد درست فجاء بها جبرائیل علیہ السلام الیَّ فحفظتیها۔

اس اسناد میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ حضورؐ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ ہم لوگوں کے سامنے ایسی فصیح زبان کبھی نہیں بولی جاتی۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ حضرت اسماعیل کی زبان تو مٹ چکی تھی مگر جبریلؑ اسے لے کر

میرے پاس آئے اور مجھے اذیت دی۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث کی علت عجیب و غریب ہے۔ اس کی سند اور الفاظ دراصل یوں ہیں:۔

حدثنی ابو عبداللہ محمد بن العباس الضبی رحمہ اللہ من اصل کتابہ قال اخبرنا احمد بن علی بن رزین الباشانی قال ثنا علی بن خشرم قال حدثنا علی بن الحسین بن واقد قال بلغنی ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ انک افصحنا ولم تخرج من بین اظہرنا؟ قال کانت لغۃ اسماعیل قد درست فاتانی بہا جبرائیل فحفظنیہا۔

علت حدیث کی ساتویں قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا الشیخ ابو بکر احمد بن اسحاق الفقیہ قال اخبرنا ابو بکر یعقوب بن یوسف المطوعی قال ثنا ابو داؤد سلیمان بن محمد المبارکی قال ابو شہاب عن سفیان الثوری عن الحجاج بن فرافصۃ عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المؤمن غِرٌّ کریم والفاجر خب لئیم۔

اس سند میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: مومن بھولا شریف ہوتا ہے اور فاجر فریبی کمینہ ہوتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن یونس اور یحییٰ بن ضریس نے ثوری سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن جب میں نے غور کیا تو اس میں ایک علت نظر آئی۔

اخبرنا ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال ثنا احمد بن سیار قال ثنا محمد بن کثیر قال حدثنا سفیان الثوری عن الحجاج بن فرافصۃ عن رجل عن ابی سلمۃ قال سفیان اراہ ذکر اباہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المؤمن ... الخ

اس سند میں یحییٰ بن ابی کثیر کی بجائے عن رجل ہے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ابو بکر کے متعلق میرا خیال ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہ کا نام لیا تھا اور مذکورۂ بالا حدیث نبوی لیعنی المؤمن غرٌ......... الخ بیان کی تھی۔

علت حدیث کی آٹھویں قسم کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا محمد بن اسحاق الصاغانی قال ثنا روح بن عبادة قال حدثنا هشام بن ابی عبد الله عن یحیی بن ابی کثیر عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه کان اذا افطر عند اهل بیت قال افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار ونزلت علیکم السکینة۔

اس سند میں ہے کہ آنحضورؐ جب کسی گھر والے کے ہاں افطار فرماتے تو یوں دعا دیتے:

روزے دار تمھارے ہاں افطار کرتے رہیں اور ابرار تمھارا کھانا کھاتے رہیں اور تم پر نزول سکینہ ہوتا رہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یحییٰ بن ابی کثیر کی جو روایت انس بن مالک سے ہے یہ ہمارے نزدیک بھی دوسری سند سے ثابت ہے۔ فرق یہ ہے کہ یحییٰ نے انس سے یہ روایت سنی نہیں۔ علاوہ ازیں اس میں ایک اور بھی علت موجود ہے۔ صحیح یوں ہے:

اخبرنا ابو العباس قاسم بن القاسم السیاری وابو محمد الحسن بن حلیم المروزیان بمرو قالا حدثنا ابو الموجه قال اخبرنا عبدان ص۱۱۴ قال اخبرنا عبد الله بن المبارک قال اخبرنا هشام عن یحیی بن ابی کثیر قال حُدِّثتُ عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افطر عند اهل بیت قال افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکة۔

علت حدیث کی نویں قسم کی مثال یہ ہے:

اخبرنا ابو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللہ البغدادی قال ثنا یحیی بن عثمان بن صالح السہمی قال حدثنا سعید بن کثیر بن عفیر قال حدثنی المنذر بن عبد اللہ الحزامی عن عبد العزیز بن ابی سلمۃ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ قال سبحانک اللھم تبارک اسمک وتعالی جدک۔ وذکر الحدیث بطولہ۔

اس سند میں ہے کہ حضورؐ جب نماز شروع کرتے تو یوں فرماتے: سبحانک اللھم..... الخ اس کے بعد پوری طویل حدیث راوی نے بیان کی۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث میں واقعی ایک علت ہے اور منذر بن عبد اللہ نے اس میں مجرّت کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ دوسری سند جو صحیح مسلم میں بھی ہے یوں ہے:

حدثنا ابو جعفر محمد بن عبید اللہ العلوی النقیب بالکوفۃ قال حدثنا الحسین بن الحکم الحبری قال ثنا ابو غسان مالک بن اسماعیل قال ثنا عبد العزیز بن ابی سلمۃ قال ثنا عبد اللہ بن الفضل عن الاعرج عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بن طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا افتتح الصلوۃ...... الخ ظاہر ہے کہ اس سند کے الفاظ مختلف ہیں۔

علت حدیث کی دسویں قسم کی مثال یہ ہے:

اخبرنا احمد بن علی بن الحسن المقری قال حدثنا ابو فروۃ یزید بن محمد بن یزید بن سنان الرھاوی قال ثنا ابی عن ابیہ عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ضحک فی صلاتہ یعید الصلوۃ ولا یعید الوضوء۔

اس سند سے یہ ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ جو نماز میں ہنسے وہ نماز دہرائے اور وضو کو

دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں واقعی ایک علت ہے۔ دوسری لمبے علت ہا سند یوں ہے :

اخبرنا ابوالحسین علی بن عبدالرحمان السبیعی بالکوفة قال ثنا ابراهیم بن عبد اللّٰه العبسی قال ثنا وکیع عن الاعش عن ابی سفیان قال سئل جابر عن الرجل یضحک فی الصلاة قال، یعید الصلاة ولا یعید الوضوء۔ ص۱۱۹

اس سند میں واضح ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ جابر کا قول ہے :

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے یہاں علت حدیث کی دس اقسام بیان کی ہیں اور باقی اقسام کا ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ دس قسمیں ہم نے اس لیے بیان کر دی ہیں کہ یہ شاذ معلول احادیث کے لیے یہ مثال بن سکیں اور اس علم کے متبحر حضرات صحیح راستہ اختیار کر سکیں کیونکہ علل حدیث کی پہچان فن حدیث کا بڑا اہم شعبہ ہے۔

علم حدیث کی اٹھائیسویں قسم

یہ ہے شاذ روایات کی پہچان - یہ معلول سے الگ چیز ہے ۔ معلول تو وہ ہے جس کی علت معلوم ہوجاتی ہے مثلاً یہ کہ ایک حدیث دوسری میں داخل ہوگئی ہے یا راوی کو وہم ہوگیا ہے یا کسی ایک نے مرسل حدیث بیان کی اور وہم کرنے والے نے اسے متصل بنا دیا۔ لیکن شاذ دوسری چیز ہے ۔ یہ ایسی حدیث ہے جسے کوئی ایک ہی ثقہ بیان کرتا ہے اور اس حدیث کے لیے کوئی "متابع" (تائید کرنے والی) حدیث موجود نہیں ہوتی میں نے ابوبکر احمد بن محمد متکلم اشعر کو ، انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو اور انھوں نے یونس عبدالاعلی کو شافعی کا یہ قول بیان کرتے سنا ہے کہ شاذ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اسے ایک ثقہ روایت کرے اور اس کے سوا کوئی دوسرا روایت نہ کرے بلکہ شاذ حدیث یہ ہے کہ ایک ثقہ ایسی حدیث روایت کرے کہ دوسرے لوگ اس کے خلاف حدیث روایت کریں۔ اس کی مثال یہ ہے :

حدثنا ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ قال ثنا موسی بن هارون قال ثنا قتیبة بن سعید قال ثنا اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة تبوک اذا ارتحل قبل زایغ الشمس اخر الظهر حتی یجمعها الی العصر فیصلیهما جمیعا واذا ارتحل بعد زایغ الشمس صلی الظهر والعصر جمیعاً ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیها مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب -

اس سند میں معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور جب سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہوتے تو ظہر میں تاخیر کر کے اسے عصر سے ملا کر دونوں نمازیں ادا فرماتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تو ظہر و عصر دونوں ادا فرما کر روانہ ہوتے اور جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب میں تاخیر کر کے اسے عشا سے ملا لیتے اور اگر مغرب کے بعد سفر فرماتے تو عشاء میں جلدی کر کے اسے مغرب کے ساتھ ادا فرما لیتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کے راوی ثقہ ائمہ ہیں تاہم اس کی اسناد شاذ ہے لیکن ہمیں اس کے متن میں کسی ایسی علت کا علم نہیں جو ہم بیان کر سکیں۔ اگر یہ حدیث لیث عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل ہوتی تو ہم اس کی علت بتا دیتے۔ اور اگر یزید بن ابی حبیب عن ابی الزبیر ہوتی جب بھی ہم اس کی علت بتا دیتے۔ لیکن چونکہ ہم یہاں یہ دونوں علتیں نہیں پاتے اس لیے یہ معلول حدیث سے باہر ہے۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل کی کوئی روایت موجود نہیں نیز یہ متن اس انداز سے نہ ابوالطفیل کے کسی شاگرد سے مروی ہے اور نہ کسی ایسے شخص سے مروی ہے جو عن معاذ بن جبل عن ابی الطفیل روایت کرتا ہو تو ہم اس حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

ہم سے لوگوں نے ابوالعباس ثقفی کی زبانی قتیبہ بن سعید کا یہ قول بیان کیا ہے کہ: اس حدیث پر احمد بن حنبل، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوخیثمہ اور دو مزید محدثین یعنی سات ائمۂ حدیث کی علامت بنی ہوئی ہے جنھوں نے ان سے (قتیبہ سے) یہ حدیث لکھی ہے اور ہم سے احمد بن جعفر قطیعی نے اپنے والد عبد اللہ بن احمد بن حنبل کا یہ قول بیان کیا کہ ہم سے بھی قتیبہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ائمہ حدیث نے یہ روایت قتیبہ سے سنی تھی لیکن اس کی اسناد اور متن دونوں پر تعجب ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اس کی علت بیان کرنے کا ذکر ہم تک نہیں پہنچا۔ ہمیں حافظ ابوعلی نے بھی یہ باب پڑھ کر سنایا اور امام عصر ابوعبدالرحمان نسائی نے عن قتیبۃ بن سعید سے روایت کیا مگر نہ ابوعبدالرحمان

نے اس کی کوئی علت بیان کی نہ ابوعلی نے۔ لیکن ہم نے غور کیا تو قتیبہ بن سعید کے ثقہ و مامون ہونے کے باوجود یہ حدیث موضوع نکلی۔

حدثنی ابوالحسن محمد بن موسی بن عمران الفقیہ قال ثنا محمد بن اسحاق بن خزیمۃ قال سمعت صالح بن حفصویہ النیسابوری قال ابوبکر وھو صاحب حدیث یقول سمعت محمد بن اسماعیل البخاری یقول قلت لقتیبۃ بن سعید......

اس سند میں ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے قتیبہ سے دریافت کیا کہ یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل کی یہ حدیث آپ نے کس سے لی ہے۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ: خالد مدائنی سے۔ بخاری نے کہا کہ: خالد مدائنی شیوخ حدیث کے نام سے احادیث داخل کر دیا کرتا تھا۔ اسی قسم کی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو الثقۃ المامون من اصل کتابہ قال حدثنا ابوالحسن احمد بن سیّار قال ثنا محمد بن کثیر العبدی قال ثنا سفیان الثوری قال حدثنی ابوالزبیر عن جابر بن عبداللہ الانصاری قال.....

اس سند میں جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ: میں نے حضورؐ کو نماز ظہر میں دیکھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اپنی اسناد اور متن دونوں ہی کے لحاظ سے شاذ ہے کیونکہ ہمیں اس کی علت کا علم نہیں۔ ثوری عن ابی الزبیر یہ حدیث موجود نہیں اور رفع یدین کی حدیث میں کسی نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ نماز ظہر تھی یا کوئی اور نماز تھی۔ نیز بجز ابراہیم بن طہمان کے ہمیں کسی ایسے شخص کا علم نہیں جس نے ابوالزبیر سے یہ روایت کی ہو۔ ابراہیم اس میں منفرد ہیں۔ ہاں ایک حدیث ہے جو سلیمان بن احمد ملطی نے زیاد بن سوقہ سے بیان کی ہے مگر سلیمان متروک ہے۔ یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ میں نے اپنے کچھ رفقا کو اس

حدیث کی یہ علت بیان کرتے سنا ہے کہ یہ محمد بن کثیر عن ابراہیم بن طہمان مروی ہے۔ لیکن یہ فاش غلطی ہے۔ محمد بن کثیر نے ایک حرف بھی ابراہیم بن طہمان سے نہیں روایت کیا ہے۔ لوگوں کو شاید یہ وہم ہوا ہے کہ جس طرح ابوحذیفہ ابراہیم بن طہمان سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح محمد بن کثیر بھی روایت کرتے ہوں گے اس لیے کہ دونوں کے دونوں ثوری سے روایت کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ ابوحذیفہ تو ایسے لوگوں سے روایت کرتے ہیں جنھوں نے محمد بن کثیر سے کچھ بھی نہیں سنا۔ مثلاً ابراہیم بن طہمان، اشبل بن عباد اور عکرمہ بن عمار وغیرہ۔ یہ سب اکابر شیوخ ہیں (جن سے محمد بن کثیر نے سنا ہی نہیں)

حدثنا ابو الحسین عبد الرحمان بن نصر المصری الاصم ببغداد قال ثنا ابو عمرو بن خزیمۃ البصری بمصر قال ثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری قال حدثنا ابی عن ثمامۃ عن انس قال: کان قیس بن سعد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ صاحب الشُّرط من الامیر یعنی ینظر فی امورہ۔ وحدثنا جماعۃ من مشائخنا عن ابی بکر محمد بن اسحاق قال حدثنی ابو عمرو محمد بن خزیمۃ البصری وکان ثقۃ فذکر الحدیث بنحوہ۔

ان دونوں سندوں میں حضرت انس سے روایت ہے کہ قیس بن سعد حضورؐ کے لیے بمنزلہ باڈی گارڈ کے تھے جو حضورؐ کے معاملات پر نظر رکھتے تھے۔ نیز ہمارے مشائخ ایک جماعت نے ابوبکر محمد بن اسحاق کی زبانی بیان کیا کہ ابوعمرو محمد بن خزیمہ بصری نے جو ثقہ ہیں اسی طرح یہ حدیث بیان کی۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ بالکل ہی شاذ ہے کیونکہ اس کے رواۃ گو ثقہ ہیں مگر نہ انس رضؓ سے اس روایت کا کوئی ثبوت ہے نہ کسی اور صحابی سے کسی دوسری سند سے اس کی روایت ہے۔

علمِ حدیث کی انتیسویں قسم

یہ علمِ حدیث حضورؐ کی ایسی سنتوں کے علم پر مشتمل ہے جن کے خلاف دوسری سنتیں موجود ہیں اور صحت وسقم میں دونوں ہی برابر کا درجہ رکھتی ہیں۔ لہٰذا اصحابِ مذاہب ان میں سے کسی ایک کو اپنے لیے حجت قرار دے لیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال انا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا سفیان عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قال خرجنا...... الخ

اس سند میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ (سفرِ حج میں) نکلے تو حضورؐ نے فرمایا، جو چاہے وہ حج وعمرہ دونوں کا اہلال[1] کرے اور جو چاہے وہ صرف حج کا اہلال کرے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضورؐ نے صرف حج کا اہلال فرمایا۔ کچھ لوگوں نے حج وعمرہ دونوں کا اہلال کیا اور کچھ نے صرف عمرے کا اہلال کیا اور میں بھی انہی لوگوں میں تھی جنھوں نے صرف عمرے کا اہلال کیا۔

حدثنا ابو الحسین احمد بن عثمان المقریٔ ببغداد قال حدثنا محمد بن ماہان قال ثنا عبد الرحمان بن مہدی قال ثنا مالک بن انس عن عبد الرحمان بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج۔

اس سند میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے ہے کہ حضورؐ نے افرادِ حج فرمایا۔

اخبرنی عمر بن صفوان الجمحی بمکۃ قال حدثنا علی بن عبد العزیز

---

[1] اہلال کے معنی ہیں احرام باندھ کر مخصوص کلمات ادا کرنا۔

قال حدثنا ابراهیم بن زیاد سبلان قال ثنا عباد بن عباد عن عبید الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال...... الخ ۱۱۳

اس سند میں بھی یہی مضمون ابن عمرؓ سے ہے کہ ہم نے حضورؐ کے ساتھ افراد حج کیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ان روایتوں نیز جابر بن عبد اللہ کی روایتوں سے بھی صراحت کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ نے حج افراد کیا تھا۔ یہ سب روائتیں صحیح میں موجود ہیں؛ لیکن جو روائتیں ان کے بالکل خلاف جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) اخبرنا أبو العباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال ثنا سعید بن مسعود قال حدثنا عُبید الله بن موسی قال اخبرنا سفیان عن قیس بن مسلم طارق بن شهاب عن ابی موسی قال قدمت.... الخ

اس سند میں ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ: میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضورؐ بطحاء میں تھے۔ حضورؐ نے پوچھا: تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ عرض کیا: جس کا احرام حضورؐ نے باندھا ہے۔ پوچھا: کوئی ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: پھر صرف طواف کعبہ اور سعی بین الصفا والمروہ کر کے احرام اتار دو[1]۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔

(۲) اخبرنا احمد بن جعفر القطیعی قال ثنا عبد الله بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن قتادة قال قال عبد الله بن شقیق ...... الخ

اس سند میں عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ: عثمانؓ حج تمتع سے منع کرتے تھے اور علیؓ اس کا حکم دیتے تھے۔ عثمانؓ نے علیؓ سے اعتراضاً یا سوالاً کچھ کہا تو علیؓ نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔ عثمانؓ نے کہا: ہاں کیا ہے لیکن ہمیں اس وقت خطرات تھے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کے ساتھ ہدی تھا اور حضورؐ مفرد نہ تھے کیونکہ مفرد پر قربانی نہیں۔

(۳) اخبرنا ابو العباس المحبوبی قال ثنا احمد بن سیّار قال حدثنا محمد بن کثیر قال ثنا سفیان بن غُنیم بن قیس عن سعد بن مالک انہ سمع...... الخ

اس سند میں ہے کہ سعد بن مالک نے جب معاویہ کو حج تمتع سے منع کرتے سنا، تو سعد نے کہا: ہم لوگوں نے حضورؐ کے ساتھ حج تمتع ادا کیا ہے اور معاویہ اس وقت مکے میں بحالت کفر تھے۔

صلا۲۴۳ (۴) حدثنا ابو بکر بن اسحاق الامام قال اخبرنا احمد بن ابراھیم قال حدثنا ابن بُکیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شھاب عن سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال: تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع بالعمرۃ الی الحج (الحدیث)

اس سند میں عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع میں حضورؐ نے حج تمتع فرمایا تھا۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ تمام روائتیں صحیح میں موجود ہیں جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ نے (افراد نہیں) بلکہ تمتع فرمایا تھا، لیکن بعض روائتیں ان صحیح روایات کے بھی خلاف ہیں (جن میں افراد اور تمتع دونوں کی نفی اور قرانؐ کی تائید ہوتی ہے) مثلاً:

(۱) اخبرنا ابو سھل احمد بن محمد الزیادی قال ثنا محمد بن الفرج الازرق قال حدثنا الحسن بن موسی الاشیب قال ثنا شعبۃ عن حُمید بن ھلال قال سمعت مطرّفا قال قال لی عمران بن حصین...... الخ

اس سند میں ہے کہ عمران بن حصین نے مطرِف سے کہا کہ میں تمھیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو امید ہے کہ اللہ تمھارے لیے اسے سودمند بنائے گا۔ سنو حضورؐ نے حج اور عمرے کو یکجا کیا تھا (یعنی قران کیا تھا) اور اس سے منع نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی اور قرآن کی کوئی آیت اس کی تحریم کے لیے نہیں نازل ہوئی۔

لہ قران کا مطلب ہے عمرے کا احرام حج ختم کرنے تک باندھے رہنا۔

(۲) حدثنا ابوعبد اللہ محمد بن یعقوب قال ثنا ابراھیم بن عبداللہ قال اخبرنا یزید بن ھارون قال اخبرنا حمید عن بکر عن انس قال..... الخ

اس سند میں انس کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کو حج وعمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ[1] کرتے سنا ہے۔ جسے ابوبجبہ روایت کیا کہ میں نے ابن عمر سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا، کہ حضورؐ نے فقط حج کا تلبیہ فرمایا تھا۔ پھر میں نے ابن عمر کی یہ بات انس سے بیان کی تو وہ بولے کہ: تم لوگ ہمیں بچّہ سمجھتے ہو۔ میں نے خود حضورؐ کو لبیک عمرۃً وحجاً فرماتے سنا ہے ــــ خود ابن عمر اور اسماء بنت ابی بکر سے بھی ایسی روایت موجود ہے۔ اور ان سب روایتوں میں یہ صراحت ہے کہ حضورؐ نے حجِ قران فرمایا۔ یہ اگرچہ ایک ہی حج تھا لیکن ایک دوسرے سے متصادم ہونے والی سب روایتیں بھی صحیح ہیں ــــ امام ابوبکر محمد بن اسحاق نے ان تمام روایتوں پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور حج تمتع کو ترجیح دی ہے۔ احمد بن حنبل اور اسحاق نے بھی یہی راہ اختیار کی ہے۔ شافعی نے افراد حج کو اور ابوحنیفہ نے قران حج کو اختیار کیا ہے۔

متناقض روایتوں کی دوسری مثال یہ ہے:

(۱) حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال ثنا محمد بن عبید عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان عمر قال..... الخ

اس سند میں حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر وضو کرلے۔

(۲) حدثنا ابوعبد اللہ الشیبانی قال ثنا ابراھیم بن عبد اللہ قال اخبرنا وھب بن جریر قال انا شعبۃ عن الحکم عن ابراھیم عن الاسود

---

[1] لبیک اللھم لبیک..... الخ کہنا۔

عن عائشۃ انہا قالت..... الخ

اس سند میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ بحالت جنابت سونے یا کھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرما لیتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ روائتیں صحیح ہیں اور ان کا تعارض جن روایتوں سے ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) اخبرنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عَتّاب العبدی قال ثنا ابو قلابۃ۔ محمد بن سلیمان قالا حدثنا ابو عاصم عن سفیان الثوری عن ابی اسحاق عن الاسود بن یزید عن عائشۃ قالت..... الخ

اس سند میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ بحالت جنابت پانی کو چھوئے بغیر سو جاتے تھے۔

(۲) اخبرنا احمد بن سلیمان الفقیہ قال ثنا جعفر بن محمد بن شاکر قال حدثنا عفان قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابی اسحاق عن الاسود قال..... الخ

اس سند میں ہے کہ اسود نے حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے کچھ باتیں بتائیں اور کہا کہ نماز ادا فرمانے کے بعد حضورؐ بستر پر چلے جاتے۔ پھر اگر قربت کی ضرورت محسوس فرماتے تو فراغت کے بعد اسی حالت میں سو جاتے اور پانی کو چھوتے بھی نہ تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ تمام اسانید صحیح ہیں، مگر دونوں طرح کی حدیثیں باہم متصادم ہیں۔ اہل مدینہ و کوفہ کی روائتیں وضو پر متفق ہیں اور ابو اسحاق سبیعی کی روایات اس سے متعارض ہیں۔

تعارض روایات کی تیسری مثال:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا بحر بن نصر قال قرئ علی ابن وهب اخبرک مالک بن انس واللیث بن سعد ویونس بن یزید وابن سمعان ان ابن شهاب اخبرهم قال اخبرنی انس بن مالک ان..... الخ

اس سند میں انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضورؐ (ایک بار) گھوڑے پر سوار ہوئے تو گر

حد ۱۲۶ پڑے اور آپؐ کی دائیں جانب چوٹ آگئی۔ حضورؐ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی اور ہم لوگوں نے بھی حضورؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: امام تو اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدار کی جائے۔ لہٰذا اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب کے سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیحین میں موجود ہے اور صحابہ میں اس کے اور شواہد بھی موجود ہیں لیکن اس سے جس روایت کا تعارض ہوتا ہے وہ یہ ہے:

حدثنا ابوبکر بن اسحاق قال اخبرنا محمد بن احمد بن النضر قال حدثنا معاویۃ بن عمرو قال ثنا زائدۃ ح وحدثنا محمد بن صالح قال ثنا محمد بن عمرو الحرشی قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا زائدۃ قال ثنا موسی بن ابی عائشۃ عن عبید اللہ بن عبد اللہ قال..... الخ

اس سند میں عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور کہا کہ کیا آپؓ حضورؐ کی وفات کا کچھ حال بیان فرمائیں گی؟ بولیں: ہاں جب حضورؐ بہت کمزور ہو گئے تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس کے بعد عبید اللہ نے پوری حدیث بیان کی جس میں حضورؐ کا حجرے سے باہر آنے اور حضرت ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ کر امامت فرمانے اور لوگوں کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے یہ بھی بتایا کہ حضورؐ کی نماز بیٹھ کر ہوئی تھی اور حضرت ابوبکر کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ حضورؐ کی اس نماز کو نیز حضرت ابوبکر کو باجماعت نماز پڑھانے کے ارشاد نبویؐ کو عائشہؓ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ نے روایت کیا ہے۔ مثلاً عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عباس بن عبد المطلب، زید بن ارقم، عبد اللہ بن عباس، ابوموسیٰ اشعری،

عبداللہ بن زمعہ، سالم بن عبید، انس بن مالک، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر وغیرہم ہیں صحیح میں ان روایتوں کا بڑا حصہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حضورؐ کے دونوں طرز عمل میں یہ آخری ہے۔

تعارض روایات کی چوتھی مثال: ۱۲۷

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا مالک عن نافع عن نبیہ بن وھب ان عمر بن عبید اللہ اراد ان یزوج طلحۃ بن عمر بنت شیبۃ بن جبیر فارسل الی ابان بن عثمان لیحضر ذلک وھو امیر الحاج فقال ابان سمعتُ عثمان بن عفان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ....

اس اسناد میں ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جُبیر کی لڑکی سے کرنا چاہا تو ابان بن عثمان کو، جو اس وقت امیر الحاج تھے شرکت کی دعوت دی۔ ابان نے حضرت عثمان کی زبانی حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ: حالت احرام میں نہ کوئی نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ پیغام نکاح بھیجے۔

حاکم کہتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح کی ممانعت کا باب صحیح میں اکثر جگہ موجود ہے۔ اور اس کے خلاف جو روائتیں ہیں وہ یہ ہیں:

حدثنی علی بن حمشاذ العدل قال حدثنا اسماعیل بن اسحاق القاضی قال حدثنا علی بن المدینی قال ثنا سفیان قال ثنا عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس ان.......

اس اسناد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ: کہ حضورؐ نے حضرت میمونہ سے بحالت احرام نکاح کیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ ابن عباس کی یہ روایت سعید بن جُبیر، عطاء بن رباح، طاؤس بن کیسان، عکرمہ مولی ابن عباس، مجاہد بن جبر اور عبداللہ بن ابی ملکیہ وغیرہم سے بھی مروی

ہے۔ سعید بن مسیب اس حدیث سے انکار کرتے تھے اور یزید بن اصم ابو رافع کا یہ قول روایت کرتے تھے کہ: تنذاکی قسم میں حضورؐ اور میمونہؓ کے درمیان قاصد تھا اور حضورؐ نے حلال ہی نکاح فرمایا۔ میں (حاکم) نے اس حدیث کی علت کتاب الاکلیل میں عمرۃ القضا کے بیان میں ایسی شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دی ہے۔ جس سے مجھے پورا اطمینان ہے۔

تعارض روایات کی پانچویں مثال:

اخبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی قال حدثنا جدی قال ثنا عبد اللّٰہ بن صالح قال اخبرنا ابن لہیعۃ عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الحج والعمرۃ فریضتان واجبتان۔

اس سند سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ حج اور عمرہ دونوں ضروری فریضے ہیں لیکن حجاج بن ارطاۃ کی حدیث اس کے خلاف جاتی ہے۔ وہ یہ ہے:

۱۲۵ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا ابراہیم بن مرزوق قال ثنا فہد بن حیان قال ثنا عبد الواحد بن زیاد قال ثنا الحجاج بن ارطاۃ عن محمد بن المنکدر عن جابر ان......

اس اسناد میں یہ روایت ہے کہ: ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ اگر تم عمرہ ادا کر و تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

تعارض روایات کی چھٹی مثال یہ ہے:

حدثنا ابو بکر بن اسحاق وعلی بن حمشاذ وجعفر بن محمد الخلدیؒ عمرو بن محمد العدل وابو بکر بن بالویہ والحسن بن محمد الازہری قال الامام اخبرنا وقالوا حدثنا عبد اللّٰہ بن ایوب بن زاذان الضریر قال ثنا محمد بن سلیمان الذہلی قال ثنا عبد الوارث بن سعید قال...

اس اسناد میں عبد الوارث بن سعید کہتے ہیں کہ میں مکے میں گیا تو وہاں ابو حنیفہ، ابن ابی لیلی

اور ابن شبرمہ کو پایا میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا کہ ایک شخص کوئی سودا کرے اور اس کے ساتھ کوئی شرط بھی لگا دے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟ ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ ایسا سودا بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں نے ابن ابی لیلیٰ سے یہی سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ : ایسی بیع تو جائز ہے مگر شرط باطل ہو گی پھر میں نے ابن شبرمہ کے پاس آکر یہی مسئلہ دریافت کیا تو وہ بولے کہ : ایسی بیع اور شرط دونوں جائز ہیں۔ میں نے کہا کیا عجیب بات ہے کہ عراق کے آپ تینوں فقہا ایک ہی مسئلے میں مجھے مختلف جواب دے رہے ہیں۔ پھر میں نے ابوحنیفہ کے پاس آکر یہ صورتِ حال بیان کی تو آپ نے کہا : مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں نے کیا جواب دیا۔ مجھ سے تو عمرو بن شعیب نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان (عمرو) کے دادا نے بیان کیا کہ حضورؐ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا بیع اور شرط دونوں ہی باطل ہیں۔ پھر میں نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس آکر اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں نے کیا جواب دیا۔ مجھ سے تو ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے تو حضورؐ نے یہ حکم دیا تھا کہ میں بریرہ کو خرید لوں پھر اسے آزاد کر دوں۔ لہٰذا بیع جائز اور شرط باطل ہے۔ پھر میں نے ابن شبرمہ کے پاس آکر یہ سارا واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں نے کیا کہا۔ مجھ سے تو مسعر بن کدام عن محارب بن دثار عن جابر نے بیان کیا کہ میں (جابر) نے حضورِ اکرمؐ کے ہاتھ ایک ناقے کا سودا کیا تھا اور حضورؐ نے یہ شرط رکھی تھی کہ اسے مدینے تک پہنچا دیا جائے۔ پس ایسی بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔

حاکم کہتے ہیں کہ میں نے مثال کے طور پر یہ حدیثیں پیش کی ہیں ورنہ ایسی حدیثیں بہت ہیں جن کو شرح و بسط سے ذکر کرنے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

۱۲۹

علم حدیث کی تیسویں قسم

علم حدیث کی یہ قسم ایسی روایات سے تعلق رکھتی ہے جن میں کسی جہت سے بھی کوئی تعارض نہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے :

حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن علی الصنعانی بمکۃ قال ثنا اسحاق بن ابراھیم بن عباد قال انا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزھری قال اخبرنی القاسم بن محمد ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا وھی مستترۃ بقرام فیہا صورۃ تماثیل فتلون وجھہ ثم اھوی الی القرام فھتکہ بیدہ ثم قال : ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یشبھون بخلق اللہ ۔

اس اسناد میں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ حضورؐ ان کے پاس آئے اور وہ ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھیں جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ بس حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر حضورؐ نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ : بروز حشر سب سے زیادہ عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو مخلوق خداوندی کی مشابہت پیدا کرتے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ صحیح سنت ہے جس کے خلاف کوئی روایت نہیں[1]

---

[1] اس موقع پر میری ایک کتاب "مقالات" میں اسلام اور مصوری کا مضمون پڑھ لینا مفید ہوگا یہ کتاب ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے شائع ہوئی ہے۔

دوسری مثال یہ ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا ابراھیم بن مرزوق قال ثنا وھب بن جریر قال ثنا شعبة عن سماک بن حرب عن مصعب بن سعد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لایقبل اللہ صلوة بغیر طُھور ولا صدقة من غلول۔

اس اسناد میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ بغیر طہارت کے کوئی نماز اور خیانت کا کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ بھی سنت صحیحہ ہے جس کی معارض کوئی روایت نہیں۔

تیسری مثال:

اخبرنا احمد بن سلیمان الموصلی قال ثنا علی بن حرب قال ثنا سفیان عن الزھری عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا وضع العَشاء واقیمت الصلوة فابدؤا بالعشاء۔

اس اسناد میں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: جب طعام شب (سامنے) رکھ دیا جائے اور ادھر نماز شب کھڑی ہو جائے تو آغاز کھانے سے کرو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس سنت صحیحہ کے خلاف بھی کوئی روایت نہیں۔

چوتھی مثال:

اخبرنا حمزة بن العباس العُقبی [ببغداد] حدثنا محمد بن عیسی المدائنی قال حدثنا سفیان بن عُیینہ عن الزھری عن عروة عن عائشة قالت جاءت امرأة رفاعة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: ان رفاعة قد طلقنی فابتّ طلاقی فتزوجت عبد الرحمان بن الزَّبیر وانما معه مثل ھُدبة الثوب فقال: اتریدین ان ترجعی الی رفاعة؟ لا۔ حتی تزوقی عُسیلته ویذوق عسیلتک۔ وابوبکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخالد بن سعید ینتظر ان یؤذن له فقال یا ابا بکر الا تسمع ما تجھر به عند رسول اللہ صلی اللہ

ص۱۳۰

علیہ وسلم؟

اس اسناد میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رفاعہ کی بیوی نے حضورؐ کے پاس آکر کہا کہ: رفاعہ نے مجھے طلاق دی اور طلاق بتّہ دی (عدت کے بعد) میں نے عبد الرحمان بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر اس کے پاس تو کپڑے کی جھالر کے سوا کچھ بھی نہیں (یعنی وہ نامرد ہے) حضورؐ نے فرمایا: تم رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو مگر ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا، جب تک تم اس کا اور وہ تمھارا شہد نہ چکھ لے۔ (یعنی مکمل مواصلت نہ ہو) اس وقت حضورؐ کے پاس حضرت ابوبکرؓ موجود تھے اور خالد بن سعید اس انتظار میں تھے کہ انھیں (اس عورت کو کچھ تنبیہ کرنے) کا حکم ملے۔ آخر انھوں نے کہا کہ: اے ابوبکر! یہ عورت جس بے حجابی سے حضورؐ کے سامنے بات کر رہی ہے کیا آپ اسے سن نہیں رہے ہیں؟

حاکم کہتے ہیں یہ بھی ایسی روایت ہے جس کے خلاف کوئی روایت نہیں۔

پانچویں مثال:

حدثنا ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال ثنا الفضل بن عبد الجبار قال ثنا النضر بن شمیل قال اخبرنا ابن جریج عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......

اس اسناد میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: اسلام میں کوئی شغار نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس سنت صحیحہ کی بھی معارض کوئی روایت نہیں۔ عثمان بن سعید دارمی نے اس باب میں ایک ضخیم کتاب تصنیف کی ہے۔

علم حدیث کی اکتیسویں قسم

اس حدیث کا تعلق ان فقہی زائد الفاظ کی پہچان سے ہے جو تنہا کسی ایک ہی راوی کی روایت میں ہوتے ہیں۔ اولاً تو ایسی روایت کا وجود ہی بہت کم ہے، دوسرے اسے یاد رکھنے والے فنکار بھی بہت کم ہیں۔ اس کو یاد رکھنے والے بغداد میں ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد فقیہہ نیساپوری ہیں اور خراسان میں ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی جرجانی ہیں اور ان دونوں کے بعد ہمارے شیخ ابوالولید ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس قسم کی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابوعمرو عثمان بن احمد بن السماک قال حدثنا الحسن بن مُکْرم قال ثنا عثمان بن مِخول عن الولید بن عیزار عن ابی عمرو الشیبانی عن عبداللہ بن مسعود قال ......

۱۳۱ص اس اسناد میں ابن مسعود نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اوّل وقت میں نماز۔ میں (ابن مسعود) نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یہ صحیح اور محفوظ حدیث ہے جسے ائمہ کی ایک جماعت نے عن مالک بن مِغوَل اور عن عثمان بن عمر روایت کیا ہے لیکن اس میں "اوّل وقت" کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ لفظ صرف بندار بن بشّار اور حسن بن مکرم کے ہاں ہے اور یہ دونوں بہرحال ثقہ ہیں [اور فقیہہ بھی]

دوسری مثال یہ ہے:۔ اخبرنا عبداللہ الحسین بن الحسن الطوسی

نیسابوری والبو محمد عبد اللہ بن محمد الخزاعی بمکۃ قالا حدثنا ابو یحیی بن ابی مسرۃ قال ثنا یحیی بن محمد الجاری قال ثنا زکریا بن ابراھیم بن عبد اللہ بن مطیع عن ابیہ عن جدہ عن ابن عمر قال .....

اس اسناد میں عبداللہ بن عمر حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: جو شخص سونے یا چاندی کے برتن یا کسی ایسے برتن میں جس میں سونے چاندی کا کوئی جز ہو کچھ پئے گا، تو اس کے شکم میں آتش دوزخ گڑگڑاتی رہے گی۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اُمّ المؤمنین اُم سلمہؓ سے مروی ہے اور صحیح میں موجود ہے اور دوسرے طبقے سے بھی ابن عمر سے یہ روایت ہے لیکن "کسی ایسے برتن میں جس میں سونے چاندی کا جز ہو" کا لفظ ہم نے صرف اسی مذکورہ اسناد ہی سے لے کر لکھا ہے۔

تیسری مثال:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن الجھم الموجّہ قال حدثنا نصر بن حماد قال اخبرنا ابو معشر عن نافع عن ابن عمر قال.......

اس اسناد میں عبد اللہ بن عمر حضورؐ کی حدیث یوں بیان کرتے ہیں کہ: حضورؐ نے ہم لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم ہر چھوٹے بڑے، غلام اور آزاد کی طرف سے ایک صاع کھجور یا منقی یا جَو یا گیہوں صدقہ فطر میں دیں اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ یہ صدقہ نماز عید سے پہلے نکالیں اور حضورؐ اسے قبل اس کے کہ ہم لوگ عیدگاہ سے واپس ہوں تقسیم فرما دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ: آج تو ان غریبوں کو چل پھر کر مانگنے سے بے نیاز کر دو۔

ص۱۳۲ حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ائمۂ حدیث کی ایک جماعت نے نافع سے روایت کی ہے مگر انھوں نے اس میں ایک صاع گیہوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سعید بن عبدالرحمان جمحی اس سند میں جو عن عبید اللہ بن عمر عن نافع مروی ہے، منفرد ہیں۔

چوتھی مثال:۔ حدثنا ابو بشر بن اسحاق الامام قال اخبرنا ابو مسلم

قال حدثنا عبد اللہ بن رجاء قال ثنا ھمام عن محمد بن جابر عن قیس بن طلق عن ابیہ انہ سأل......

اس سند میں طلق نے یا کسی اور نے حضورؐ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میں نماز میں اپنی ران کو کھجانے لگا تو میرا ہاتھ ذکر تک پہنچ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ تمہارے ہی جسم کا تو ایک حصہ ہے۔

حاکم کہتے ہیں اس حدیث کو تابعین وغیرہ کی ایک جماعت نے محمد بن جابر سے روایت کیا ہے لیکن اس میں عبد اللہ بن رجاء عن ہمام بن یحییٰ کے سوا کسی نے ران کھجانے کا ذکر نہیں کیا ہے اور یہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔

پانچویں مثال:

حدثنی ابو الحسن احمد بن الخضر الشافعی قال حدثنا جعفر بن احمد بن نصر الحافظ قال ثنا عبد اللہ بن زیاد بن سمعان عن العلاء بن عبد الرحمان عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال........

اس سند میں ابو ہریرہؓ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھا جائے ناقص و ناتمام ہے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ: اے ابو ہریرہؓ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ کہا: اے فارس کے رہنے والے! پھر اپنے دل میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ میں نے اس سورہ (فاتحہ) کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ آدھا میرے لیے ہے اور آدھا بندے کے لیے اور بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرتا ہے۔ وہ بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ: مجھے میرے بندے نے یاد کیا! اور جب وہ الحمد للہ رب العٰلمین کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ: بندے نے میری حمد کی۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث علاء بن عبد الرحمان سے صحیح میں مروی ہے لیکن آدم بن ابی ایاس عن بن سمعان کے سوا مجھے کسی ایسے شخص کا علم نہیں جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پڑھنے کا بھی ذکر کیا ہو۔

چھٹی مثال:

حدثنا ابوبکر بن اسحاق الفقیہ قال اخبرنا الحسن بن علی بن زیاد قال ثنا ابراھیم بن موسی الفراء قال ثنا بقیۃ عن الوضین بن عطاء عن محفوظ بن علقمۃ بن عبد الرحمان بن عائذ عن علی بن ابی طالب انّ.......

اس اسناد میں حضرت علیؓ حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: پیٹھ (کی ٹیک) کا لگنا آنکھ لگنے کا سبب ہوتا ہے۔ پس جسے نیند آجائے وہ (اعادہ) وضو کر لے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے لیکن یہ جملہ کہ "جسے نیند آجائے وہ وضو کر لے" ابراہیم بن موسی رازی کے سوا اور کسی سے مروی نہیں۔ اور ابراہیم ثقہ و مامون ہیں۔ میں نے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی کو اور انھوں نے ابواسماعیل محمد بن اسماعیل کو یہ کہتے سنا ہے کہ: میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ: آپ نے ابراہیم بن موسیٰ صغیر کی کوئی روایت لکھی ہے؟ ابوحنبل نے جواب میں کہا کہ: ابراہیم کو صغیر (چھوٹا) نہ کہو۔ وہ کبیر (بڑا) ہے بڑا۔

ساتویں مثال:

حدثنا ابوحامد احمد بن محمد الخطیب بمرو قال ثنا ابراھیم بن العلاء قال حدثنا نصر بن حاجب قال ثنا مسلم بن خالد عن عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ قال.......

اس سند میں ابوہریرہ حضورؐ کا ایک ارشاد یوں نقل کرتے ہیں کہ: جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت بجز فرض کے اور کوئی نماز نہیں۔ سوال کیا گیا کہ: یارسول اللہ صبح کی دو رکعت سنت بھی نہیں، فرمایا: صبح کی دو رکعت سنت بھی نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث عمرو بن دینار کی سند سے صحیح میں موجود ہے۔ یہ اضافہ (جس میں دو رکعت سنت کا ذکر ہے) موجود نہیں۔ یہ اضافہ صرف نصر بن حاجب عن مسلم بن صـ ۱۲۳

خالد والی سند میں ہے۔

آٹھویں مثال:

سمعت ابابکر بن اسحاق الامام یقول ابو علی الحافظ فسألت اباعلی فحدثنی قال ثنا اسحاق بن احمد بن اسحاق الرقی قال حدثنا ابویوسف محمد بن احمد بن الحجاج الرقی قال حدثنا عیسی بن یونس قال ثنا ابن جریج عن سلیمان بن موسی عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت......

اس اسناد میں حضرت عائشہ حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتی ہیں کہ: جو عورت اپنے ولی اور دو شاہدین عدلین کے بغیر نکاح کرلے اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر اس کے ساتھ دخول کرلیا تو اس کے لیے مہر ہوگا۔ اگر ولیوں میں اختلاف ہو تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابن جریج عن سلیمان بن موسیٰ الاشدق یہ حدیث درست اور محفوظ ہے لیکن ہم نے اس اسناد میں ابوعلی کے سوا کسی اور سے شاہدین کا ذکر نہیں نقل کیا ہے۔

نویں مثال:

اخبرنا ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی بمرو قال حدثنا محمد بن عیسی الطرطوسی قال حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد بن زید عن سماک بن عطیۃ عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس قال.......

اس سند میں حضرت انس کہتے ہیں کہ بلالؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمے[1] دو دو بار کہیں اور اقامت میں ایک ایک بار بجز قد قامت الصلوۃ کے کہ اسے حضورؐ نے دو بار فرمایا۔

حاکم کہتے ہیں کہ ایوب سے یہ روایت بہت سے لوگوں نے نقل کی ہے لیکن قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہنے کا ذکر سماک بن عطیہ بصری کے سوا اور کہیں نہیں

---

[1] اللہ اکبر کے سوا کہ یہ اذان میں چار بار اور اقامت میں دو بار کہا جائے گا۔

اور سماک ثقہ ہیں۔

دسویں مثال :

اخبرنا ابوبکر محمد بن احمد الدار بُردی بمرو قال ثنا احمد بن محمد بن عیسی القاضی قال حدثنا القعنبی عن مالک عن حمید عن انس قال.....

اس سند میں حضرت انس کہتے ہیں کہ حضورؐ نے "زہو" سے پہلے پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ پوچھا گیا کہ "زہو" سے کیا مراد ہے؟ تو جواب دیا: پھل کا سرخ یا زرد ہو جانا۔ ذرا سوچو اللہ نے ایسے پھل سے روکا ہے۔ پس اپنے بھائی کے مال کو تم کس بنا پر حلال سمجھتے ہو۔؟

حاکم کہتے ہیں کہ یہ اضافہ کہ "ذرا سوچو اللہ نے تو ایسے پھل سے روکا ہے" عجیب و غریب اضافہ ہے جس میں مالک بن انس منفرد ہیں اور میرے علم میں ان کے سوا کسی نے بھی یہ الفاظ نہیں روایت کئے۔ ہمارے بعض ائمہ کا کہنا ہے کہ یہ انس کا قول ہے (نہ کہ حضورؐ کا)۔ میں نے شیخ ابوبکر بن اسحاق کو یہ کہتے سنا کہ: میں نے خواب میں مالک بن انس کو دیکھا جو گندمی رنگ کے اور دراز قامت تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ: کیا آپ سے حمید طویل نے اور ان سے انس نے حضورؐ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ "ذرا سوچو اللہ نے تو ایسے پھل سے روکا ہے تو تم اپنے بھائی کے مال کو کس بنیاد پر حلال سمجھ لیتے ہو؟" تو اس کا جواب مالک نے دیا کہ: ہاں بیان کیا ہے۔

علم حدیث کی تینتیسویں قسم

اس قسم کا تعلق محدثین کے مختلف مسلکوں کے علم سے ہے۔ ملک بن انس کا کہنا ہے کہ اس شخص سے علم (حدیث) نہیں اخذ کیا جائے گا جو ہوئی (خواہش) کا بندہ ہو اور لوگوں کو اسی خواہش کی طرف دعوت دیتا ہو۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ: محمد بن مناذر شاعر زندیق تھا۔ جو بطحا میں نکل کر بچھوؤں کو پکڑتا اور مسجد حرام میں آ کر مسلمانوں کے مجمع میں ڈال دیا کرتا تھا، یحییٰ بن معین نے یہ بھی بتایا کہ: ابراہیم بن ابی یحییٰ جہمی قدری تھا۔

اخبرنا ابو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللہ البغدادی قال حدثنا یحیی بن عثمان بن صالح السھمی قال ثنا نعیم قال حدثنی حاتم الفاخر وکان ثقة قال سمعت سفیان الثوری یقول....

اس سند میں سفیان ثوری کا کہنا ہے کہ: میں حدیث کی روایت میں تین انداز اختیار کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ میں آدمی سے حدیث سنتا ہوں اور اسے جزو دین بنا لیتا ہوں۔ دوسرے حدیث سن کر اس میں توقف اختیار کرتا ہوں۔ تیسرے حدیث سن کر اسے کوئی وقعت نہیں دیتا بلکہ بیان کرنے والے کا مسلک معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن الفضل المؤذنانی بمکۃ قال ثنا محمد بن العقیلی قال ثنا عمر بن محمد الاسدی قال ثنا ابی قال حدثنا مفضل بن صدقۃ الحنفی قال......

اس اسناد میں مفضل بن صدقہ کہتے ہیں کہ: میں منصور بن معتمر کے پاس موجود تھا کہ ابان بن تغلب نے محمد بن علی کے حوالے سے ایک ایسی حدیث بیان کی جس میں حضرت

عثمان کی تنقیص تھی۔ بس منصور چلا اٹھے کہ: تو جھوٹا ہے، جھوٹ بکتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابان بن تغلب ثقہ ہیں اور صحیحین میں ان کی حدیث موجود ہے ۱۳۶
لیکن یہ شیعوں کے قصہ گو تھے۔

ابو العباس محمد بن یعقوب سے محمد بن علی وراق نے احمد بن حنبل کا یہ قول سن کر بیان کیا کہ: ابراہیم بن طہمان خراسانی ہے اور سچا ہے لیکن مرجئہ کے مذہب کی تائید میں باتیں کیا کرتا تھا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابراہیم بن طہمان ثقہ ہے جس کی حدیث صحیح میں موجود ہے اور مالک بن انس اور ان کے بعد کے بعض ائمہ نے اس کے مرجئہ ہونے سے انکار کیا ہے۔

حدثنا محمد بن صالح بن ھانی قال ثنا محمد بن اسماعیل بن مهران قال ثنا محمد بن موسیٰ الواسطی قال ثنا المثنی بن معاذ قال ثنا ابی ......

اس سند میں معاذ کہتے ہیں کہ: میں نے شعبہ کو بغداد میں خط لکھ کر قاضی ابو شیبہ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے مجھے لکھا کہ: اس سے روایت نہ کیا کرو کیونکہ اس کا مسلک قابل مذمت ہے۔ میرا یہ خط پڑھ کر چاک کر دو۔

حدثنا علی بن حمشاذ العدل قال ثنا محمد بن احمد بن النضر الازدی قال ثنا ابوبکر بن عفان قال.....

اس سند میں ابوبکر بن عفان کہتے ہیں کہ ابن عُیینہ اپنے گھر سے، جو تُعَیقِعان میں واقع تھا۔ چل کر ہمارے پاس آئے اور کہا: ابن ابی رواد مرجئی سے بچو اور اس کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ اسی طرح ابراہیم بن ابی یحییٰ قدری سے بھی بچو اور اس کی صحبت میں نہ بیٹھو۔

اخبرنی ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ قال ثنا معاذ بن المثنی العنبری قال.......

اس سند میں معاذ بن مثنی عنبری کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے ابو اسرائیل مُلائی کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ: اس کی حدیث میں کوئی ایسی بات تو نہیں

گروہ حضرت عثمانؓ کو برائی سے یاد کیا کرتا تھا۔

اخبرنی جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی قال ثنا جعفر بن محمد السری بمکۃ قال حدثنا ابراھیم بن یعقوب قال سمعت علی بن الحسین بن واقد ص۱۲۷
یحدث عن ابیہ قال ......

اس اسناد میں واقد کہتے ہیں کہ: میں کوفے میں آیا تو سدی کے پاس گیا اور اس سے قرآن کی مختلف سترہ آیتوں کی تفسیر پوچھی جو اس نے بیان کی۔ یہ مجلس ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے اسے حضرت ابوبکر وعمر کو بُرا بھلا کہتے سنا۔ بس اس کے بعد میں اس کے پاس دوبارہ نہیں آیا۔

اخبرنی علی بن الفضل الخزاعی قال ثنا عبید اللہ بن الحسن قال ثنا علی بن المدینی قال اخبرنی من سمع یزید بن ھارون یقول ......

اس اسناد میں ہے کہ یزید بن ہارون کو ایک شخص نے یہ کہتے سنا کہ ابو حمزہ ثُمالی "رجعت"[1] پر یقین رکھتا تھا۔

اخبرنی ابو علی الحافظ قال اخبرنا علی بن مسلم الاصبھانی قال ثنا عقیل بن یحیی الاصبھانی قال سمعت ابا داؤد یقول .....

اس سند میں ابو داؤد کہتے ہیں کہ: جریر بن حازم جب شعبہ کے پاس آتا تو شعبہ کہتے کہ یہ "حَشوی"[2] تمھارے پاس آگیا۔

ہم سے علی بن حمشاذ عدل نے اور ان سے محمد بن احمد بن نضر نے بیان کیا کہ: میں نے اپنے دادا کی کتاب میں اس سند سے:

معاویۃ بن عمرو عن اخیہ الکرمانی بن عمرو قال ثنا منصور بن

---

[1] رجعت کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں کے بارھویں امام جب آئیں گے تو ابوبکر وعمر وعائشہ کو قبروں سے نکال کر انہیں سزائیں دیں گے۔

[2] حشوی ایک فرقہ ہے جو بڑا الفاظ پرست ہے اور تجسم باری کا قائل ہے۔ حشوی بکواس کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

دینار عن معاویۃ بن اسحاق بن طلحۃ عن عمران بن طلحۃ بن عبید اللہ -

یہ واقعہ لکھا ہوا دیکھا جس میں عمران بن طلحہ بن عبید اللہ کا بیان ہے کہ : میں علی (بن حمشاذ عدل) کے پاس آیا۔ انھوں نے مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہہ کر مجھے بالکل اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ مجھے توی اُمید ہے کہ میں اور تمھارے والد (طلحہ بن عبید اللہ) ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین - (یعنی ہم ان کے دلوں سے ہر طرح کی خلش وکینہ نکال دیں گے - وہ بھائی بھائی بن کر نشستوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے -) یہ سن کر حارث اعور نے کہا کہ : اللہ ایسی باتوں سے بلند بالا اور سب سے زیادہ عادل ہے (یعنی طلحہ اس کے مستحق نہیں) علی نے کہا : تیرا ناس ہو، پھر اور کون ہے ؟ حارث نے کہا : منصور (بن دینار) - محمد بن عبد اللہ نے بتایا کہ علی نے دوات قریب کر کے حارث اعور کا نام کاٹ دیا جس سے ان کی غرض ان (عمران) کو خوش کرنا تھا لیکن یہ ان کی غلطی تھی -

اخبرنا الحسین بن محمد الصنعانی قال ثنا عبد اللہ بن محمود بن عبد الرحمٰن المروزی قال ثنا احمد بن عبد اللہ الفریانانی قال ثنا سفیان بن عبد الملک قال.......

اس اسناد میں سفیان بن عبد الملک کا بیان ہے کہ : میں نے عبد اللہ بن مبارک کو یہ کہتے سنا ہے کہ حسن بن دینار کے خیالات قدریوں جیسے تھے - وہ اپنی کتابوں کو لوگوں کے گھروں میں لے جاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے کھول کر اس میں سے روایتیں بیان کرتا تھا اور اس کا حافظہ درست نہ تھا -

۱۳۸ اخبرنا دعلج بن احمد السجزی قال ثنا احمد بن علی الآبار قال حدثنا محمود بن غیلان قال.....

اس اسناد میں محمود بن غیلان کا بیان ہے کہ : میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا کہ حسن بن زیاد لؤلؤی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ انھوں نے کہا : کیا وہ مسلمان بھی ہے ؟

اخبرنی محمد بن یزید قال حدثنا ابراھیم بن ابی طالب قال ثنا الحسن بن علی الحلوانی قال......

اس اسناد میں حسن بن علی حلوانی کا بیان ہے کہ: میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا کہ: کیا آپ نے حریز بن عثمان کے بارے میں کوئی ایسی بات بھی سنی ہے جو آپ کو معاملۂ خلافت کے بارے میں ناپسند ہوں؟ انھوں نے کہا: میں نے ان (حریز) سے درخواست کی تھی کہ اس (خلافت کے) بارے میں کوئی بات نہ کریں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ میں ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ سن لوں جس کی وجہ سے ان سے روایت لینا میرے لیے مشکل ہو جائے۔ سب سے زیادہ سخت بات جو میں نے ان سے سنی یہ تھی کہ: ایک امیر ہمارا ہے اور ایک امیر تمھارا۔ یعنی ہمارے امیر معاویہ ہیں اور تمھارے امیر علی ہیں۔ میں (حسن بن علی حلوانی) نے یزید (بن ہارون) سے پوچھا۔ کیا خود انھوں نے اس بات کا اقرار کیا تھا؟ بولے: ہاں۔

اخبرنی ابو حامد احمد بن الحسین الخسروجردی بھا قال حدثنا عبد اللہ بن الحارث قال ثنا حوثرۃ بن اشرس......

اس سند میں حوثرہ بن اشرس کہتے ہیں کہ: میں نے یزید بن ہارون کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ: اے ابو خالد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انھوں نے کہا کہ: میرے پاس منکر و نکیر نے آکر پوچھا: تمہارا رب کون ہے؟ تمھارا دین کیا ہے؟ اور تمھارا نبی کون ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ: تم مجھ سے میرے رب، میرے نبیؐ اور میرے دین کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ میں یزید بن ہارون ہوں جو ستر سال تک لوگوں کو نبیؐ کی حدیثیں سناتا رہا۔" منکر و نکیر نے کہا: تم سچ کہتے ہو لہٰذا دلہن کی نیند سو جاؤ۔ ہم نے تمھارے اندر صرف ایک خرابی پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے حریز بن عثمان سے روایت لی ہے جو علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ خدا اس سے بغض رکھے۔

اخبرنا خلف بن محمد البخاری قال ثنا محمد بن حریث البخاری قال حدثنا عمرو بن علی قال سمعت معاذ بن معاذ یقول.....

اس اسناد میں عمرو بن علی معاذ بن معاذ کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ: میں نے اور عمر بن الہیثم نے ربیع بن بدر کے پیچھے نماز ادا کی اور ہم دونوں کے ایک ساتھ نماز ادا کرنے کا یہ دوسرا اتفاق تھا۔ جب ربیع نے سلام پھیرا تو میں دُعا کے لیے بیٹھا رہا۔ ربیع نے کہا: شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اللھم اعصمنی (اے اللہ مجھے عذاب سے بچا) کی دعا کرتے ہیں[1]۔ معاذ بن معاذ نے اس کے بعد بتایا کہ میں نے اپنی وہ نماز بیس سال کے بعد دہرائی۔

اخبرنا مخلد بن الباقرحی قال حدثنا الهیثم بن خلف الدوری قال حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابو نعیم قال.....

اس اسناد میں ابو نعیم کہتے ہیں کہ: ثوری کے سامنے حسن بن صالح کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ وہ اُمت محمدیہ پر تلوار چلانا روا سمجھتا تھا۔ حاکم کہتے ہیں کہ حسن بن صالح ثقہ و مامون ہیں۔ ان کی حدیث صحیح میں موجود ہے اور ثوریؒ کا مطلب یہ تھا کہ وہ (حسن بن صالح) مذہباً زیدی تھے۔

اخبرنا بکر بن محمد الصیرفی بمرو قال حدثنا ابو یحیٰی جعفر بن محمد الزعفرانی الرازی ببغداد قال حدثنا عبد الرحمان بن عمر الزهری قال سمعت عبد الرحمان بن مهدی یقول........

اس اسناد میں عبد الرحمان بن مہدی، عبد الواحد بن زیاد کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ میں نے زفر بن ہذیل سے کہا کہ: تم لوگوں نے تو سارے حدود اللہ کو معطل کر دیا ہے۔ تمھارے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ ایک طرف تو تم یہ حدیث بیان کرتے ہو کہ شبہے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حدود کو ٹال جاؤ اور دوسری طرف یہ حدیث نبویؐ موجود ہوتے ہوئے کہ کافر کے بدلے مومن کو نہ قتل کیا جائے۔ تم کہتے ہو کافر کے بدلے مومن کو قتل کیا جائے گا۔ یعنی جس بات سے رد کیا گیا اسے تو تم نے اختیار کر لیا گر

---

[1] معلوم نہیں اس میں کون سی بُری بات تھی؟

جس بات کا حکم دیا گیا تھا اسے ترک کر دیا۔

عبدالرحمان کہتے ہیں کہ مجھ سے معاذ بن معاذ نے بیان کیا کہ میں (معاذ) سوار بن عبداللہ کے پاس تھا کہ ایک لڑکے نے آکر اطلاع دی کہ زفر دروازے پر کھڑے ہیں۔ سوار نے کہا: وہ اپنی رائے سے کام لیتا ہے، اسے اندر آنے کی اجازت نہ دو۔ وہ بدعتی ہے۔

اخبرنی محمد بن ابراھیم الوراق بمکۃ قال حدثنا محمد بن عمرو بن موسی المکی قال حدثنا محمد بن اسماعیل المکی قال.....

اس اسناد میں محمد بن اسماعیل مکی کا بیان ہے کہ: میں نے ابن ادریس سے پوچھا کہ آپ نے سالم بن ابی حفصہ کو دیکھا ہے؟ (ابن ادریس نے) جواب دیا: میں نے اسے دیکھا ہے اس کی ڈاڑھی لمبی اور حماقت کا نمونہ ہے۔ وہ (حج کے موقع پر) یوں کہہ رہا تھا کہ لبیک لبیک۔ اے عثمانؓ کو مارنے والے لبیک۔ اے بنی امیہ کو ہلاک کرنے والے لبیک۔

ابوبکر محمد بن عبداللہ عمانی، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے کہ: سالم افطس مرجئی ہے۔

ابراہیم بن احمد وراق، محمد بن شعیب کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے سنا ہے کہ: عبدالعزیز بن ابی رواد مرجئی عقیدے کا تھا۔

اخبرنا عبداللہ بن ابراھیم الجرجانی قال حدثنا محمد بن احمد بن حماد الانصاری قال سمعت اباصالح محمد بن اسماعیل الصراری یقول.....

صفحہ ۱۳۱ اس سند میں محمد بن اسماعیل صراری کہتے ہیں کہ ہم صنعاء میں عبدالرزاق کے پاس تھے کہ ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ہمارے بعض اصحاب یعنی یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل وغیرہ نے عبدالرزاق کی روایت کو ترک کر دیا ہے اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو اس بات سے بڑا صدمہ ہوا۔ ہم نے کہا کہ ہم نے اتنا خرچ کیا اور صعوبت سفر برداشت کی اور آخری نتیجہ یہ نکلا کہ ان (عبدالرزاق) کی روایت بھی ساقط الاعتبار ٹھہری۔ ایام حج

تک مجھے اس کا صدمہ رہا۔ جب میں صنعاء سے مکے پہنچا تو وہاں یحییٰ بن معین سے ملا اور پوچھا کہ: اے ابو زکریا (یعنی یحییٰ بن معین)! یہ کیسی بات ہے جو آپ کی طرف سے عبد الرزاق کے بارے میں ہم تک پہنچی ہے؟ انھوں نے پوچھا: وہ کون سی بات ہے؟ ہم لوگوں کو یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ان کی روایت ترک کر دی ہے اور ان سے متنفر ہو گئے ہیں۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ: اے ابو صالح! عبد الرزاق اگر اسلام سے برگشتہ ہو جاتے جب بھی ہم ان کی حدیث کو ترک نہ کرتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ متقدمین کے مذاہب کے متعلق میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ بر وقت کوشش کا نتیجہ ہے۔ اختصار اس سے زیادہ کا متحمل نہیں۔ میرے دل میں یہ ارادہ موجود ہے کہ اللہ نے چاہا تو اس کتاب سے الگ محدثین کے مذاہب کا ذکر کروں گا جو ہمارے شیوخ کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے اس کی توفیق دینے والا ہے۔

علم حدیث کی تنتیسویں قسم

اس قسم کا تعلق مذاکرۂ حدیث سے ہے۔ اس کے ذریعے سچے اور جھوٹے کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مذاکرے میں بے سرو پا باتیں کرنے والا احادیث بیان کرنے میں بھی اٹکل باتیں کرتا ہے۔ میں نے دورانِ مذاکرہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو بعض ایسی حدیثیں لکھ کر دی ہیں جن کا ماخذ وہ کبھی نہ بتا سکے لیکن وہ میرے نزدیک ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح مجھے ابو علی الحافظ نے اور ہمارے بعض دوسرے مشائخ نے بتایا کہ انھوں نے مذاکرے کے دوران کچھ لوگوں کی ایسی باتوں کو محفوظ کر لیا جن کے ذریعے خود ان پر جرح کرنے کا مواد مہیا ہو سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے کرم و قدرت سے حسن خاتمہ کی اور غلطیوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال حدثنا ابو یحیی الحمانی عن الاعمش عن جعفر بن ایاس عن ابی نضرۃ عن ابی سعید قال.....

اس سند میں ابو سعید کا یہ قول ہے کہ: حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ اس سے حدیث کے لیے مزید تحریک پیدا ہوتی ہے۔

۱۳۱ اخبرنی عبد الحمید بن عبد الرحمان القاضی قال ثنا ابی قال حدثنا عبد اللہ بن ہاشم قال حدثنا وکیع قال ثنا کہمس عن الحسن عن عبد اللہ بن بریدۃ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال.....

اس سند میں حضرت علیؓ کا قول ہے کہ: آپس میں ایک دوسرے سے ملتے رہو اور

حدیث کا بکثرت ذکر کرتے رہو۔ اگر ایسا نہ کیا تو حدیث مٹ جائے گی۔

اخبرنا ابوالحسین محمد بن احمد الاصم ببغداد قال ثنا محمد بن عبداللہ بن سلیمان قال حدثنا ضرار بن صرد قال حدثنا یحیی بن آدم قال ثنا اسرائیل عن عطاء بن السائب عن ابی الاحوص عن عبداللہ قال......

اس اسناد میں عبداللہؓ کا قول ہے کہ: مذاکرۂ حدیث کرتے رہا کرو کیونکہ حدیث کی زندگی مذاکرے سے قائم ہے۔

حدثنا ابوبکر بن اسحاق الامام قال حدثنا اسماعیل بن قتیبۃ قال ثنا محمد بن عبداللہ بن نمیر قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن الکلبی عن ابی صالح قال:.....

اس اسناد میں ابوصالح کہتے ہیں کہ ایک دن عبداللہ بن عباس نے ہم لوگوں سے حدیث بیان کی لیکن وہ ہمارے ذہن سے نکل گئی۔ ہم لوگ باہم مذاکرہ کرنے لگے تو وہ یاد آگئی۔

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال ثنا ابویحیی الحمانی عن الاعمش عن ابراھیم عن علقمۃ قال:.....

اس اسناد میں علقمہ کا یہ قول ہے کہ: حدیث کا باہم مذاکرہ کیا کرو کیونکہ حدیث کی زندگی مذاکرۂ حدیث سے ہے۔

میں نے ابوعلی حافظ کو اور انھوں نے عبدانِ اہوازی کو یہ کہتے سنا کہ: میں نے ارشاد نبویؐ "اللہ کی کنیزوں (عورتوں) کو اللہ کی مسجد سے نہ روکو" کا ذکر عمار بن زربی سے کیا جو بشر بن منصور عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے مروی ہے۔ ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ اس (عمار) نے اسی سند سے یہی روایت یوں اضافے کے ساتھ بیان کی کہ: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ نے مباحثہ کیا۔ پھر یہ

بھی ثابت ہوا کہ وہ (عمار) یہ حدیث ہر کس و ناکس سے بیان کرتا پھرتا ہے۔ لہٰذا میں (عبدان اہوازی) کے پاس گیا اور کہا کہ: او کذاب؟ عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر کی سند سے آدم و موسیٰ کے مباحثے کی حدیث تو کہاں سے لے آیا؟ میں نے تو تجھ سے صرف اسی قدر حدیث بیان کی تھی کہ: اللہ کی کنیزوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے قاضی ابوبکر محمد بن عمر بن جعابی سے پوچھا کہ سنان بن ابی سنان ص۱۳۲
سے زہری کے سوا بھی کوئی روایت کرتا ہے۔؟ انھوں نے جواب دیا کہ زہری کے سوا ہمیں اور کسی کا علم نہیں۔ اس کے بعد پھر کہا، میرا گمان ہے کہ قاضی ابوطوالہ نے ان (سنان بن ابی سنان) سے کچھ روایت کیا ہے۔ میرے پاس ابوطوالہ کی کوئی روایت سنان سے اس وقت تک موجود نہ تھی اور ان (قاضی ابوبکر) کے پاس موجود تھی۔ پھر مجھے ایک روایت قتیبة عن الدراوردی عن ابی طوالة عن سنان مل گئی جو میں نے ان (قاضی ابوبکر) کو لکھ بھیجی جس سے انھیں بڑی خوشی ہوئی۔

میں نے عمر بن جعفر بصری کو یہ بیان کرتے سنا کہ: میں ایک سال کوفے گیا۔ میرا ارادہ حج کرنے کا تھا۔ میں ابوالعباس بن عقدہ سے ملا اور وہ رات انہی کے پاس گزاری۔ انھوں نے بعض موضوعات پر گفتگو چھیڑی جسے میں پوری طرح سمجھ نہ سکا۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابوالعباس! حسن سے ایوب سختیانی کے ہاں کوئی روایت ہے؟ اس پر انھوں نے دو حدیثوں کا ذکر کیا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کو عن ایوب عن الحسن عن ابی برزة والی یہ روایت یاد ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے سخت کلامی کی تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسولؐ! اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ اس پر حضرت ابوبکر نے کہا: اے عمر جانے دو۔ حضورؐ کے بعد یہ اقدام کسی کو زیب نہیں دیتا۔ ابوالعباس یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے۔ میں بھی اللہ اکبر کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے کہا: یہ روایت میرے علم میں نہیں۔ تو کیا آپ اس روایت کی سند بھی بیان کریں گے؟ میں نے سند یوں بیان کی: حدثنا عبدان قال ثنا محمد بن عبید بن حسان قال حدثنا سفیان بن

موسی عن ایوب۔

میں نے علی بن عمر حافظ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے بعض احباب تھے جو یادداشت کا دعویٰ رکھتے تھے۔ان کے سامنے ۔۔ جب کہ ہم لوگ مصر میں تھے ۔۔ "سفیان بن موسیٰ عن ایوب" کی ایک روایت کا ذکر آیا تو وہ صاحب بولے کہ یہ غلط ہے۔وہ سفیان بن عُیینہ عن موسیٰ بن عقبہ وایوب" ہے۔علی بن عمر حافظ کہتے ہیں کہ ان صاحب کو سفیان بن موسیٰ بصری کا علم ہی نہ تھا۔حالانکہ یہ ثقہ و مامون ہیں۔

احمد بن خضر شافعی کو میں نے کئی بار یہ کہتے سنا ہے کہ، ابوعلی عبداللہ بن محمد بن علی حافظ بلخی حج سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آئے۔ہمارے شہر کے لوگ ان سے مذاکرہ کرنے سے قاصر رہے کیونکہ ان کی یادداشت بڑی قوی تھی۔ایک دن وہ اور حافظ جعفر بن احمد بن نصر یکجا ہو گئے اور حج وعمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ کرنے کا ذکر چھڑ گیا۔جعفر نے کہا: کیا آپ کو "سلیمان تیمی عن انس" والی سند یاد ہے؟ ابوعلی سوچ میں پڑ گئے۔اس کے بعد جعفر نے پوری سند یوں سنائی:

حدثنا یحیی بن حبیب بن عربی قال ثنا معتمر بن سلیمان عن ابیہ عن انس۔بس اس پر مجلس برخاست ہو گئی۔

صـ۱۳۳ حاکم کہتے ہیں کہ میں نے حافظ ابوعلی کو ابوالقاسم لخمی کے بارے میں خراب رائے رکھنے والا پایا ہے۔میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ: ابوخلیفہ کے مکان پر ہم دونوں یکجا ہوئے اور حدیث اُمرت ان اسجد علی سبعة اعضاء[1] کی اسانید کا ذکر چھڑ گیا؛ میں نے پوچھا: کیا آپ کو عن شعبة عن عبد الملک بن میسرة الزراد عن طاؤس عن ابن عباس والی سند یاد ہے؟ ابوالقاسم نے کہا: ہاں ہمارے پاس وہ سند ہے جس میں غندر اور ابن ابی عدی۔یہ دونوں ہی شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔میں نے پوچھا: ان دونوں سے کون روایت

---

[1] ترجمہ: مجھے حکم ہے کہ سجدے میں سات اعضاء زمین سے لگاؤں۔

کرتا ہے؟ تو کہا کہ عبد اللہ اپنے والد احمد بن حنبل سے اور وہ ان دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ بس میں نے وہیں ان کا جھوٹ پکڑ لیا۔ کیونکہ شعبہ سے یہ روایت عثمان بن عمر کے سوا کسی سے بھی نہیں کی ہے۔ اس کی پوری اسناد یوں ہے، حدثنی ابوعلی الحافظ قال اخبرنا علی بن سلم الاصبهانی قال حدثنا صالح بن محمد بن یحییٰ بن سعید قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا شعبة عن عبد الملك بن میسرة عن طاؤس عن ابن عباس۔

میں نے حافظ ابو محمد حسن بن محمد بن صالح سبیعی سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جو عن اسماعیل بن رجاء عن الشعبی عن فاطمہ بنت قیس مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ: اس حدیث کا واقعہ ایسا ہے جو مذاکرے میں غلط بیانی کرنے والوں کے عیب و نقص کی نشاندہی کرتا ہے۔ ۳۰۰ھ میں عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ نے فاطمہ بنت قیس کی سند ہمیں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد جب میں ان (ابن ناجیہ) کی مجلس سے واپس ہوا تو ابو بکر باغندی کے پاس گیا۔ انھوں نے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: ابن ناجیہ کے پاس سے۔ انھوں نے پوچھا: آج انھوں نے تمھیں کیا پڑھ کر سنایا؟ میں نے جواب دیا: شعبی عن فاطمہ بنت قیس کی احادیث۔ انھوں نے دریافت کیا: اسماعیل بن رجاء زبیدی (عن الشعبی) سے روایت کرنے والا تمھاری سند میں کون ہے؟ میں نے اپنے جزء میں ڈھونڈا مگر کوئی نہ ملا۔ انھوں نے کہا: لکھو کہ یہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ (ابو بکر بن ابی شیبہ) کس سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی بتائیے۔ مگر اس میں تدلیس نہ ہو بلکہ سماع ہو۔ انھوں نے کہا: حدثنی محمد بن عبیدة الحافظ قال حدثنی محمد بن المعلی الاثرم قال حدثنی ابوبکر بن ابی شیبة قال اخبرنا محمد بن بشر العبدی عن مالک بن مِغول عن اسماعیل بن رجاء عن الشعبی عن فاطمة بنت قیس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد اس سند سے انھوں نے پورا قصہ بیان کیا۔ جس میں طلاق، سکنیٰ اور نفقے کا ذکر ہے۔

اس کے بعد میں حلب میں گیا۔ جہاں ابن سہل بغدادی رہتے تھے اور انھیں حدیثیں ص۱۳۳
یاد تھیں۔ میں نے ان سے اس حدیث کا ذکر کیا تو وہ کوفے چلے گئے اور وہاں ابوالعباس
بن سعید سے اس حدیث کے بارے میں گفتگو کی۔ ابوالعباس نے کہا کہ: اسماعیل بن رجاء
کی کوئی روایت شعبی سے نہیں۔ لیکن پھر انھیں ایسی روایت مل گئی تو انھوں نے کہا شعبی
سے اسماعیل بن رجاء کی دو روایتیں مجھے مل گئی ہیں۔ سبیعی (ابن محمد حسن بن محمد بن صالح
مذکور) کا بیان ہے کہ: ابن عُقدہ نے ابن سہل کی یہ روایت جو باغندی سے ہے مجھ ہی سے
سن کر لکھ لی تھی۔ اس کے بعد ایک بڑے حافظ حدیث شیخ سے ۳۱۶ھ میں حلب
میں ملا اور ان سے بہت سے دوسرے مضامین کے علاوہ اس حدیث فاطمہ (بنت
قیس) کا بھی ذکر آیا لیکن ان کو اس کا علم نہ تھا۔ پھر ہم دونوں کا اجتماع رملہ میں ہوا۔ وہاں
بھی اس روایت کا ذکر چھیڑا، اور وہ اس سے بے خبر تھے۔ پھر چند سال کے بعد ہم دونوں
دمشق میں یکجا ہوئے اور اس روایت کی اسناد کا دوبارہ ذکر آیا اور یہاں بھی وہ
اس سے ناواقف نکلے۔ پھر چند سال بعد ہم دونوں بغداد میں اکٹھا ہوئے۔ وہاں جب اس
حدیث کا ذکر آیا تو انھوں نے اپنی سند یوں بیان کی: حدثنا ابوالقاسم علی
بن اسماعیل الصفار قال حدثنا ابوبکر الاثرم قال حدثنا
ابوبکر بن ابی شیبۃ۔ یہ سند انھوں نے بیان تو کی مگر انھیں یہ پتا نہ تھا کہ یہ
الاثرم دوسرے ہیں۔ (محمد بن معلی اثرم نہیں) میں (سبیعی) نے یہ پورا دلچسپ واقعہ فلاں
آدمی سے بیان کیا اور کئی سال گزرنے کے بعد اس شخص نے باغندی والی حدیث
بیان کرنی شروع کر دی اور میرے کوفے جاکر ابوالعباس بن سعید سے ملنے اور گفتگو کرنے
کے پورے واقعے کو اس نے اپنا واقعہ بتاکر بیان کرنا شروع کر دیا۔ مذاکرۂ حدیث سے
اس قسم کی بہت سی باتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ مجھ سے سبیعی موصوف نے پوچھا کہ:
تمھیں شعبی کی اس حدیث کی سند یاد ہے؟ میں نے کہا: یہ عن قرۃ بن خالد عن
سیار عن الشعبی ہے۔ انھوں نے اپنی سند یوں سنائی: حَدَّثنا عن یحیی بن
حکیم عن خالد بن الحارث عن قرۃ۔ پھر مجھ سے پوچھا، شعبی سے سعد کاتب

کی سند یاد ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے یہ سند یوں بیان کی: حدّثنا عن نصر بن علی عن عبد اللہ بن داؤد الخریبی قال ثنا سعد الکاتب عن الشعبی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ: کیا ابن ناجیہ نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ بولے: مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ اس وقت ابوالحسن دارقطنی نے کہا: ہاں ابن ناجیہ نے ان لوگوں سے حدیث بیان کی ہے۔ سبیعی اس وقت خاموش تھے۔ میں نے کہا: عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت عن الشعبی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ بولے: میں اس سند کو نہیں جانتا۔ پھر انھوں نے پوچھا۔ یحییٰؑ بن زکریاؑ کے بارے میں حضورؐ پر وحی آنے کا ذکر جس حدیث میں ہے جو عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت عن ابیہ عن سعید بن جُبیر عن ابن عباس مروی ہے اس کا تمھیں علم ہے۔؟ میں نے کہا: حدثنا عن الشافعی عن المسمعی عن ابی ص۱۳۵
نعیم۔ انھوں نے کہا: مسمعی کا کوئی ذکر نہیں۔ میری سند یوں ہے: حدّثناہ عن حمید بن الربیع الخزاز قال ثنا ابوُنعیم۔ میں نے کہا: حمید کے بارے میں تو ذوالکلام ہے۔ اس پر انھوں نے کہا: مجھ سے محمد بن ابراہیم بن جابر فقیہہ نے اور ان سے عبد اللہ بن احمد (ابن حنبل) نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے حمید بن ربیع کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ: اس بے چارے کو چھوڑ دو اور ان سوالات کو بھی جو اس کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ پھر سبیعی نے پوچھا: کیا تمھیں شعبی کی روایت بھی یاد ہے جو ان سے کسی شخص نے اور اس شخص سے خالد حذّاء نے بیان کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر انھوں نے یہ سند یوں بیان کی: حدّثنا عن محمد بن یحیی القُطَعی قال حدثنا عبد الاعلی عن خالد۔ تب ابوالحسن (دارقطنی) نے کہا ہمیں نے بجز آپ کے دنیا میں کسی سے ابن ناجیہ کی روایت لے کر نہیں لکھی۔

یہ ایک بڑی مجلسِ مذاکرہ تھی جو میرے پاس لکھی رکھی ہے اور اس طرح کی میری اور بھی کئی مجلسیں ہیں جو ان (سبیعی) کے ساتھ ہوتی رہی ہیں۔

حاکم کہتے ہیں، میں بغداد میں ابوالحسن قنطری کی مجلس میں شریک ہوا ہوں اس وقت وہاں ابوسعید بن ابی بکر بن ابی عثمان اور ابوالحسین بن عطارد اور ابوبکر قطیعی اور حسن بن علاء وغیرہ بھی شریک مجلس تھے۔ جب قراءت سے فارغ ہوئے تو حدیث غار کی سندوں کا ذکر آیا۔ اتنے میں ایک بوڑھا جو ہم لوگوں کے ساتھ شریک مذاکرہ ہوا کرتا تھا، اندر آیا اور کہا: حدثنا ابوقلابة عن ابی عاصم عن ابی جریج عن موسی بن عقبة۔

اس نے اس کے سوا اور کچھ نہ کہا۔ جب ہم آخر باب تک پہنچے تو اس بوڑھے نے پوچھا: کیا آپ حضرات کے پاس عن جویریة بن اسماء عن نافع بھی کوئی روایت ہے۔؟ ہم لوگوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اس نے کہا: حدثنی ابن اخی جویریة عن جویریة۔ پھر ہم سب لوگوں نے اس کی حدیث لکھ لی۔ لیکن میں اللہ کو گواہ کر کے قسمیہ کہتا ہوں کہ: یہ اس کا محض وہم تھا۔

میں نے ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور کو اور انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو یہ کہتے سنا کہ: جب میں بخارا میں داخل ہوا تو میری پہلی بیٹھک وہاں کے امیر اسماعیل بن احمد کے ساتھ ہوئی جہاں اہل علم کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ وہاں کئی احادیث کا ذکر آیا۔ امیر اسماعیل نے یہ حدیث کہ: میری امت امت مرحومہ ہے۔ الخ۔ اس سند سے بیان کی: حدثنا ابی قال ثنا یزید بن هارون عن حمید عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا: امیر کی اللہ تائید فرمائے۔ یہ حدیث نہ انس نے بیان کی ہے نہ حمید نے اور نہ یزید بن ہارون نے۔ امیر اسماعیل چپ ہو گیا۔ پھر پوچھا: وہ کیوں کر؟ میں نے جواب دیا کہ: یہ حدیث ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے اور انہی پر اس کا دارومدار ہے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو مجھ سے ابوعلی صالح بن محمد بغدادی نے کہا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے۔ اس امیر نے کئی بار ہم لوگوں سے اس سند کا ذکر کیا

لیکن ہم میں سے کسی کو اس کی تردید کی جرأت نہ ہو سکی۔
حاکم کہتے ہیں کہ: امیر اسماعیل رہ کا مقصد اس حدیث کو اس سند سے بیان کرنا تھا:
یزید بن ھارون عن المسعودی عن سعید بن ابی بردۃ بن ابی موسی عن ابیہ عن جدہ۔ (لیکن اس نے یزید بن ہارون کے بعد صحیح نام نہیں بتلائے۔)

علمِ حدیث کی چونتیسویں قسم

اس نوع کا تعلق متن کے رد و بدل سے ہے اور اس میں ائمۂ حدیث کی ایک جماعت نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مثلاً

۱۔ میں نے ابوزکریا عنبری کو، انھوں نے اپنے والد کو اور انھوں نے محمد بن یحییٰ کو حدیث ملی کو یوں بیان کرتے سنا کہ وہ (علی) غبین تھا۔ مگر محمد بن یحییٰ نے کہا کہ: علی عنّین (نامرد) تھا۔ ابوزکریا نے کہا: استغفر اللہ۔ بعض اوقات اصیل گھوڑا بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ علی غبین تھا (نہ کہ عنّین)

۲۔ میں نے ابوالعباس احمد بن محمد وراق کو اور انھوں نے عبدالرحمان بن ابی حاتم کو اور انھوں نے اپنے والد کو ابوزرعہ سے یہ کہتے سنا کہ: ہمارے بھائی صالح بن محمد بغدادی کو اللہ محفوظ رکھے۔ وہ (اپنے لطائف سے) ہمیشہ ہم لوگوں کے لیے ہنسنے کا موقع پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اپنی موجودگی میں بھی اور غیر موجودگی میں بھی۔ انھوں نے ایک بار مجھے لکھ بھیجا کہ محمد بن یحییٰ ذہلی کی وفات کے بعد ان کی جگہ مُحمِش نامی ایک شیخ کو حدیث بیان کرنے کے لیے بٹھایا گیا۔ اس نے حضورؐ کے الفاظ یوں بیان کیے۔

یا ابا عمیر! ما فعل البعیر (اے ابوعمیر! اس مینگنی کا کیا حشر ہوا؟) پھر دوسری حدیث بتوی یوں سنائی: لا تصحب الملائکة رفقة فیھا خرس (فرشتے اس گھر میں نہیں رہتے جہاں "خرس" ہو)

پہلی حدیث میں بُعَیر نہیں نغیر ہے۔ جس کے معنی ہیں چڑیا اور دوسری میں خرس نہیں بلکہ جرس ہے جس کے معنی ہیں گھنٹی۔ مترجم)

۳-میں نے شیخ ابوبکر بن اسحاق کو یہ بیان کرتے سنا کہ ہم لوگ واسط میں ایک شیخ کے پاس تھے جس کا لڑکا اسے سمجھا رہا تھا۔ بیٹے نے پوچھا: کیا مسلم بن ابراہیم نے آپ سے حدیث بیان کی ہے؟ باپ نے کہا: حدثنا مسلم بن ابراھیم قال ثنا هشام وشعبة عن قتادة عن انس قال...... یہ سند سنا کر اس نے حدیث نبویؐ یوں بیان کی: السبراق فی المسجد (مسجد میں براق) شیخ ابوبکر نے جب باپ کو لفظ "براق" دہراتے سُنا تو (از راہِ مزاح) کہا: حَیِّطه (اسے حنوط کر دو۔ اس بوڑھے باپ نے بھی لفظ حَیِّطه دہرا دیا۔ (یہ دراصل بزاق بمعنی تھوک ہے۔ مترجم۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ہماری اطلاع کے مطابق ہمارے شیخ ابوبکر شافعی نے ابراہیم سے محدثین کی بہت سی تصحیفات (ردّ و بدل) لوگوں کو بتائی ہیں۔

۴-میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کو اور انھوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحیٰی بن معین کو "ابواسحاق عن علی" کی حدیث یوں بیان کرتے سنا کہ صحابہ نے حضرت عمرؓ کے سامنے عزل کا ذکر چھیڑا تو آپ نے کہا کہ روح اس وقت تک نہیں آتی جب تک کئی تارات (مراحل) سے نہ گزر جائیں۔ یحیٰی سے کہا گیا کہ: لوگ ترائب کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ: یہ ترائب نہیں تارات ہے۔

۵-میں نے ابواحمد محمد بن علی زرادی کو یہ کہتے سنا کہ: میں امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کی مجلس میں شریک ہوا۔ اس وقت ابونصر انھیں مُزَنی کی کتاب المختصر پڑھ کر سنا رہے تھے۔ انھوں نے ایک عبارت یوں پڑھی: وتوضأ عمر (من ماء) فی حِترِ نصرانیة (یعنی حضرت عمرؓ نے ایک نصرانیہ کی فرج کے پانی سے وضو کیا) لوگ ہنس پڑے (لفظ دراصل جَرّ ہے جس کے معنی ہیں مٹکا۔ اس نے حِترّ پڑھا)۔ امام ابوبکر نے کہا: بیٹے اس میں شرمانے کی بات نہیں کیونکہ میں نے مزنی شافعی کا یہ قول سنا ہے کہ: جس آدمی کی غلطی پر ہنسی آجائے اس کی اصلاح اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

۶-میں نے احمد بن یحیٰی ذہلی کو اور انھوں نے محمد بن عبدوس مقریٔ کو یہ بیان کرتے سنا کہ: ہم لوگوں نے اپنے شیخ کے پاس جانے کا ارادہ کیا کیونکہ ان (محمد بن عبدوس) کی کتاب

میں ایک ارشاد نبوی یوں لکھا تھا۔ ادّھنوا غِبّاً (ناغہ کر کے تیل لگایا کرو۔) شیخ نے کہا: حدیث رسول یوں ہے: اذھبوا عنّا (ہمارے پاس سے چلے جاؤ)

۷۔ حدثنا ابوبکر بن اسحاق الامام قال حدثنا ابوجعفر محمد بن احمد بن الولید قال حدثنا صفوان بن صالح قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا شعیب بن ابی حمزۃ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال......

اس سند میں ابوہریرہؓ حضورؐ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: اللہ کے ننانوے نام ہیں...... اس میں جو نام شمار کئے ہیں ان میں الحفیظ المقیت بھی ہے۔

۱۲۵ حاکم کہتے ہیں کہ ابوبکر بن خزیمہ نے ماثور میں مقیت ہی کو لکھا ہے لیکن ہماری سند یعنی حدثنا ابوزکریا العنبری قال حدثنا ابوعبداللہ البوشنجی قال حدثنا موسی بن ایوب النصیبی قال حدثنا الولید بن مسلم میں اس مضمون کی جو روایت ہے اس میں الحفیظ المغیث ہے۔ میں نے ابوزکریا عنبری کو اور انھوں نے ابوعبداللہ بوشنجی کو یہ کہتے سنا ہے کہ المغیث زیادہ محفوظ ہے اور جس نے اسے مقیت کہا ہے اس نے تصحیف کی ہے[1]۔

۸۔ اخبرنی ابوبکر بن اسحاق الامام قال اخبرنا صالح بن مقاتل بن صالح قال حدثنی ابی قال محمد بن الزبرقان عن نضر بن طریف عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس......

اس سند میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مُحرم کو اس کی سواری نے بھڑک کر پٹک دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے بیری کے پانی

---

[1] ممکن ہے کہ اس روایت میں مغیث ہی ہو لیکن مقیت بھی اسمائے الہٰی میں ہے اور یہی قرآن میں بھی ہے۔ اس سلسلے میں میری کتاب "مقالات" کا مضمون "اسمائے حسنیٰ" دیکھ لینا مفید ہوگا۔

سے غسل دیا جائے اور اس کے انہی دونوں کپڑوں میں کفنایا جائے اور اس کے چہرے کو ڈھانپا نہ جائے کیونکہ یہ بروز حشر تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کرتا ہوا اُٹھے گا یہاں ڈھانپنے کے لئے لا تخمّروا کا لفظ آیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یہاں چہرے کا ذکر راویوں کی تصحیف ہے کیونکہ عمرو بن دینار کے ثقات واثبات رفقا کا ابن دینار کی اس روایت کے جس لفظ پر اجماع ہے اور وہ محفوظ ہے وہ ہے لا تغطوا رأسہ (اس کے سر کو نہ چھپاؤ)[لے]

۹۔ مجھ سے حامد بن محمد صوفی نے محمد بن علی مذکر کی بیان کردہ حدیث یوں سنائی: کہ زَرَعْنا تزداد حنّاً (ہمارے کھیتوں میں بکثرت حنا پیدا ہونے لگی)، پھر ایک طویل داستان بیان کی کہ ایک قوم ایسی تھی جو پیداوار کا عشر تو نکالتی تھی، مگر دوسری زکوٰۃ نہیں ادا کرتی تھی۔ لہٰذا ان کی ساری کھیتی اناج کی بجائے حنا کے پودوں میں تبدیل ہو گئی۔ (حالانکہ حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں: زُرْ غِبّاً تزدد حُبّاً یعنی ہر روز کی بجائے ناغہ دے کر ملا کرو تو محبت میں اضافہ ہوگا۔)

۱۰۔ میں ابو منصور بن ابی محمد فقیہہ کو یہ بیان کرتے سنا کہ: میں ایک دن عدن میں تھا کہ ایک اعرابی نے ہم سے مذاکرہ شروع کر دیا اور کہنے لگا، کہ جب حضورؐ نماز ادا کرتے تو اپنے سامنے بکری کھڑی کر لیتے ——— میں نے اس کی تردید کی تو وہ ایک صحیفہ اٹھا کر لے آیا جس میں لکھا تھا کہ جب حضورؐ نماز ادا فرماتے تو اپنے سامنے عَنَزَۃ (عصا) گاڑ لیتے۔ اس اعرابی نے کہا کہ دیکھو حضورؐ جب نماز ادا کرتے تو اپنے سامنے عَنْزَۃ کھڑا کر لیتے تھے۔ پھر میں نے اسے بتایا کہ تم نے غلط سمجھا ہے۔ یہ عَنْزَۃ (بکری) نہیں بلکہ عَنَزَۃ

لے چہرہ تو قبر میں کھلا رکھتے ہی ہیں۔ اس کے کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ ہاں مُحرِم کا سر کھلا ہوتا ہے اس۔ لئے اس کے سر کو کھلا رکھنے کا حکم دیا گیا۔

(عصا) ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے چند مثالیں بیان کی ہیں ان سے متون حدیث کی ان بیشمار تصحیفات کا اندازہ ہو سکے جو لوگوں سے ظہور میں آئی ہیں۔ بقول عبد اللہ بن مبارک علم حدیث ان لوگوں کا پیشہ نہ تھا۔

علمِ حدیث کی ۳۵ ویں قسم

اس قسم کا تعلق ان تصحیفات سے ہے جو محدثین اسانید میں کرتے ہیں۔

۱۔ اخبرنا ابوبکر محمد بن احمد بالویہ قال حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبۃ عن مالک بن عرفطۃ عن عبد خیر عن عائشۃ قال.....

اس سند میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے دبا[1] اور مزفت[2] کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اس سند میں شعبہ سے تصحیف ہو گئی ہے۔ یہ (مالک بن عرفطہ نہیں) خالد بن علقمہ ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ احمد بن حنبلؒ کے قول کی درست ہونے یہ دلیل ہے کہ زائدہ بن قدامہ ابو عوانہ اور شریک بن عبد اللہ سب ہی خالد بن علقمہ بن عبد خیر سے ہی یہ مضمون روایت کرتے ہیں۔

۲۔ اخبرنا ابو العباس المحبوبی بمرو قال حدثنا سعید بن مسعود قال حدثنا النضر بن شمیل قال اخبرنا شعبۃ قال اخبرنا عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن المندلی او ابن ابی المندلی۔

ابو العباس اس سند میں کہتے ہیں کہ: میں نے ایوب سے اس سند کا ذکر کیا تو انھوں

---

[1] و [2] یہ شراب کے مختلف النوع برتن ہیں۔

نے کہا، یہ حجر المدری ہیں جو زید بن ثابت کے واسطے سے حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: عمریٰ[1] وارث کے لیے ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس میں شعبہ کو وہم ہو گیا ہے اور تینوں اقوال میں ان سے تصحیف ہو گئی ہے (ایک قول تو اوپر گزر چکا)، دوسرا قول یہ کہ وہ حجر بن قیس مدری ہیں۔ ابن جریج، اوزاعی، اور ان کے علاوہ بھی ایک جماعت نے عمرو بن دینار سے یوں روایت کیا ہے اور قتادہ نے اس نام میں جو تصحیف کی ہے وہ سب سے زیادہ تعجب انگیز ہے۔ یعنی:

منٹ۱۵ اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عمرویہ الصفار ببغداد۔ قال حدثنا ابو بکر بن ابی خیثمۃ قال ھدبۃ بن خالد قال ثنا حماد بن الجعد قال.....

اس اسناد میں حماد بن جعد کا بیان ہے کہ: میری موجودگی میں قتادہ سے عمریٰ کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے اس سند سے:

حدثنی عمرو بن دینار عن طاؤس عن الحجور بن حجر البدری عن زید بن ثابت یہ روایت بیان کی کہ حضورؐ کا یہ فیصلہ ہے کہ عمریٰ جائز ہے۔

۳۔ اخبرنی ابو علی الحافظ قال اخبرنا یحیی بن علی بن محمد الحلبی بحلب قال حدثنا جدی محمد بن ابراھیم بن ابی سکینۃ قال ثنا محمد بن الحسن الشیبانی قال حدثنا ابو حنیفۃ عن محمد بن شھاب الزھری عن سبرۃ بن الربیع الجھنی عن ابیہ الخ۔

اس اسناد میں سبرہ بن ربیع جہنی اپنے والد کے واسطے سے یہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ کرنے کی ممانعت فرما دی۔

میں نے ابو علی کو یہ کہتے سنا کہ: اس اسناد میں ابو حنیفہ سے تصحیف ہو گئی ہے کیونکہ زہری کے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ (زہری) ربیع بن سبرہ سے اور وہ

---

[1] اپنا مکان کسی کو اپنی یا اس کی عمر تک کے لیے برائے سکونت دے دینا۔

اپنے والد (سبرہ) سے روایت کرتے ہیں (نہ کہ سبرہ بن ربیع سے)

میں نے ابوالحسن محمد بن موسیٰ مقرئی کو اور انھوں نے ابوبکر محمد بن اسحاق کو اور انھوں نے مزنی کو اور انھوں نے شافعی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: امام مالک سے تین ناموں میں تصحیف ہوئی ہے۔ ایک عَمرو بن عثمان کو عُمر بن عثمان لکھا دوسرے جبر بن عتیک کو جابر بن عتیک کہا اور تیسرے عبدالملک بن قُریب کو عبدالعزیز بن قریر بتایا۔

حاکم کہتے ہیں عبدالعزیز بن قریر کے بارے میں خود شافعیؒ کو وہم ہو گیا ہے۔ یہ بلاشبہہ عبدالعزیز بن قریر ہی ہیں۔ عبدالملک بن قُریب نہیں ہیں کیونکہ اصمعی اور ان عبدالعزیز سے مالک روایت کرتے ہی نہیں۔ مالک کے علاوہ دوسرے لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۴۔ حدثنی عمرو بن جعفر البصری قال حدثنا عبدان قال حدثنا معمر بن سهل قال ثنا عامر بن مدرک عن الحسن بن صالح عن اُکیل عن ابن ابی نُعم عن المغیرۃ بن شعبۃ ان ....۔

ابن شعبہ اس سند میں بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ باشندگانِ اہواز سے اُکیل میں تصحیف ہو گئی ہے۔ حسن بن صالح نے یہ حدیث بکیر بن عامر بجلی عن ابن ابی نُعم روایت کی ہے۔ راوی نے اِملا کرتے وقت بکیر سنا مگر اسے اُکیل کا وہم ہو گیا۔ اس روایت کی ہمارے پاس جو اسناد ہے، وہ یوں ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال ثنا یحیی بن فضیل قال ثنا الحسن بن صالح عن بُکیر عن ابن ابی نُعم۔

۵۔ اخبرنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار قال حدثنا احمد بن عصام قال ثنا ابو بکر الحنفی قال ثنا سفیان بن سعید

عن ابن ابی لیلی عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن جدہ عن علی انہ ......

اس اسناد میں راوی حضرت علیؓ کی زبانی بیان کرتا ہے کہ آپ شب کا کھانا کھا کر اپنے کپڑے میں لپٹ کر نماز عشاء ادا کرنے سے پہلے سو جاتے تھے (اس کے بعد اٹھ کر نماز عشاء ادا فرماتے۔)

حاکم کہتے ہیں کہ ابوبکر حنفی سے تصحیف ہو گئی ہے۔ انھوں نے اپنی اسناد میں عبداللہ بن عبداللہ عن جدہ کہا ہے حالانکہ یہ عن جدّتہ اسیلۃ ہے۔ عبدالرحمان بن مہدی حسین بن حفص اور عبداللہ بن الولید عدنی نے ثوری سے اسی طرح اسے روایت کیا ہے۔

۶۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا ابو عتبۃ قال حدثنا بقیّۃ قال ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن ابی ایوب العتکی عن صفیۃ بنت حُیَیّ انہا......

اس اسناد میں ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بیان فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس گئی یا حضورؐ میرے پاس آئے۔ وہ جمعے کا دن تھا اور ان کا روزہ تھا۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا: کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ بولیں: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا کل روزہ رکھو گی؟ جواب دیا: نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: پھر روزہ توڑ دو۔

حاکم کہتے ہیں کہ بقیہ بن ولید سے حضرت صفیہ کا ذکر کرتے ہوئے تصحیف ہو گئی ہے اور اس کی متابعت میں کوئی روایت نہیں۔ بخلاف اس کے یحیی بن سعید اور غندر اور دوسرے لوگوں نے یہ مضمون عن شعبۃ عن قتادۃ عن ابی ایوب العتکی عن جویریۃ بنت الحارث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ روایت کیا ہے (یعنی یہ واقعہ ام المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث کے ساتھ پیش آیا تھا نہ کہ ام المومنین صفیہ بنت حُیَیّ کے ساتھ)

۷۔ میں نے احمد بن یحیی ذہلی کو، انھوں نے محمد بن عبدوس مقری کو اور انھوں ص ۱۵۲
نے بعض مشائخ کو یہ کہتے سنا کہ بغداد میں ایک شخص نے عن سفیان الثوری عن خالد الحذّاء عن الحسن کو یوں پڑھا: عن شقبان الثوری عن جلد الجدا عن الجسر۔

حاکم کا بیان ہے کہ بعض متفقہین ہمارے ساتھ سماعِ حدیث میں شریک ہوتے اور بحث بھی کرتے تھے۔ ایک دن دورانِ بحث انھوں نے کہا عن مُرقُبتہ بن مَشقلۃ۔ (صحیح مسقلۃ ہے) یہ لفظ ان کے ساتھ ایسا چپک کر رہ گیا کہ ان کا لقب ہی مُرقبہ بن گیا۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے بے شمار تصحیفات میں سے یہ چند مثالیں بیان کی ہیں جن کا مقصد طالبِ علم حدیث کو راویان حدیث کے ناموں کی شناخت و واقفیت کی ترغیب دینا ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اس کی توفیق بخشنے والا ہے۔

علمِ حدیث کی ۳۶ ویں قسم

اس قسم کا مقصد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بھائیوں اور بہنوں سے واقفیت حاصل کرنا ہے جو آج تک موجود ہیں۔ یہ بڑا گرانقدر علم ہے اور اس فن میں ابو العباس سراج رحہ ایک کتاب لکھ چکے ہیں۔ تاہم میں یہاں صدر اوّل اور صدر ثانی کے بعد کی مفید معلومات پیش کروں گا۔ پہلے ہم ان لوگوں کا اور ان کی اولاد کا ذکر کریں گے جنھوں نے براہِ راست آنحضورؐ سے سنا ہے۔ ہم یہاں ان کا ذکر نہیں کریں گے جن کی ایک ہی اولاد تھی کیونکہ بھائی بہنوں میں ان کا شمار نہیں۔

ان میں ابوبکر صدیقؓ، عائشہؓ، اسماءؓ، عبدالرحمانؓ، عمر بن خطابؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حفصہ بنت عمر ہیں۔ عثمانؓ (ذی النورین) کی کوئی اولاد ایسی نہیں جس نے براہِ راست آنحضورؐ سے سنا ہو۔ نیز ان میں علیؓ بن ابی طالب، حسنؓ، حسینؓ، عباس بن عبدالمطلب، فضل، عبداللہ، ابوسلمہ بن عبدالاسد، عمر بن ابی سلمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعد بن ابی عبادہ، قیس بن سعد اور سعید بن سعد بھی ہیں۔

صحابہ کی دوسری قسم میں علیؓ، جعفر اور عقیل تین بھائی ہیں۔ عمر بن خطاب اور زید دو بھائی ہیں۔ ان لوگوں کا حدیث میں بکثرت ذکر آتا ہے۔

تابعین کے بھائیوں میں محمد بن علی باقر، عبداللہ بن علی، زید بن علی اور عمر بن علی چاروں بھائی تابعی ہیں۔

عمر بن خطاب کی اولاد میں سالم[۱]، عبداللہ[۲]، حمزہ[۳]، عبیداللہ[۴]، زید[۵]، واقد[۶] اور عبدالرحمن[۷]، سب تابعی ہیں۔

عثمان بن عفان کی اولاد میں ابان، عمرو اور سعید سب تابعی ہیں۔

زبیر کی اولاد میں عبداللہ، مصعب اور عروہ تابعی ہیں (یہاں عبداللہ کا نام غلطی سے آگیا ہے۔ یہ بلاشبہ صحابی ہیں نہ کہ تابعی)

طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں یحییٰ، موسیٰ، عمران، عیسیٰ اور عائشہ تابعی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد میں ابراہیم، حمید، مصعب اور ابوسلمہ تابعی ہیں۔

سعد بن ابی وقاص کی اولاد میں مصعب، عامر، محمد، ابراہیم، عمر، یحییٰ، اسحاق، اور عائشہ تابعی ہیں۔

عباس بن عبدالمطلب کی اولاد میں کثیر، تمام اور قثم تابعی ہیں۔

عبداللہ بن عقبہ بن مسعود ہذلی کی اولاد میں عبید اللہ، عقبہ، عون اور ناجیہ تابعی ہیں سیرین کی اولاد میں محمد، انیس، یحییٰ، معبد، حفصہ اور کریمہ تابعی ہیں۔

انس بن مالک کی اولاد میں نضر، موسیٰ، ابوبکر، عبداللہ، عُبیداللہ اور عمر تابعی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ کی اولاد میں عروہ، حمزہ، عقّار اور یعفور تابعی ہیں۔

ابوبکرہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن، مسلم، عبدالعزیز، یزید اور عبید اللہ تابعی ہیں۔

یسار کی اولاد میں عطا، سلیمان، عبداللہ، اسحاق، موسیٰ اور عبدالرحمٰن تابعی ہیں۔

ابوالجعد کی اولاد میں سالم، زیاد اور عبید تابعی ہیں۔

جماعت تابعین میں بعض مشہور ائمہ بھائی ہیں مثلاً مسلم بن شہاب زہری کے دو ص۱۵۴
فرزند — محمد اور عبداللہ دو بھائی ہیں۔ محمد اور نافع بھائی اور جبیر بن مطعم کے فرزند ہیں۔ عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ — عبداللہ بن مسعود کے فرزند — بھائی ہیں۔ نعمان اور سُوید فرزندانِ مقرن مُزنی بھائی ہیں۔ ابوالحسن کے دو فرزند حسن اور سعید بھائی ہیں۔ سعید اور عبداللہ — عبدالرحمان بن ابزیٰ کے فرزند — بھائی ہیں۔ یحییٰ، سعد اور عبدربہ تینوں سعید بن قیس نجاری کی اولاد ہیں۔

اسی طرح منبہ کے دو فرزند وہب اور ہمّام، منکدر بن عبداللہ بن ہُدیر کے دو فرزند محمد اور ابوبکر، وائل بن حُجر دو فرزند علقمہ اور عبدالجبار، یزید نخعی کے دو فرزند اسود

اور عبدالرحمٰن، اسلم عدوی کے دو فرزند زید اور خالد، بریدہ کے دو فرزند عبداللہ اور سلیمان، عبداللہ بن بدر کے دو فرزند بعجہ اور معاذ، شخیر کے دو فرزند مطرف اور یزید، شرجیلی کے دو فرزند ہذیل اور ارقم، ضمرہ سلولی کے دو فرزند عاصم اور عبداللہ، منتشر کے دو فرزند محمد اور مغیرہ ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ میں نے ان صحابہ و تابعین کا یہاں مثالاً ذکر کیا ہے۔ ورنہ ایک جماعت ایسی بھی ہے جس کا میں نے ذکر نہیں کیا ہے۔ میں نے حافظ ابوبکر بن ابی دارم سے سوقہ بن سعید بجلی کی اولاد کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ ان میں پانچ ایسے ہیں جو روایت کرتے ہیں اور ان کی روائتیں لی گئی ہیں اور موجود ہیں۔ وہ ہیں: محمد بن سوقہ، عبداللہ بن سوقہ، عبدالرحمان بن سوقہ، زیاد بن سوقہ اور سعید بن سوقہ۔

میں نے حافظ ابوبکر محمد بن عمر جعابی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: تین بھتیجے ایسے ہیں جو اپنے چچاؤں سے بڑے ہیں۔ ابوشبل علقمہ بن قیس بن یزید اپنے چچا اسود بن یزید سے بڑے ہیں۔ عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے چچا محمد بن عبدالرحمٰن سے بڑے ہیں اور عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ اپنے چچا عبداللہ بن شبرمہ سے بڑے ہیں۔

میں نے حافظ ابوعبدالرحمان محمد بن مامون کو مرو میں یہ کہتے سنا ہے کہ ثابت بن ابی زید انصاری صحابی کے تین فرزندوں ـــ عزرہ، محمد اور علی ـــ میں ہر ایک نے اپنے دوسرے بھائی سے حدیث بیان کی ہے۔

۱۵۵ میں نے انہی ابوعبدالرحمٰن کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ ابورواد میمون کے تین فرزندوں ـــ عبدالعزیز، جبلہ اور عثمان ـــ میں سے ہر ایک نے دوسرے سے روایت لی ہے۔

ابوحفصہ بن عمارہ بن ابی حفصہ اور ثابت دو بھائی ہیں اور دونوں راوی حدیث ہیں۔ حافظ ابوعلی حسین بن علی کو میں نے کئی بار یہ کہتے سنا ہے کہ عیینہ کے پانچ فرزندوں ـــ آدم، عمران، محمد، سفیان اور ابراہیم ـــ میں ہر ایک نے دوسرے سے روایت

کی ہے۔

ابوعلی کو میں نے یہ کہتے بھی سنا ہے کہ عبداللہ بن اشجّ کے تین فرزند ہیں بُکیر یعقوب اور عمر (لہٰذا یہ تینوں بھائی ہیں۔)

میں نے احمد بن عباس مقریٔ کو کئی بار احمد بن موسیٰ بن مجاہد کا یہ قول بیان کرتے سنا ہے کہ ابوسفیان، ابوعمرو، ابوحفص، معاذ اور عنبس پانچ بھائی ہیں جو علاء بن ریّان کے فرزند ہیں۔

میں نے ابوبکر بن ابی دارم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جامع، ربیع اور رُزیح تینوں بھائی اور ابوراشد کے فرزند ہیں۔

میں نے حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب سے سنا ہے کہ عبدالملک، حُمران اور زرارہ تینوں بھائی اور اَعین کے فرزند ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: تبع تابعین میں جن دو دو بھائیوں کا ذکر مفید ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ عبداللہ اور یزید۔ یہ دونوں یزید بن عبداللہ بن قُسیط کے فرزند ہیں، اور واقدی نے ان سے روایت لی ہے۔

۲۔ اسماعیل اور محمد۔ یہ دونوں عبدالرحمان بن ابی ذئب کے فرزند ہیں ان میں محمد زیادہ مشہور ہیں۔

۳۔ اسماعیل اور ربعی۔ دونوں ابراہیم بن عُلیّہ کے فرزند ہیں۔

۴۔ مسحاج اور سماک۔ دونوں موسیٰ ضبیان کے فرزند ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ مسلمان شہریوں کے "بھائیوں" میں میں نے چند مفید حصوں کا ذکر کیا ہے۔ متقدمین کی کتابوں میں بعض نادر الوجود باتوں کا بھی ذکر ہے۔ میں نے اکثر جگہ وہی الفاظ لیے ہیں جو میرے شہر کے ائمۂ حدیث کے ہیں یا میری کتابوں میں موجود ہیں۔ اور اب میں بتوفیقِ ایزدی علمائے نیشاپور کے ان "بھائیوں" کا ذکر کروں گا کہ میرے گمان کے مطابق ان کا ذکر میرے سوا کسی نے نہیں کیا ہے۔

علمائے نیشاپور کے "بھائیوں" کا ذکر[1]

۱۔ حفص، عبداللہ اور ائمۃ۔ یہ تینوں بھائی عبدالرحمان کے فرزند ہیں۔ تینوں محدث، مفتی اور مقری[2] ہیں۔

۲۔ سہل، محمد اور اسد۔ یہ تینوں بھائی عمار کے فرزند ہیں۔ یہ عتکی ہیں جن سے ان کا ایک شاگرد عباس بن حمزہ روایت کرتا ہے۔

۳۔ حکم، عبدالوہاب اور عبداللہ۔ یہ تینوں بھائی حبیب عبدی کے فرزند ہیں۔

۴۔ متبشر، عمر اور مسعود۔ یہ تینوں بھائی عبداللہ بن رزین قہندزی کے فرزند ہیں اور اتباعِ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

۵۔ یحییٰ اور عبداللہ دونوں بھائی صبیح کے فرزند ہیں جن سے اتباع تابعین روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں کا گھر ہمارے قرب میں مشہور رہے۔ یحییٰ کی ایک روایت قرأت سے متعلق مجھے بھی پہنچی ہے۔

۶۔ حسین، محمد اور عبداللہ تینوں بھائی عبیداللہ ترک کے فرزند ہیں۔ حسین نے سفیان ثوری سے اور محمد نے اپنے والد سے حدیث سنی ہے۔

۷۔ رجاء، محمد اور عبدالخالق تینوں بھائی ابراہیم بن طہمان کے فرزند ہیں اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۸۔ سعید، اسحاق اور یحییٰ۔ یہ تینوں بھائی صباح کے فرزند ہیں۔ ان کے پسماندگان ہمارے قریب موجود ہیں اور ان کا مکان مشہور ہے۔ یہ اتباعِ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

۹۔ بشار، حماد اور عثمان یہ تینوں بھائی قیراط کے فرزند ہیں جو ایک دوسرے سے اور یہ تینوں اتباع تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا مکان شاہراہ بلخیین پر واقع ہے۔

---

[1] اس فہرست میں ہجائی یا زمانی ترتیب ملحوظ نہیں۔

[2] مقری کے معنی ہیں درس دینے والا۔

۱۰- بشر اور مبشر دونوں بھائی قاسم کے فرزند ہیں اور اتباع تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ بشر نے مصر جا کر ابن لہیعہ سے اور مدینے میں مالک وغیرہ سے سنی۔ یہ دونوں محدث ہیں اور ان کا خاندان ہمارے قرب میں موجود ہے۔

۱۱- سلمہ اور علی دونوں بھائی جارود کے فرزند ہیں۔ سڑک اور محلہ جارود وہی نام سے موسوم ہیں۔

۱۲- حسین اور عبدالوہاب دونوں بھائی ضحاک کے فرزند ہیں، ان کا سماع اتباع تابعین سے ہے۔ یہ دونوں قریشی ہیں۔ ان کا محلہ باغِ رازمین میں ہے۔

۱۳- احمد، زکریا اور حسین تینوں بھائی حرب عابد کے فرزند ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ احمد زیادہ متقی، حسین زیادہ فقیہہ اور زکریا زیادہ صاحب ثروت ہیں، جس محلے میں ان کا خاندان آباد ہے وہ مشہور ہے۔

۱۴- احمد اور محمد دونوں بھائی نصر بن عبدالوہاب کے فرزند ہیں۔ ان دونوں سے محمد بن اسماعیل بخاری نے روایت لی ہے۔

۱۵- محمد اور احمد دونوں بھائی عبدالوہاب بن حبیب عبدی کے فرزند ہیں۔ دونوں حدیث روایت کرتے ہیں اور محمد تو امام ہی ہیں۔

۱۶- ابراہیم، اسماعیل اور محمد تینوں بھائی اسحاق بن ابراہیم ثقفی کے فرزند ہیں۔ ابراہیم و اسماعیل تو بغداد میں حدیث سناتے رہے اور محمد ابوالعباس السراج ہمارے شہر کے محدث ہیں۔ یہ اپنے دونوں بھائیوں سے اور دونوں بھائی ان سے روایت کرتے ہیں۔

عِلم حدیث کی ۳۷ ویں قِسم

یہ قسم ان صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین کے ذکر پر مشتمل ہے جس سے فقط ایک ہی راوی نے روایت کی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے:

حدثنا ابواحمد بکر بن محمد الصیرانی بمرو قال حدثنا عبدالصمد بن الفضل البلخی قال حدثنا مکی بن ابراھیم قال حدثنا داؤد بن یزید الاَودی عن عامر عن ھَرِم بن خُنبش قال..... صـ۱۵۸

اس اسناد میں ہرم بن خنبش کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عورت نے آکر سوال کیا کہ اے رسولؐ! میں کس مہینے میں عمرہ ادا کروں؟ فرمایا: رمضان میں، کیونکہ رمضان میں عمرہ ادا کرنا ایک حج کا وزن رکھتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہرم بن خنبش صحابی ہیں اور ان سے بجز عامر بن شراحیل شعبی کے اور کسی نے روایت نہیں کی ہے یہی حال عامر بن شہر، عروہ بن مضرّس اور محمد بن صفوان انصاری کا ہے کہ ان تینوں سے بھی شعبی کے سوا کسی نے روایت نہیں کی ہے۔

دوسری مثال:

اخبرنا الحسن بن یعقوب العدل قال حدثنا محمد بن عبدالوھاب الفرّاء قال اخبرنا جعفر بن عون قال اخبرنا اسماعیل قال اخبرنا اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم قال حدثنی دُکین بن سعید المزنی قال۔

اس اسناد میں دکین بن سعید مُزنی کہتے ہیں کہ میں قبیلہ مُزینہ کے چند سواروں کے ساتھ آنحضورؐ کے پاس آیا۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ جاؤ انھیں کچھ سامان دے دو وہ ہمارے ساتھ چل کر ایک گھر کے پاس آئے اور کپڑے میں سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ وہاں ایک چہار دیواری تھی جس میں کھجوریں بھری پڑی تھیں۔ ہم لوگوں نے اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے کھجوریں لے لیں۔ میں ادھر متوجہ ہوا تو میں اپنے ساتھیوں

میں آخری شخص تھا اور محسوس ہوا کہ جیسے ہم نے ایک کھجور بھی نہیں لی ہے (یعنی وہ کھجوریں اس قدر زیادہ نظر آئیں)

حاکم کہتے ہیں کہ: دُکین بن سعید مزنی صحابی ہیں جن سے قیس بن ابی حازم کے سوا کسی نے روایت نہیں کی ہے۔ یہی حال صُنابح بن اعسر، مرداس بن مالک اسلمی، ابوسہم اور ابوحازم (قیس کے والد) کا ہے کہ ہمیں کسی ایسے راوی کا علم نہیں جس نے ان چاروں سے روایت کی ہو بجز قیس بن ابی حازم کے۔

تیسری مثال:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا ابراھیم بن مرزوق قال حدثنا ابو داؤد الطیالسی قال حدثنا شعبۃ عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی وائل عن قیس بن ابی غَرَزَۃ قال......

اس اسناد میں قیس بن ابی غرزہ آنحضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: اے گروہ تُجار! تمہارے اس بازار میں قسمیں اور کچھ لغو باتیں بھی ہو جاتی ہیں لہٰذا اس کے اثر کو صدقات سے دُور کرو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابو وائل کے سوا قیس بن ابی غرزہ سے روایت کرنے والا کوئی نہیں۔ یہی صورت حارث بن حسّان بکری صحابی کی ہے جن سے ابووائل کے سوا کسی نے روایت نہیں کی ہے۔

چوتھی مثال: صـ ۱۵۹

حدثنا ابوعبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ قال حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ السعدی قال حدثنا وھب بن جریر قال حدثنا ابی قال سمعت الحسن یحدث عن صعصعۃ عمّ الفرزدق انہ قدم....

اس اسناد میں فرزدق کے چچا صعصعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضورؐ کے پاس آئے تو حضورؐ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی: فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (جو رائی کے برابر بھی نیکی کرے گا اسے وہ دیکھ لے گا اسے

وہ دیکھ لے گا اور جو رائی برابر بھی برائی کرے گا اسے دیکھ لے گا) انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے یہ کافی ہے۔ اگر میں قرآن کا کوئی حصہ اس آیت کے سوا نہ سنوں تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا۔

حاکم کہتے ہیں کہ صعصعہ (فرزدق کے چچا) سے بجز حسن بن ابی الحسن بصری کے اور کسی روایت کرنے والے کا علم نہیں۔ یہی صورت عمرو بن تغلب، سعد (مولائے ابوبکر صدیق) اور راحمر صحابی کا ہے کہ یہ سب کے سب صحابہ ہیں مگر حسن کے سوا کسی نے ان سے روایت نہیں کی ہے۔

یہ ان چند صحابہ کی مثالیں ہیں جن سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی آدمی ہے۔ چند صحابہ ایسے بھی ہیں جن سے صرف ان کی اولاد ہی نے روایت کی ہے مثلاً:

مسیّب بن حزن قرشی سے صرف سعید نے روایت کی ہے۔ عمیر بن قتادہ سے صرف عبید نے، مالک بن نضلہ جُشَمی سے فقط ان کے فرزند عوف ابو الاحوص نے، شَکَل بن حُمید سے فقط ان کے فرزند شُتَیر نے، شدّاد بن ہاد سے صرف ان کے فرزند عبداللہ نے، معاویہ بن حیدہ سے صرف ان کے فرزند حکیم نے اور سعد بن تمیم سکونی سے صرف ان کے فرزند بلال بن سعد نے روایت کی ہے۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ میں نے تو چند مثالیں بیان کی ہیں۔

تابعین میں بھی ایک گروہ ایسا ہے جس سے روایت کرنے والا فقط ایک ہی ہے، مثلاً:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا العباس بن محمد الدوری قال ثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب قال حدثنی محمد بن ابی سفیان بن جاریة الثقفی ان یوسف بن الحاکم ابا الحجاج

اخبرہ ان سعد بن ابی وقاص قال.....

اس اسناد میں سعد بن ابی وقاص حضورؐ کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ: جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا اللہ اُسے ذلیل کرے گا۔

صلا حاکم کہتے ہیں کہ: زہری کے سوا ہمیں کسی ایسے راوی کا علم نہیں جس نے محمد بن ابی سفیان اور عمرو بن ابی سفیان بن علاء بن جاریہ ثقفی سے روایت کی ہو۔ ان کے علاوہ کچھ اوپر بیس تابعین ایسے ہیں، جن سے بجز زہری کے کسی نے روایت نہیں کی ہے۔ یہاں ان سب کا ذکر موجب طوالت ہو گا۔ عمرو بن دینار بھی ایک جماعتِ تابعین کے تنہا راوی ہیں۔ یہی حال یحییٰ بن سعید انصاری، ابو اسحاق سبیعی اور ہشام بن عروہ کا ہے جن کی تفصیل طویل ہے۔

اتباعِ تابعین میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے فقط ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔ مثلاً:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم المصری قال اخبرنا ابن وھب قال اخبرنی مالک بن انس عن المسور بن رفاعة القرظی عن الزّبیر بن عبد الرحمان بن عبدالزّبیر عن ابیہ ان.........

اس اسناد میں عبد الرحمان بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ عہد نبویؐ میں رفاعہ نے اپنی بیوی تہیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دیں تو (بعد عدت) عبد الرحمان بن زبیر نے اس سے نکاح کر لیا لیکن وہ الگ جا کر دراز ہو گئے اور مواصلت پر قدرت نہ پا سکے۔ آخر انھوں نے بھی طلاق دے دی تو رفاعہ نے اس سے نکاح کرنا چاہا۔ یہی اس کے پہلے شوہر تھے جنھوں نے طلاق دی تھی۔ آنحضورؐ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ تمھارے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب

تک اس (دوسرے شوہر) کی مواصلت کا مزہ نہ چکھ لے۔

حاکم کہتے ہیں کہ مالک بن انس کے سوا کسی نے بھی مسور بن رفاعہ قرظی سے روایت نہیں کی ہے۔ مدینے کے کوئی دس شیوخ ہیں جس سے مالک کے سوا کسی نے روایت نہیں کی ہے۔

دوسری مثال:

حدثنا ابو بکر احمد بن اسحاق الامام قال اخبرنا محمد بن غالب قال حدثنا سفیان عن عبد اللہ بن شداد اللیثی عن رجل عن خزیمۃ بن ثابت۔

اس اسناد میں خزیمہ بن ثابت حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ بیویوں کے پاس جاؤ تو ان کے دُبر کو استعمال نہ کرو۔ اللہ حق بات کہنے سے شرماتا نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: عبد الرحمان بن مہدی نے بھی ثوری سے اسی طرح روایت کی ہے اور اس آدمی کا (جو خزیمہ سے روایت کرتا ہے) نام نہیں لیا اور عبد اللہ بن شداد کو لیثی کی بجائے اعرج لکھا ہے۔ عبد اللہ بن شداد سے ہمارے علم میں سفیان ثوری کے سوا کسی نے بھی روایت نہیں کی ہے۔ بلکہ دس سے زیادہ شیوخ ایسے ہیں جن سے صرف ثوری ہی روایت کرتے ہیں۔

ص161 تیسری مثال:

اخبرنا ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ قال حدثنا محمد بن یونس قال حدثنا روح بن عبادۃ قال حدثنا شعبۃ عن المفضل بن فضالۃ عن ابی رجاء عن عمران بن حصین انہ......

اس سند میں ہے کہ عمران بن حصین ایک بار ریشمی رومال اوڑھے باہر نکلے۔ اس سے پہلے ان کے جسم پر اتنا قیمتی کپڑا نہیں دیکھا گیا تھا۔ ان پر اعتراض ہوا تو انھوں نے حضورؐ کی یہ حدیث سنائی کہ: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو یہ

بھی پسند کرتا ہے کہ اس کے انعام کا اثر نظر آئے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : مفضل بن فضالہ سے شعبہ نے دو روایتیں لی ہیں اور ہمارے علم میں شعبہ کے سوا کسی نے ان (مفضل) سے روایت نہیں کی ہے۔ ان کے اور شعبہ کے درمیان کوئی نسبی یا قرابتی تعلق نہیں۔ شعبہ بصرے کے ہیں اور مفضل بن فضالہ حجاز کے۔ کم و بیش تیس شیوخ ایسے ہیں جن سے بجز شعبہ کے اور کسی نے روایت نہیں کی ہے۔

اتباع تابعین کے میں نے یہ چند نمونے مثالاً پیش کیے ہیں۔ واللہ اعلم واحکم وھو حسبی ونعم الوکیل۔

علمِ حدیث کی ۳۸ ویں قسم

اس قسم میں اُن صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین کے قبائل کا ذکر ہے جن سے روائتیں ہیں اور آج تک ان میں جن لوگوں کا نسب عرب میں مشہور رہا ہے ان سب کا بھی ذکر ہے۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا الربیع بن سلیمان وسعید بن عثمان التنوخی قالا حدثنا بشر بن بکر عن الاوزاعی قال حدثنی ابو عمار شدّاد عن واثلة بن الاسقع قال.....

اس سند میں واثلہ بن اسقع آنحضورؐ کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ: اللہ تعالےٰ نے اولادِ اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چُن لیا ہے۔

حدثنا ابو سعید احمد بن یعقوب الثقفی قال حدثنا محمد بن عبد اللہ بن سلیمان قال حدثنا العلاء بن عمرو الحنفی قال ثنا یحییٰ بن برید قال اخبرنا ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس قال.....

اس اسناد میں عبد اللہ بن عباس یہ حدیث نبویؐ بیان کرتے ہیں کہ: تین وجوہ سے عرب کی محبت رکھو (ایک تو) میں عربی ہوں (دوسرے) قرآن عربی ہے (تیسرے) اور اہل جنّت کی زبان عربی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: عرب کے ایک ایک قبیلے کے فضائل میں حضورؐ کے ارشادات حدِ تواتر تک پہنچے ہوتے ہیں جن کا ذکر طوالت چاہتا ہے۔ قبائل کی تشریح تو آگے آئے گی۔

یہاں میں صرف چند احادیث اپنے شیوخ کے واسطے سے بیان کروں گا۔ ان میں جو جو راوی کسی عربی قبیلے کے صحابی تک پہنچتے ہیں اور ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے ان کا بھی ذکر کروں گا۔ اس سے علم حدیث کی اس نوع کی واقفیت واہمیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کوشش میں مددگار رہے۔

۱۔ اخبرنا عبدان بن یزید الدقاق بھمذان قال حدثنا محمد بن صالح الاشبح قال حدثنا محمد بن اسحاق اللؤلؤی قال حدثنا بقیۃ بن الولید قال حدثنا ابوبکر بن عبد اللہ عن عطیۃ بن قیس عن ابی الدرداء قال......

اس اسناد میں ابو درداء حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: اختبر تقلہ[1]

حاکم کہتے ہیں کہ (اس اسناد میں) ابو درداء انصاری ہیں۔ عطیہ بن قیس کلابی ہیں۔ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم غسانی ہیں۔ بقیہ بن ولید یحصبی ہیں۔ باقی سب عجم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ اخبرنا ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی قال حدثنا سعید بن مسعود قال حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا مسعر بن کدام عن عمرو بن مرۃ عن سالم بن ابی الجعد عن اخیہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم.....

اس اسناد میں ابن عباس مردار کی کھال کے بارے میں آنحضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: دباغت اس کے خبث، ناپاکی یا پلیدی کو دور کر دیتی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: (اس اسناد میں) عبداللہ بن عباس ہاشمی ہیں۔ عبید اللہ بن ابی الجعد اور ان کے بھائی سالم دونوں غطفانی ہیں۔ عمرو بن مرہ جُہنی ہیں۔ مسعر بن کدام ہلالی ہیں۔ یزید بن ہارون سلمی ہیں۔ سعید بن مسعود حنظلی ہیں۔ باقی سب عجمی ہیں۔

---

[1] معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے۔

۲۔ حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ قال حدثنا ص۱۴۳
ابراھیم بن عبد اللہ السعدی قال اخبرنا یزید بن ھارون قال اخبرنا یحیی بن سعید ان محمد بن یحیی بن حبان اخبرہ ان عمہ واسع بن حبان اخبرہ قال قال عبد اللہ بن عمر......

اس اسناد میں عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ: میں ایک دن اپنے مکان کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ: حضورؐ رفعِ حاجت کے لیے دو اینٹوں پر بیٹھے ہیں۔ رُخ شام کی طرف اور پُشت قبلے کی طرف تھی۔

حاکم کہتے ہیں کہ (اس اسناد میں) عبد اللہ بن عمر عدوی ہیں۔ واسع، محمد اور یحیی تینوں انصاری ہیں۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن سعد تمیمی ہیں اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ بنی شیبان سے ہیں۔

۴۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا زکریا بن یحیی بن اسد قال حدثنا سفیان عن المنکدر سمع عروۃ بن الزبیر یقول حدثتنا عائشۃ ان......

اس اسناد میں حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ: ایک شخص نے حضورؐ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضورؐ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو...... الخ

حاکم کہتے ہیں کہ: (اس اسناد میں) عائشہ تمیمی ہیں۔ عروہ قرشی اور محمد بن منکدر بھی قرشی ہیں۔ سفیان ہلالی اور ہمارے شیخ ابو العباس اُموی ہیں۔

۵۔ حدثنا ابو العباس قال حدثنا ابو عتبۃ قال حدثنا محمد بن حمیر قال حدثنا ابراھیم بن ابی عبلۃ وعمرو بن قیس والزُبیدی عن الزھری عن عبد الرحمان الاعرج عن ابن بُحینۃ ان....

اس سند میں ابن بُحینہ کہتے ہیں کہ: حضورؐ نے سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے قبل ادا فرمائے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ (اس اسناد میں) عبد اللہ بن مالک بن بحینہ انصاری ہیں۔ عبد الرحمان اعرج قریش کے موالی میں ہیں۔ زہری قریشی[1]۔ زبیدی بھی قریشی ہیں۔ عمرو بن قیس سکونی ہیں۔ حمید بن حمیر یحصبی ہیں۔ ابو عتبہ قریشی ہیں۔ ابو العباس اموی ہیں۔ باقی سب موالی ہیں۔

صفحہ ۱۶۴ حاکم کہتے ہیں کہ: قبائل کو سمجھنے کے لیے میں نے بطور مثال یہ چند حدیثیں پیش کی ہیں۔ اس نوع کا پہلا حصہ ہے۔ دوسرے حصے میں ان قلمی حصوں کا ذکر ہے جو عرب سے عجم میں آ گئے اور اہل عجم ہی کے تنہا راوی ہوئے اور عرب کے ممالک میں شاذ و نادر ان کا وجود باقی رہا۔ اس کی مثالیں یہ ہیں:

۱۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب کا ایک نسخہ جو عن عبد اللہ بن خباب عن ابی سعید الخدری مروی ہے۔ اسے صرف عبد اللہ بن الجراح قہستانی عن القاسم بن عبد اللہ بن عمر عن عمہ عبید اللہ روایت کرتے ہیں۔

۲۔ زفر بن ہذیل جعفی کا ایک نسخہ جسے زفر ہی سے صرف شداد بن حکیم بلخی روایت کرتے ہیں۔ زفر بن ہذیل جعفی ہی کا ایک اور نسخہ انہی کے واسطے سے صرف ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

۳۔ رُقبہ بن مسقلہ عبدی کا ایک نسخہ جسے فقط عیسیٰ بن موسیٰ غنجار بخاری عن ابی حمزہ محمد بن میمون المروزی روایت کرتے ہیں۔

۴۔ عبد الملک بن ابی نضرہ عبدی کا ایک نسخہ جو عثمان بن جبلہ مروزی روایت کرتے ہیں۔

۵۔ حجاج بن حجاج باہلی کا ایک نسخہ حجاج ہی سے فقط ابراہیم بن طہمان خراسانی روایت کرتے ہیں۔

---

[1] بعض بزرگوں کی جدید تحقیق یہ ہے کہ زہری موالی میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۶۔ عبداللہ بن شُمَیط بن عجلان باہلی کا ایک نسخہ جو عبداللہ ہی سے صرف عبدان بن عثمان مروزی روایت کرتے ہیں۔

۷۔ محمد بن زیاد قرشی کا ایک نسخہ جو محمد ہی سے صرف ابراہیم بن طہمان خراسانی روایت کرتے ہیں۔

۸۔ عُبیداللہ اور عمر عُمَری، حُصَین بن عبدالرحمان سُلمی، ہشام بن عروہ قرشی، محمد بن مسلم ابوالزبیر قرشی، سلیمان بن مہران کاہلی، محمد بن منکدر قرشی، سلمہ بن دینار ابوحازم اشجعی، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج قرشی، عمر بن عبداللہ ابواسحاق سبیعی کے نسخوں کو انہی (اصحاب نُسَخ) سے تنہا نوح بن ابی مریم مروزی روایت کرتے ہیں۔

۹۔ شعبہ بن حجاج عَتکی کے نسخے کے تنہا راوی شعبہ ہی سے مالک بن سلیمان ہروی ہیں۔ ص۱۶۵

۱۰۔ ابواسحاق سبیعی سے ان کے نسخہ کے واحد راوی عبدالکبیر بن دینار مروزی ہیں۔

۱۱۔ محمد بن مروان سدی سے ان کے نسخے کے یکتا راوی علی بن اسحاق سمرقندی ہیں۔

۱۲۔ عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے ان کے نسخے کے واحد راوی حسین بن واقد مروزی ہیں۔

۱۳۔ ثوری وغیرہ سے ان کے نسخوں کی روایت میں ہیاج بن بسطام ہروی منفرد ہیں۔

۱۴۔ عرب کے بہت سے نسخوں کے (اصحاب نُسخ سے) روایت کرنے میں خارجہ بن مصعب سرخسی منفرد ہیں۔

۱۵۔ بہت سے عربوں سے ان کے نسخوں کی روایت میں ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان رازی تنہا ہیں۔

۱۶۔ ثوری وغیرہ سے ان کے نسخوں کے منفرد راوی ابومہران بن ابی عمر رازی ہیں۔

۱۷- ثوری وغیرہ سے ان کے نسخوں کے یکتا راوی نوح بن میمون مروزی ہیں اور اسی طرح کے راوی علی بن ابی بکر اسفذنی اور یحییٰ بن ضریس وغیرہ بھی ہیں اور یہ سب رَے کے شیوخ ہیں۔

۱۸- بہزبن حکیم قشیری سے ان کے نسخے کے واحد راوی مکّی بن ابراہیم بلخی ہیں۔

۱۹- عربوں سے ان کے بعض نسخوں کے تنہا راوی عمرو بن ابی قیس رازی ہیں۔

۲۰- مالک بن انس اصبحی، سفیان بن سعید ثوری، شعبہ بن حجاج عَتکی اور عبداللہ بن عمر عمری سے ان کے نسخوں کے یکتا راوی حسین بن ولید نیساپوری ہیں۔

میں نے بارہا ابوالعباس محمد بن یعقوب کو یہ کہتے سنا ہے کہ: میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کو، انھوں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) کو یہ کہتے سنا ہے کہ: مجھ سے حسین بن ولید نیساپوری نے بیان کیا ہے اور وہ (حسین بن ولید نیساپوری) ثقہ ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: علم قبائل کا یہ دوسرا حصہ ہے جو میں نے بطور مثال بیان کیا ہے۔ اس کا تیسرا حصہ قبائل کی شاخوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ہم نے تمھارے شعوب وقبائل بنائے ہیں۔ (وجعلناکم شعوبا وقبائل)

اس حصۂ علم کے لیے پہلے ایک حدیث سنیئے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال حدثنا عبد اللہ بن بکر السہمی قال حدثنا یزید بن عوانۃ عن محمد بن ذکوان خال ولد حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن ابن عمر قال.....

اس سند میں عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ: ہم حضورؐ کے سامنے والے میدان میں بیٹھے تھے کہ ایک عورت پاس سے گزری۔ بعض لوگوں نے کہا، — یہ رسول اللہ کی صاحبزادی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: محمدؐ کی مثال ایسی ہے، جیسے بدبو کے درمیان خوشبودار پھول ہو۔ وہ عورت چلی گئی اور حضورؐ کو اس گفتگو کی اطلاع

دی ۔حضورؐ تشریف لائے ۔اس وقت چہرۂ مبارک پر جلال کے آثار نمایاں تھے ۔ کیا حال ہے ان لوگوں کی باتوں کا جو ہم تک پہنچی ہیں ۔؟ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور سب سے اوپری منزل میں جس مخلوق کو پسند کیا اُسے جگہ دی ۔ پھر دوسری مخلوق پیدا کی اور اس میں سے بنی آدم کو چن لیا ۔ پھر بنی آدم میں سے عرب کو ،عرب میں مُضرَ کو ،مضر میں سے قریش کو ، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کر لیا ۔پس میں اخیار سے اخیار تک منسلک ہوں ، لہٰذا جو عربوں سے محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے محبت رکھے گا اور جو عربوں سے نفرت رکھے گا وہ مجھ سے نفرت کی وجہ سے نفرت کرے گا ۔

حاکم کہتے ہیں : علم قبائل کے طالب کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر مُضری عربی ہے کیونکہ مضر عرب ہی کا ایک شعبہ ہے ۔ اسی طرح ہر قریشی مضری ہے ۔کیونکہ قریش مُضر کی شاخ ہے ۔اور ہر ہاشمی قریشی ہے ۔کیونکہ ہاشم قریش کی شاخ ہے اور ہر علوی ہاشمی ہے ۔ہاں علوی کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے ۔ایک قول ہے کہ یہ حضرت علیؓ کی طرف نسبت ہے ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضورؐ کے مراتب عالیہ کی طرف اس کا انتساب ہے ۔ لہٰذا میں نے قبیلے کی طرف جو اشارہ کیا ہے وہ تمام قبائل کے لیے ایک تمثیل ہے ۔اسے سمجھنے والا یہ بھی سمجھ لے گا کہ مطلبی ،حبشی ،تیمی ، عدوی اور اُموی سب کے سب قریشی ہیں ، کیونکہ جڑ قریش ہیں اور یہ سب اس کی شاخیں ہیں ۔

اسی طرح نہشلی ،دارمی ،سعدی ،سلیطی ،تلیبی اور داہتی سب کے سب تیمی ہیں ۔

یوں ہی خزرجی ، نجّاری ، حارثی ، ساعدی ،سلمی اور اوسی سب کے سب انصاری ہیں ۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ : انصار کے ہر گھر میں خیر و برکت ہے ۔ قبائل اور اس کی شاخوں کو سمجھنے کے لیے یہ ایک مثال ہے :

علم قبائل کا چوتھا حصہ یہ معلوم کرنے سے تعلق رکھتا ہے کہ بعض اوقات دو آدمیوں کے لیے ایک ہی شاخ (شُعب) کا لفظ بولتے ہیں ۔لیکن درحقیقت وہاں

دو الگ قبیلے ہوتے ہیں مثلاً:

۱۔ ابویعلی منذر تابعی ثوری ہیں لیکن ان کا تعلق ہمدان کے قبیلہ ثور سے ہے اور سفیان بن سعید بن مسروق ثوری کا تعلق تمیم کے ثور سے ہے۔

۲۔ محمد بن یحییٰ بن حبّان مازن بن نجار کے تعلق سے مازنی ہیں اور سلمہ بن عمرو مازن بن عضوبہ کی نسبت سے مازنی ہیں۔

۳۔ قارظ بن شیبہ بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ کی وجہ سے لیثی ہیں اور عمران بن ابی انس عامر بن لیث کی نسبت سے لیثی ہیں اور یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد اس لیے لیثی ہیں، کہ ان کا انتساب شداد بن ہاد لیثی کی طرف ہے۔

۴۔ اسماعیل بن عبدالرحمان بن ذؤیب بنی اسد بن خزیمہ کی وجہ سے اسدی ہیں اور ابوالاسود محمد بن عبدالرحمان بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصی کی وجہ سے اسدی ہیں۔

۵۔ عبداللہ بن عکرمہ بن عبدالرحمان بنی مخزوم بن عمرو کی وجہ سے اور عبدالرحمان بن حارث بنی مخزوم بن مغیرہ کی وجہ سے مخزومی ہیں۔

۶۔ ابوحمزہ یزید بن جلید اور یحییٰ بن مغیرہ بن عبداللہ دونوں سعدی ہیں مگر اول الذکر سعد بن بکر بن ہمازن کی وجہ سے اور ثانی الذکر سعد تمیم کی وجہ سے۔ اسی دوسری وجہ سے ہمارے شہر کے شیخ ابراہیم بن عبداللہ بن سلیمان بھی سعدی ہیں۔

۷۔ عبدالرحمان بن حرملہ اور عطار بن ابی مروان دونوں اسلمی ہیں، لیکن اول اسلم بن خزاعہ کی وجہ سے اور دوسرے بنی جمح کے اسلم کی وجہ سے اسلمی ہیں۔

علم قبائل کا پانچواں حصہ ان محدثین سے تعلق رکھتا ہے جو اپنے نانیہالی قبیلوں کی طرف منسوب ہیں اور اسی سے ان کو پہچانا جاتا ہے۔ ان میں اکثر وہ ہیں جو خالص عربی الاصل ہیں لیکن ان کا نانیہالی انتساب ان پر غالب آگیا۔ مثلاً:

۱۔ عیسیٰ بن حفص کو انصاری کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قعنبی وغیرہ انھیں انصاری ہی لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ عیسیٰ بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب (عدوی) ہیں۔ ان کی والدہ میمونہ صـ۱۹۸

بنت داؤد چونکہ خزرجی انصاری ہیں اس لیے عام طور پر انھیں نانیہالی قبیلے سے منسوب کیا جاتا ہے۔

۲۔ محمد بن عبدالرحمان بن مُجبر کی بھی یہی صورت ہے۔ یہ محمد بن عبدالرحمان بن مجبر بن عبدالرحمان بن عمر بن خطاب ہیں لیکن چونکہ ان کی دادی عائشہ بنت اسد انصاری ہیں اس لیے یہ بھی انصاری مشہور ہو گئے۔

۳۔ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ مخزومی مشہور ہیں کیونکہ ان کی والدہ حدیدہ بنت قضیلہ مخزومیہ ہیں لیکن یحییٰ کے دادا ابو قتادہ کبار انصار سے ہیں۔

۴۔ ہمارے شہر کے شیخ ابوالحسن احمد بن یوسف سُلمی قبیلۂ سُلیم کی طرف منسوب ہیں، حالانکہ نسلاً یہ ازدی ہیں۔

ہم سے علی بن عیسیٰ حِیری نے، ان سے حسین بن محمد بن زیاد قبّانی نے اور ان سے احمد بن یوسف بن خالد بن سالم بن راویہ ازدی نے بصرے میں روایت کی ہے اور وہ ہمارے حمدان سُلمی ہیں۔ نیز ہم سے ابوعبداللہ آخرم نے، ان سے احمد بن سلمہ نے ان سے احمد بن یوسف ازدی نے بیان کیا کہ میں نے ابوحمد کو، انھوں نے مکّی بن عبدان کو اور انھوں نے احمد بن یوسف کو یہ کہتے سنا ہے کہ: میں خود ازدی ہوں اور میری والدہ سُلمی ہیں۔

میں نے شیخِ صالح ابوعَمرو اسماعیل بن نُجید بن احمد بن یوسف سلمی سے اس کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے جواب دیا کہ: ان (احمد بن یوسف) کی بیوی ازدی تھیں اس لیے یہ بھی ازدی مشہور ہو گئے۔

علمِ حدیث کی ۳۹ ویں قسم

اس قسم کا تعلق محدثین صحابہ سے لے کر اب تک کے لوگوں کے انساب سے ہے۔ حضورؐ نے ہم لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے۔

حدثنا ابوبکر محمد بن بالویہ الجلاب قال ثنا ابوبکر محمد بن شاذان الجوھری قال ثنا یوسف بن سلمان قال ثنا حاتم بن اسماعیل قال ثنا ابوالاسباط الحارثی عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال.....

اس اسناد میں ابوہریرہ حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: اپنے انساب سے واقفیت حاصل کرو تاکہ صلۂ رحمی کر سکو۔

حدثنا عبداللہ بن جعفر الفارسی قال حدثنا یعقوب بن سفیان الفارسی قال حدثنا سعید بن ابی مریم قال حدثنا اللیث بن سعد عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ھلال عن عمارۃ بن غزیۃ عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمان عن عائشۃ ان.......

اس سند میں حضرت عائشہؓ حضورؐ کا ارشاد یوں روایت کرتی ہیں کہ: حضورؐ نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ: دیکھو جلدی سے کام نہ لو بلکہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ قریش کے انساب کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ وہ تمھیں میرے نسب کا ملخص بتا دیں گے۔

اخبرنی محمد بن الحسن السمسار قال حدثنا هارون بن یوسف قال ثنا ابن ابی عمر قال ثنا سفیان عن ابن جدعان عن سعید بن المسیب عن سعد انہ .....

اس سند میں سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ: سعد نے حضورؐ سے پوچھا کہ: میں کون ہوں یا رسول اللہ! (یعنی کس خاندان سے ہوں ؟) حضورؐ نے فرمایا: تم سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہو۔ جو اس کے سوا کچھ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اخبرنا ابو محمد عبد العزیز بن عبد الرحمان الدباس بمکۃ قال اخبرنا ابو محمد عبد الرحمن بن اسحاق الکاتب قال اخبرنا ابراهیم بن المنذر الحزامی قال حدثنی محمد بن فلیح عن ابیه عن اسماعیل بن محمد بن سعد عن ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمۃ قال.....

اس اسناد میں ابن ابی حثمہ بیان کرتے ہیں کہ: عبد الرحمان بن حارث بن ہشام عقیق میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس آئے۔ ہم لوگ بھی اس وقت وہیں موجود تھے۔ عبد الرحمان نے ان سے سامہ بن لوی کے بارے میں پوچھا۔ سعید نے جواب دیا کہ ہم نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ: یا رسول اللہ! سامہ ہم میں سے ہیں یا ہم سامہ سے ہیں؟ تو حضورؐ نے جواب دیا وہ ہم میں سے ہے۔" کیا تم نے شاعر الناقہ کا قول نہیں سنا ہے ؟" ـــــ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ: میرے خیال میں شاعر ناقہ کے قول سے حضورؐ کی مراد یہ اشعار تھے:

ابلغا عامرا و سعدا رسولا ان نفسی الیکما مشتاقه

عامر اور سعد کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میرا دل تمھارا اشتاق ہے

ان یکن فی عمان داری فانی ماجد ما خرجت من غیر ناقه

اگر میرا گھر عمان میں ہوتا تو میں جب تک باہر نہ نکلتا شکم سیر ہوتا، بغیر کسی فاقے کے

رب کاس هرقت یا ابن لوی حذر الموت لم یکن مهراقه

کتنے ہی پیالے اے ابن لوی! بہا دیتا اور موت کا ڈر نازل ہی نہ ہوتا،

لا اری مثل سامة بن لوی　　　یوم حلوا بہ قتیل الناقة

سامہ بن لُوی کے پاس جس دن لوگ اونٹنیوں کی قطار کی طرح جاتے ہیں تو مجھے
اس (سامہ) جیسا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔

حاکم کہتے ہیں: علم کی یہ قسم ایسی ہے جس کی تعلیم کی حضورؐ نے ترغیب دی ہے اور اس فن کی مہارت رکھنے والے اجل صحابہ (ابوبکر صدیقؓ) کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔ نیز جب حضورؐ سے اس بارے میں سوال ہوا تو حضورؐ نے لب کشائی فرمائی۔ علوم حدیث میں یہ بڑا اہم علم ہے۔ ہمارے ائمہ اس کی شرح و بسط بڑی حد تک کر چکے ہیں۔ میں اللہ کی مدد سے یہاں حضورؐ (فداہ ابی وامی) کے نسب نامے کی تلخیص پیش کروں گا اور یہ بتاؤں گا کہ صحابہ، تابعین اور بعد کے ائمہ مسلمین کا نسب حضورؐ کے نسب سے کہاں ملتا ہے اور اوپر جا کر کس حد میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔

حدثنی ابو علی الحسین بن علی الحافظ قال اخبرنا محمد بن سعید بن بکر القاضی بعسقلان قال حدثنا صالح بن علی النوفلی قال حدثنا عبداللہ بن محمد بن ربیعة قال حدثنا مالک بن انس عن الزہری عن انس بن مالک قال.....

اس اسناد میں انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ بنی کندہ کے بعض افراد یہ گمان کرتے ہیں کہ حضورؐ بھی ان میں سے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: یمن پہنچ کر عباس بن عبدالمطلب اور ابوسفیان بن حرب بھی یہی بات کہتے تھے۔ تاکہ وہ امن میں رہیں اور ہم لوگ اپنے آباء و اجداد سے الگ تو ہو نہیں سکتے، کیونکہ ہم سبھی عمرو بن کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں۔ جہاں سے بھی دو شاخیں ہوئیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتر شاخ

ص۱۷۱ میں رکھا۔ تاآنکہ آدمؑ سے لے کر اپنے والدین تک ہر درجہ میں نکاح سے پیدا ہوا۔ کہیں سفاح (ناجائز تعلق) سے نہیں برآمد ہوا۔ خاندان و نسب کے لحاظ سے میں تم سب سے بہتر ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حاکم کہتے ہیں کہ حضورؐ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اپنا نسب بتایا اور نسب میں حضورؐ سے قریب ترین اصحاب علیؓ، حمزہؓ اور جعفرؓ[1] ہیں۔ رہے حضرت ابوبکرؓ تو یہ جدی لحاظ سے مُرۃ بن کعب بن لوی میں جا کر مل جاتے ہیں کیونکہ آپؓ کا نسب نامہ یہ ہے: عبداللہ (ابوبکر) بن عثمان (ابوقحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ عمر بن خطاب نسبی تعلق سے کعب بن لوی تک پہنچ کر حضورؐ سے مل جاتے ہیں۔ یعنی آپؓ عمر بن خطاب بن نُفیل بن عبدالعزّیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب ہیں۔ عثمان بن عفانؓ حضورؐ سے عبد مناف میں جا کر نسب میں مل جاتے ہیں۔ آپؓ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد مناف ہیں۔ علی بن ابی طالبؓ نسباً حضورؐ سے عبدالمطلب میں مل جاتے ہیں۔ کیونکہ آپؓ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: چاروں خلفاء کے بعد اب میں ان لوگوں کا ذکر کروں گا جو حضورؐ کے ہم نسب ہیں۔ لیکن اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ طلحہؓ اور زبیرؓ کا حضورؐ سے نسبی قرب تو واضح ہے (کیونکہ حضورؐ کی پھوپی صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند ہیں زبیر بن عوام اور مرہ بن کعب میں طلحہ بن عبیداللہ مل جاتے ہیں) ان کے علاوہ ربیعہ، عبداللہ، عبدالمطلب (بن حارث) ابوسفیانؓ (بن حارث) یہ سب حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ نیز ابولہب یعنی عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کے فرزند عتبہؓ ہیں۔ یہ پانچوں صحابی ہیں اور حضورؐ کے حقیقی چچاؤں کی اولاد ہیں (جس طرح جعفر، عقیل اور علیؓ حضورؐ کے حقیقی چچا کی اولاد ہیں۔ سعید بن عاص (اکبر) حضورؐ سے عبد مناف تک پہنچ کر مل جاتے ہیں۔ کیونکہ
ص۱۷۲ یہ سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں۔ سعید کے دونوں فرزند خالد اور عمرو

---

[1] اور عقیل بھی۔

بھی صحابی ہیں۔ سائب بن عوام جو زبیر بن عوام کے بھائی ہیں۔ قصی بن کلاب میں حضورؐ سے مل جاتے ہیں یعنی یہ سائب بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ حکیم بن حزام بھی حضورؐ سے قصی میں جا کر مل جاتے ہیں۔ یعنی یہ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں نے چند ایسے صحابہ کی مثالیں دی ہیں جو حضورؐ سے نسبی قرب رکھتے ہیں۔ اب اولاد علی اور اولاد عشرۂ مبشرہ کے بعد ان تابعین کا ذکر کروں گا جو حضورؐ سے نسبی قرب رکھتے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ جُبیر بن حُویرث بن نُقَیر بن بُجَیر بن عدی بن قُصَی بن کلاب۔

۲۔ عبدالرحمان بن اسود بن عبدیغوث بن عبدالمطلب

۳۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب

۴۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب

۵۔ محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن حرث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مُرّۃ۔

۶۔ سعید بن عاص (اصغر) بن سعید بن ابی اُحیحہ بن العاص بن اُمیہ بن عبدشمس۔

۷۔ عبداللہ بن عامر بن کُریز بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔ یہ حجۃ الوداع میں تین سال کے تھے جب کہ حضورؐ نے ان کی تحنیک فرمائی تھی یعنی کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی تھی۔ نیساپور کو انہی نے فتح کیا تھا۔

۸۔ عبیداللہ بن عدی بن خیار بن عدی بن نوفل بن عبدمناف حد ۱۴۳

۹۔ عبیداللہ بن مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عُوَیج بن عدی بن کعب بن مرہ۔

۱۰۔ عبدالملک بن مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب۔

۱۱۔ عمرو، یحییٰ اور عنبسہ ابنائے سعید بن عاص بن سعید بن ابی اُحیحہ بن عاص بن اُمیہ

بن عبدشمس بن عبدمناف -

۱۲ - عبداللہ بن قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبدمناف - نیز ان کے بھائی محمد بن قیس -

۱۳ - معاذ اور عثمان فرزندان عبدالرحمان بن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مُرۃ -

۱۴ - نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن محدود بن نصر بن مالک بن حسل بن مالک بن عامر بن لوی - (بن غالب)

۱۵ - عثمان بن اسحاق بن عبداللہ بن ابی خرشہ بن عمرو بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی -

۱۶ - عثمان بن عبداللہ بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن مُرہ -

۱۷ - معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب - نیز معاویہ کے بھائی اسماعیل -

۱۸ - محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ -

۱۹ - ابوعبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی - ص۱۷۴

اب ان اتباع تابعین کا ذکر سنیئے جو حضورؐ کے ہم نسب ہیں اور ان میں ائمہ مسلمین کا بھی ایک گروہ ہے -

۱ - مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر حارث بن عثمان بن حسل بن عمرو بن عبدالرحمان بن عثمان بن عبیداللہ اولاد تیم بن مرہ بن کعب -

۲ - عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمان بن مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ -

۳ - سفیان بن سعید بن مسروق بن نافع بن عبداللہ بن موہب بن عبداللہ منقذ بن نصر بن مازن بن ثعلبہ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس (بن نضر بن نزار بن معد)

۴ - حنظلہ بن ابی سفیان بن عبدالرحمان بن صفوان بن اُمیہ بن خلف بن وہب بن حُذافہ بن جمح - یہ حضورؐ سے کنانہ بن مدرکہ میں جا کر ملتے ہیں -

حاکم کہتے ہیں کہ : چوتھے طبقے میں ان فقہا و محدثین کا ایک گروہ ہے جو حضورؐ کے ہم نسب ہیں - مثلاً :

۱ - ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن مطلب بن عبد مناف -

۲ - سعید بن سعید بن ابان بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف -

۳ - عبدالعزیز بن ابان بن سعید بن عاص بن امیہ -

ایسی روایات جن کے تمام راوی ایک ہی نسب سے تعلق رکھتے ہیں ۱۷۵

۱ - حدثنا ابوالعباس محمد بن عباس یعقوب الاُموی قال حدثنا الربیع بن سلیمان المرادی قال حدثنا محمد بن ادریس الشافعی قال اخبرنا عمی محمد بن علی بن شافع عن عبداللہ بن علی بن السائب عن نافع بن عجیر بن عبد یزید ان...

اس اسناد میں نافع بیان کرتے ہیں کہ : رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سُہیمہ مُزنیہ کو طلاقِ بَتّہ (تین طلاقیں) دیں ، پھر حضورؐ کے پاس آ کر عرض کیا : یا رسول اللہ - ! میں نے اپنی بیوی سُہیمہ کو طلاقِ بَتّہ تو دی ہے - لیکن بخدا اس سے میری مراد ایک ہی طلاق تھی - حضورؐ نے پوچھا کہ : کیا تمھارا مقصد ایک ہی طلاق سے تھا ؟

رکانہ نے کہا: بخدا میری مراد ایک ہی طلاق سے تھی۔ حضورؐ نے سہیمہ کو رکانہ کے پاس واپس فرما دیا۔ انھوں نے دوبارہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور تیسری بار حضرت عثمانؓ کے عہد میں انھیں طلاق دی۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کے تمام کے تمام راوی قرشی ہیں۔

۲۔ حدثنا ابو محمد الحسن بن محمد بن یحیٰی بن الحسن بن جعفر بن عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بن اخی طاہر العقیقی قال حدثنا ابو محمد اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد قال حدثنی علی بن جعفر بن محمد عن الحسین بن زید عن عمہ عمر بن علی بن الحسین عن ابیہ ان العباس بن عبد المطلب قال.....

اس اسناد میں ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے دریافت کیا کہ، یا رسول اللہ! آپ نے ہم (ہاشمیوں) پر لوگوں کے صدقے حرام کر دیئے ہیں تو کیا ہمارے آپس میں ایک دوسرے کا صدقہ (دینا لینا) حلال ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں۔ حسین کہتے ہیں کہ: ہم نے اپنے گھر والوں (ہاشمیوں) کو دیکھا ہے کہ وہ مسجد میں پانی بھی پیتے تو وہی جو کسی ہاشمی کا ہوا اور جو پانی ہاشمی کا نہ ہوتا اس (کے پینے) میں وہ کراہت محسوس کرتے تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کے تمام راوی ہاشمی ہیں۔

۳۔ حدثنا ابو الحسین محمد بن عمر بن معاویۃ بن اسحاق بن طلحۃ بن عبید اللہ القرشی قال حدثنی ابی عمر بن معاویۃ ۱۶۷ قال حدثنی ابی معاویۃ بن یحیٰی قال حدثنی معاویۃ بن اسحاق قال حدثنی ابی قال حدثنی طلحۃ بن عبید اللہ قال.....

اس سند میں طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے۔ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس حدیث کے تمام راوی قرشی ہیں۔

۴۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا محمد بن عبد اللہ بن الحکم قال ثنا حرملۃ بن عبد العزیز بن الربیع بن سبرۃ قال حدثنی ابی عبد العزیز بن الربیع بن سبرۃ بن معبد عن ابیہ عن جدہ قال....

اس اسناد میں معبد کہتے ہیں کہ:

حضورؐ نے ہم لوگوں کو سالِ فتح مکہ میں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس کے بعد میں اور میرا ایک رفیق دونوں بنی سُلیم کی طرف چل پڑے۔ آخر بنی عامر کی ایک دراز گردن لڑکی ملی جو باکرہ معلوم ہوتی تھی۔ ہم دونوں نے اسے نکاح (متعے) کا پیغام دیا اور دونوں نے (مہر میں) اپنی اپنی چادر پیش کی۔ اس نے نظر دوڑائی تو میں اُسے زیادہ جوان اور زیادہ خوب صورت نظر آیا، لیکن میرے رفیق کی چادر میری چادر سے زیادہ اچھی دکھائی دی۔ اس نے ذرا دیر سوچا۔ پھر مجھے میرے رفیق پر ترجیح دی۔ اس طرح ہمارے پاس تین عورتیں یکجا ہو گئیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کو جُدا کر دیا جائے۔

حاکم کہتے ہیں کہ، اس حدیث کے سارے راوی قرشی ہیں۔

۵۔ اخبرنا احمد بن سلیمان الموصلی قال حدثنا علی بن حرب الموصلی قال ثنا سفیان عن الزھری بن طلحۃ بن عبد اللہ بن عوف عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال.......

اس سند میں سعید بن زید حضورؐ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: جو زمین کا ذرا سا بھی حصہ ظلم سے حاصل کرے گا اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو گا وہ شہید ہو گا۔

حاکم کہتے ہیں کہ : اس روایت میں زہری سے لے کر اوپر تک تمام راوی قرشی ہیں۔

نیز حاکم کہتے ہیں کہ : ہم نے نسب نبوی کو تمام انساب عرب کے لیے بطور مثال پیش کیا ہے۔ اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمام عرب کی روایات کو (جس کے راوی ایک ہی نسب سے تعلق رکھتے ہیں) یہاں درج کر دیتا۔ لیکن میں نے اختصار کو ترجیح دی ہے۔

علمِ حدیث کی چالیسویں قسم

اس نوع کا تعلق محدثین کے ناموں سے ہے۔ اس موضوع پر ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی تصنیف میں جتنا کچھ لکھا ہے وہ کافی، جامع اور واضح ہے۔ تاہم میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ یہ موضوع خالی چھوڑ دوں کیونکہ یہ بڑا اہم موضوع ہے۔ لہٰذا بتوفیقِ الٰہی یہاں اس حصے کی وضاحت کروں گا جو متقدمین کی کتابوں میں بمشکل ہی مل سکے گا۔ یہ بھی مشتے نمونہ از خروارے ہوگا۔ مثلاً:

حدثنا احمد بن سلمان الفقیہ ببغداد قال حدثنا عبید بن عبد الواحد قال حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عَقیل عن ابن شہاب انہ قال حدثنی ابن ابی انس ان اباہ حدثہ انہ سمع اباہریرۃ یقول.....

اس سند میں ابو ہریرہؓ حضورؐ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ: جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین پابہ زنجیر کر دیئے جاتے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس سند میں جو ابن ابی انس ہیں وہ نافع ہیں۔ انہی کے والد ابو انس مالک بن ابی عامر خولانی اِصبحی ہیں۔ ابو عامر امام مالک بن انس کے دادا ہیں اور نافع وہ ابو سہیل بن مالک ہیں جو مالک بن انس کے چچا ہیں۔

۲۔ حدثنا ابو علی الحافظ قال حدثنا ابو یحیٰی زکریا بن الحارث قال حدثنا محمد بن الازہر السجزی قال ثنا خلف بن ایوب قال

حدثنا ابو یوسف عن ابی حنیفۃ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر عن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال....

اس اسناد میں جابر بن عبداللہ سے حضورؐ کی یہ حدیث مروی ہے کہ: جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرے تو اس (امام) کی قرامت اس (مقتدی) کی قرامت شمار ہوگی۔

اسی مضمون کی حدیث کی دوسری سند یوں ہے:

اخبرنا ابو یحییٰ السمرقندی قال ثنا محمد بن نصر قال ثنا احمد بن عبد الرحمان بن وھب قال حدثنا عمی قال اخبرنا اللیث بن سعد عن یعقوب بن ابراھیم عن النعمان بن ثابت بن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شدّاد عن ابی الولید عن جابر قال.....

اس اسناد میں بھی جابر سے حضورؐ کی یہی حدیث مروی ہے کہ: جو کسی امام کی اقتدار میں نماز ادا کرے تو امام کی قرامت عین اس کی قرابت ہے۔

حاکم کہتے ہیں: (اس اسناد میں) جو عبداللہ بن شدّاد اور ابوالولید ہیں وہ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جو ناموں کی تحقیق نہیں کرتا وہ اس قسم کے گھپلے میں پڑ جاتا ہے۔

اخبرنا الحسن بن محمد بن اسحاق قال ثنا محمد بن احمد بن البراؑ قال سمعت علی بن عبد اللہ المدینی یقول......

اس سند میں علی بن عبداللہ مدینی کا یہ قول ہے کہ عبداللہ بن شداد اصلاً مدینی ہیں جن کی کنیت ابوالولید ہے۔ اہل کوفہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ یہ جنگ نہر کے موقع پر حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے بھی ملے ہیں۔

۳۔ حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الشیبانی قال ثنا عمران

بن موسی قال حدثنا ابومعمر قال حدثنا حجاج بن محمد عن ابن جریج عن ابراھیم بن ابی عطاء عن موسی بن وردان عن ابی ھریرۃ قال ....

اس اسناد میں ابوہریرہ یہ حدیث نبوی بیان کرتے ہیں کہ: جو بحالت مرض مرجائے وہ شہید ہے۔ اور اسے آزمائش قبر نہ ہوگی۔ اور اسے صبح وشام جنت سے رزق پہنچے گا۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس سند میں جو ابراہیم ہیں وہ فرزند محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ہیں۔ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کو، انھوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ یہ حدیث مذکور (من مات مریضا الخ) بیان کرتے وقت ابن جریج "ابراھیم بن ابی عطاء" کہتے تھے حالانکہ وہ ابراھیم بن محمد بن ابی یحییٰ ہیں۔

ص۱۷۹ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ: ناموں کی پہچان کی یہ ایک قسم ہے جس کی واقفیت بہت سے اہل علم کے لیے مشکل ثابت ہوئی ہے۔

اس کا دوسرا حصہ ان محدثین کے ناموں پر مشتمل ہے کہ راویان حدیث میں وہ اپنے نام کے تنہا شخص ہیں اور ان کے سوا ان ناموں کا کوئی دوسرا راوی موجود نہیں۔ مثلاً صحابہ میں:۔

۱۔ اخبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل بن محمد بن المسیب قال حدثنی جدی قال حدثنا ابن ابی مریم قال ثنا ابن لھیعۃ عن یزید بن ابی حبیب قال اخبرنی ابوالحصین الاشعری عن ابی ریحانۃ واسمہ شمعون الخ.....

اس اسناد میں ابوریحانہ شمعون بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ستر کو ہوا دینے سے منع فرمایا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اسناد اور متن دونوں کے لحاظ غریب ہے۔ بہرحال حدیث کے راویوں میں ابوریحانہ کے سوا کوئی دوسرا شمعون نہیں۔

۲۔ اخبرنی ابوبکر احمد بن اسحاق الامام قرأتہ علیہ من اھل کتابہ قال حدثنا محمد بن یونس القرشی قال ثنا الازھاق بن عذورہ قال ثنا شعیب بن عبد اللہ بن زبیب عن ابیہ عن جدہ ان......

اس اسناد میں زُبیب بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ دیا ہے۔
حاکم کہتے ہیں کہ: یہ زُبیب بن ثعلبہ ہیں اور راویان حدیث میں اس نام کا ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔

۳۔ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال ثنا ھاشم بن القاسم قال ثنا شیبان بن عبد الرحمٰن عن لیث عن جلال العبسی عن شُتیر بن شکل عن ابیہ قال......

اس اسناد میں شکل کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ ایسی چیز بتائیے جسے میں وِرد بناتا رہوں اور اس کے ذریعے سے دعا بھی مانگا کروں۔ حضورؐ نے یہ دعا بتائی: رب اعوذ بک..... الخ (اے میرے رب میں اپنے کان، آنکھ، زبان، قلب اور منی سب کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔)

حاکم کہتے ہیں کہ: یہ شکل بن حمید ہیں جن کو حضورؐ کی صحبت بھی نصیب ہوئی ہے ص۱۸۱
لیکن راویان حدیث میں شکل نامی ان کے سوا کوئی نہیں۔

۴۔ اخبرنا ابوبکر محمد بن جعفر القاریؒ ببغداد قال حدثنا احمد بن اسحاق بن صالح قال حدثنا قیس بن حفص الدارمی قال حدثنا مسلمۃ بن علقمۃ عن داؤد بن ابی ھند عن شھر بن حوشب عن الزبرقان عن النواس بن سمعان قال......

اس سند میں نواس بن سمعان یہ حدیث نبویؐ بیان کرتے ہیں کہ: جنگ ایک دھوکا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: نواس کا شمار اکابر صحابہ میں ہے لیکن راویان حدیث میں اس نام کے تنہا

یہی ایک ہیں۔
حاکم کہتے ہیں کہ: اس نوع کے راویان حدیث (جو اپنے ناموں میں منفرد ہیں) تابعین میں بھی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول حدثنا محمد بن عوف الطائی قال حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ قال ثنا الاعمش عن عدی بن ثابت عن زر بن حبیش قال سمعت علیاً یقول ......

اس اسناد میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جو بیج کو شق کرتا اور ذی روح کو پیدا کرتا ہے۔ حضورؐ نے مجھے پکی بات بتائی ہے کہ تم (علی) سے محبت مومن ہی رکھے گا اور بغض منافق ہی رکھے گا۔
حاکم کہتے ہیں کہ: راویان حدیث میں زرؔ نام کا کوئی آدمی بجز ابن حبیش اسدی کے مجھے معلوم نہیں۔ یہ حدیث صحیح میں بھی موجود ہے۔

۲۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال ثنا ابن نمیر عن الاعمش عن المعرور بن سوید قال قال عبداللہ.......

اس سند میں عبد اللہ کہتے ہیں کہ: انسان کا اپنے بھائی سے حاجت طلب کرنا ایک فتنہ (آزمائش) ہے۔ اگر وہ دے گا، تو جس کو دیا ہے اس کے علاوہ دوسرا بھی تعریف کرے گا اور اگر نہ دے گا تو جس کو نہیں دیا ہے اس کے سوا دوسرا بھی اس کی برائی کرے گا۔
حاکم کہتے ہیں کہ: مجھے راویان حدیث میں معرور نامی ابن سُوید کے سوا اور کسی کا علم نہیں اور یہ معرور کبار تابعین میں ہیں اور صحیح میں ان کی حدیث موجود ہے۔

۳۔ اخبرنا احمد بن عثمان البزاز ببغداد قال حدثنا محمد ص۱۸۱
بن مسلمۃ الواسطی قال حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا سعید بن ابی عروبۃ عن عبد اللہ الداناج عن حضین بن المنذر بن

وعلۃ قال.....

اس سند میں حصین بن منذر کا بیان ہے کہ: ولید بن عقبہ نے لوگوں کو چار رکعت نماز نشے میں پڑھائی۔ اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے حضرت علیؓ کا قول بیان کیا کہ: آنحضورؐ نے (شرابی کو) چالیس کوڑے لگائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اور آغاز خلافت میں حضرت عمرؓ نے بھی چالیس ہی کوڑے لگائے اور حضرت عثمانؓ نے اسی پورے کئے۔ یہ سب کی سب سنت ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ ابوساسان کے سوا حُضَین (ضاد سے) نامی کوئی راوی حدیث نہیں۔ یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور عبداللہ بن عامر کے ساتھ نیساپور اور مرو آئے تھے۔

صحابہ اور تابعین کی طرح اتباع تابعین میں بھی ایسے نام ملتے ہیں جو منفرد ہیں۔ مثلاً:

۱۔ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا العباس بن الولید بن مزید قال اخبرنی ابی قال سمعت الاوزاعی یقول اخبرنی ابوعبید حاجب سلیمان بن عبدالملک قال حدثنی عقبۃ بن وشاج قال حدثنی انس بن مالک قال.....

اس سند میں انس بن مالک کہتے ہیں کہ: ہمارے پاس حضورؐ تشریف لائے تو اس وقت اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ ابوبکرؓ تھے اس لیے مہندی وسمہ لگایا کرتے تھے اور لگاتے لگاتے سیاہی جھلکنے لگی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد میں نے ان (انس) سے مل کر پوچھا کہ بال سیاہ ہو گئے تھے؟ کہا: میں نے تو سیاہی کا کوئی ذکر نہیں کیا (بلکہ گہری سرخی کا ذکر کیا تھا)

حاکم کہتے ہیں کہ: (اس سند میں) ابوعبید کا نام حُیَیّ ہے اور (اس نام کے کسی دوسرے راوی کا مجھے علم نہیں۔

۲۔ حدثنا ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار قال ثنا احمد بن عمار الواسطی قال حدثنا عاصم بن یوسف الیربوعی قال ثنا

سُعَیر بن الخِمّس عن زید بن اسلم عن ابن عمر قال .....

اس سند میں عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: بنی سُلیم کی کان سے سونے کا ڈلا حضورؐ کے پاس لایا گیا یا وہ صدقہ تھا جو آیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا: عنقریب ایسی کانیں ظاہر ہونے والی ہیں۔ جن میں بدترین قسم کے لوگ ہوں گے۔

صـ ۱۸۳ حاکم کہتے ہیں کہ: سُعیر اور خمس دونوں ہی منفرد ہیں اور ان ناموں کا کوئی دوسرا آدمی (راوی) مجھے معلوم نہیں

۳۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا ابو جعفر محمد بن عیسیٰ العطار قال ثنا النضر بن حماد قال ثنا الربیع بن بدر عن عُنْظُوَانَۃ عن الحسن عن انس قال.......

اس اسناد میں ہے کہ جناب انس نے پوچھا کہ: یا رسُول اللہ! نماز میں اپنی نظر کہاں رکھوں؟ فرمایا: اے انس! اپنے سجدے کی جگہ۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس پر قدرت نہیں۔ فرمایا: پھر فرض نماز ہی میں اس کا خیال رکھو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: راویوں میں ان کے سوا مجھے عُنْظُوانہ نام کا کوئی شخص نہیں معلوم۔

چوتھے درجے میں (یعنی اتباع تابعین کے بعد) بھی ایسے منفرد ناموں کے لوگ ملتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ اخبرنا عبد اللہ بن اسحاق البغوی قال حدثنا ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل قال حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا عرابی بن معاویۃ الحضرمی قال حدثنی عبد اللہ بن ھبیرۃ السبائی قال حدثنا بلال بن عبد اللہ بن عمران .....

اس اسناد میں بلال بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: حضورؐ نے وضو فرمایا اور کہا کہ: عورتوں کو مسجد جانے (کے حق) سے نہ روکو۔ میں (بلال) نے کہا: میں تو اپنی بیوی کو روکوں گا۔ ہاں اگر کوئی چاہے تو اپنی بیوی کو اجازت دے۔

وہ (عبداللہ بن عمر) میری طرف متوجہ ہوئے اور تین بار کہا کہ: تجھ پر خدا لعنت کرے۔ تم مجھ سے حضورؐ کا ارشاد سن رہے ہو کہ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ ہم روکیں گے؟ اس کے بعد عبداللہ بن عمر رو پڑے اور غصے میں اُٹھ کر چلے گئے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس ایک کے سوا "عرابی" نامی کوئی راوی حدیث نہیں۔

۲۔ حدثنی علی بن عیسٰی قال حدثنا عیسی بن عبد المؤمن قال حدثنا ابو الطاہر قال ثنا اشہب بن عبد العزیز عن مالک بن انس عن ابی النضر عن علی بن الحسین عن ابن عباس فی المرأتین اللتین تظاہرنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بطولہ۔

اس اسناد میں عبداللہ بن عباس نے عہد نبوی کی ان دو عورتوں کا طویل قصہ بیان کیا جنھوں نے باہمی سازش کی تھی۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اشہب اہلِ مصر کے فقیہہ ہیں لیکن راویوں میں ان کا ہم نام کوئی نہیں۔

علمِ حدیث کی اکتالیسویں قسم

١٨٣

اس نوع کا تعلق صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین سے لے کر اب تک کے (راویوں) کی گنیتوں سے ہے۔ اس فن میں محدثین نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن بعض اوقات ان سے کئی چیزیں اوجھل ہوتی ہیں۔ میں انشاء اللہ کچھ مفید باتوں کا ذکر کروں گا۔ اس کی چند مثالیں سنیئے:

۱۔ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال حدثنا العباس بن محمد الدوری قال سمعت یحیی بن معین یقول.....

اس اسناد میں یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ: ابوالحمراء آنحضورؐ کے ایک صحابی کی کنیت ہے جن کا نام ہلال بن حارث ہے۔ یہ حمص میں رہا کرتے تھے۔ میں نے یہیں حمص میں ان کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو دیکھا ہے۔

۲۔ اخبرنا عبد اللہ بن الحسین القاضی قال حدثنا الحارث بن محمد قال حدثنا اسحاق بن عیسی قال ثنا محمد بن فُضیل عن عاصم الاحول عن الشعبی قال......

اس اسناد میں شعبی کا یہ قول ہے کہ: بیعتِ رضوان کے موقعے پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے ابوسنان عبداللہ بن وہب اسدی ہیں اور اسلام میں سب سے پہلے جن کے مال سے خمس لیا گیا وہ بھی یہی ابوسنان ہیں۔

۳۔ اخبرنی احمد بن محمد بن عبدوس قال ثنا عثمان بن سعید الدارمی قال سمعت عبد الرحمٰن بن ابراھیم الدمشقی یقول...

یہاں اس سند میں عبدالرحمن بن ابراہیم دمشقی کا قول ہے کہ : ابوشریح کعبی کا نام ثابت ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : دحیم کا بھی یہی قول ہے لیکن اجماع اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ کعب بن عمرو ہیں۔

۴۔ میں نے محمد بن یعقوب کو، انھوں نے عباس بن محمد دوری کو، انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ : ابورقیہ کنیت ہے تمیم داری کی اور عبداللہ بن مغفل کی کنیت ابوسعید ہے اور ذوالکلاع کی کنیت ابوشرحبیل ہے۔

۵۔ مجھ سے محمد بن مؤمل نے، ان سے فضل بن محمد نے اور ان سے احمد بن حنبل نے کہا کہ : مالک بن قیس مازنی کی کنیت ابوصرمہ ہے۔

ص۱۸۴ ۶۔ اخبرنا احمد بن سلمان قال حدثنا یحییٰ بن جعفر قال ثنا یزید بن هارون عن شعبة عن سماک بن حرب قال ....

اس سند میں سماک بن حرب کہتے ہیں کہ : میں نے ابوصفوان مالک بن عمیر اسدی کو یہ کہتے سنا ہے کہ : ہجرت نبوی سے پہلے میں مکے گیا تو حضور نے مجھ سے کپڑے خریدے اور دام کچھ زیادہ ادا فرمائے۔

۷۔ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کو انھوں نے عباس بن محمد کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ ابوطالب کا نام عبد مناف ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : احمد بن حنبل امام شافعی سے یہی روایت کرتے ہیں، لیکن متقدمین کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ یہ کنیت ہی ان کا نام ہے[1]۔

---

[1] راویان حدیث میں یہ نام کیسے آگیا یہ حاکم ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل ان کا بڑا لڑکا طالب تھا جو بدر میں مارا گیا تھا۔ طالب ہی کی وجہ سے ان کی کنیت ابوطالب ہے۔ طالب سے دس سال چھوٹے جعفر ان سے دس سال چھوٹے عقیل اور ان سے دس سال چھوٹے حضرت علیؓ تھے۔

میں (حاکم) نے صدر اول کے بعض صحابہ کا اور ان کی کنیتوں کا ذکر مثالاً کیا ہے۔ رہے اکابر صحابہ تو ان کی کنیتیں تو مشہور ہیں اور کتابوں میں موجود ہیں۔ اس کے بعد اب چند تابعین کی کنیتوں کا بھی ذکر سنیے جن کو سماع کے بعد میں درج کر رہا ہوں۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ حدثنا علی بن عیسیٰ قال ثنا الحسین بن محمد بن زیاد قال حدثنی یعقوب بن ابی معاویۃ قال ثنا ابو عبد الرحمان المقریٔ عن سعید بن ابی ایوب قال حدثنی جعفر بن ربیعۃ عن ربیعۃ بن یزید عن اسماعیل بن عُبید......

اس اسناد میں اسماعیل بن عُبید کہتے ہیں کہ: میں امّ درداء کے پاس گیا۔ اس وقت ان کے پاس قُبیصہ بن ذؤیب موجود تھے۔ میں نے کہا: اے ابوسعید (یعنی قُبیصہ کو اس کنیت سے مخاطب کیا)

۲۔ اخبرنا دعلج بن احمد السجزی قال حدثنا محمد بن علی بن زید قال حدثنا سعید بن منصور قال حدثنا عبید اللہ بن ایاد بن لقیط عن ابیہ عن ابی کبشۃ البراء بن قیس السکونی۔

اس اسناد میں براء بن قیس سکونی کی کنیت ابو کبشہ بتائی گئی ہے۔

۳۔ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کو، انھوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ہارون بن ریاب کی کنیت ابوبکر ہے۔

ص ۱۸۵ ۴۔ مجھے محمد بن مؤمل نے، ان سے فضل بن محمد نے اور ان سے احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ: حضرت عائشہ سے روایت کرنے والے ابولبابہ کا نام مروان تھا۔

۵۔ میں نے ابوالعباس اموی کو، انہوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ابوحذیفہ جو حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، کا نام سلمہ بن صہیبہ ہے۔

۶۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا بحر بن نصر قال ثنا عبد اللہ بن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان یحیی بن میمون الحضرمی حدثہ ان وداعۃ الیحمدی حدثہ.....

اس سند میں وداعۃ یحمدی کا بیان ہے کہ وہ ابو موسیٰ مالک بن عبادہ غافقی کے پہلو میں تھے (یعنی ابو موسیٰ مالک بن عبادہ غافقی کی کنیت ہے۔)

۷۔ مجھ سے حسن بن محمد ازہری نے ان سے محمد بن احمد بن براء نے اور ان سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہ: میں نے ابو عبیدہ معمر بن مثنّٰی سے پوچھا: بصرے کا پہلا قاضی کون تھا؟ انھوں نے کہا: ابو مریم حنفی کو ابو موسیٰ اشعری نے قاضی بنوایا تھا۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ: ابو مریم حنفی کا نام ایاس بن صُبیح تھا۔

۸۔ حاکم کہتے ہیں کہ: حضرت علیؓ کے دیکھنے والے (تابعی) علی بن ربیعہ اسدی کی کنیت ابو معیرہ ہے۔

۹۔ مجھ سے محمد مؤمّل نے، ان سے فضل بن محمد نے اور ان سے احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ: حُریث بن مالک اسدی کی کنیت ابو ماویہ (بصری) ہے۔

۱۰۔ حاکم کہتے ہیں کہ: "ہلال بن میمونہ عن ابیہ عن ابی ہریرہ" کی سند میں... ابو میمونہ کا نام اُسامہ بن زید مدینی ہے۔

۱۱۔ میں نے محمد بن یعقوب سے، انھوں نے عباس بن محمد دوری سے اور انھوں نے یحییٰ بن معین سے سنا ہے کہ: ابو السَّلیل کُنیت ہے۔ ضُریب بن نُقیر کی۔

۱۲۔ مجھے محمد بن مؤمّل نے، انھیں فضل بن محمد نے اور ان کو احمد بن حنبل نے بتایا کہ: ابو سالم جیشانی کا نام سفیان بن ہانیؒ ہے۔

۱۳۔ اخبرنا عبد اللہ بن محمد الفاکھی بمکۃ قال ثنا ابو یحییٰ بن ابی مسرۃ قال حدثنا عبد اللہ بن یزید المقریٔ قال حدثنا حیوۃ قال اخبرنی الحجاج بن شدّاد ان اباصالح سعید بن عبد الرحمٰن الغفاری اخبرہ عن عقبۃ عن عامر الجھنی قال سمعت محمد بن یعقوب

یقول سمعت العباس بن محمد یقول......

اس سند میں عباس بن محمّد کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ: "سفیان بن عیینة عن مالک بن انس عن الزہری عن ابی عبدالرحمٰن عن زید بن ثابت" کی سند سے جو حدیث لاتحل له الا من الباب الذی خرجت منه مروی ہے تو اس سند میں یہ ابو عبدالرحمٰن کون ہیں؟ جواب میں یحییٰ بن معین نے کہا کہ: لوگ کہتے ہیں کہ سلیمان بن یسار ہیں۔

اس کے بعد چند اتباع تابعین کی کنیتوں کا ذکر بھی سنیئے جن کو سماعاً درج کیا ہے:

۱۔ حدثنا احمد بن عثمان بن یحییٰ الادمی ببغداد قال حدثنا ابراهیم بن عبدالرحیم دنوقا قال ثنا خالد بن یزید العمری قال حدثنا ابو مودود عبدالعزیز بن سلیمان عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة قال:....

اس اسناد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ یوں مروی ہے کہ: ایک مردہ بچّہ جو میں اپنے آگے (بطور توشۂ آخرت) بھیجوں مجھے ان ہزار شہ سواروں سے زیادہ محبوب ہے جن کو میں اپنے پیچھے (دنیا میں) چھوڑ جاؤں۔

اس اسناد میں ابو مودود کی کنیت سے واضح ہے کہ ان کا نام عبدالعزیز بن سلیمان ہے۔ مترجم۔

۲۔ حدثنا ابوبکر بن اسحاق الامام قال ثنا عبید بن عبدالواحد بن شریک قال ثنا سعید بن ابی مریم قال ثنا ابوالتمام عبدالعزیز بن ابی حازم قال سمعت اباالعباس محمد بن یعقوب یقول سمعت العباس بن محمد الدوری یقول سألت...

اس سند میں عباس بن محمد دوری کا بیان ہے کہ: میں نے یحییٰ بن معین سے دریافت کیا کہ جو حدیث محمد بن مسلم الطائفی عن سُلیم عن مجاهد مروی ہے۔ اس میں یہ سُلیم کون صاحب ہیں۔ انھوں نے صرف یہ کہا کہ: ان سے ابن جُریج اور عبدالملک

بن ابی سلیمان روایت کرتے ہیں۔ پھر ابو عبید اللہ نے بتایا کہ: یہ سلیم موالی ہیں۔ اُم علی کے۔

۳۔ اخبرنا عبد الرحمان بن الحسن القاضی قال ثنا ابراهیم بن الحسین قال ثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبة قال حدثنا یزید بن حمید بن عمر۔

حدثنا محمد بن یعقوب قال ثنا العباس محمد قال ثنا شبابة بن سوّار قال ثنا ابو زبیر عبد اللہ بن علاء بن زبیر عن الضحاک بن عبد الرحمٰن بن عرزم عن ابی هریرة قال...... ص۱۸۷

اس اسناد میں ابوہریرہؓ حضورؐ کی ایک حدیث یوں نقل کرتے ہیں کہ: بروز حشر بندے سے جس نعمت کی سب سے پہلے بازپرس ہوگی وہ یوں ہوگی کہ، کیا ہم نے تجھے جسمانی صحت نہیں بخشی اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا؟

۴۔ اخبرنا ابو عبد اللہ الشیبانی قال حدثنا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ قال ثنا مسدد قال ابو عمرو یونس بن القاسم الیمامی۔

۵۔ اخبرنا ابو عبد اللہ قال ثنا یحییٰ بن محمد قال ثنا مسدد ابو شهاب محمد بن ابراهیم عن عاصم بن بهدلة۔

۶۔ اخبرنا محمد بن علی بن دحیم قال ثنا احمد بن حازم بن ابی غرزة قال حدثنا ابو نعیم قال ثنا ابو سعید ابان الطفیل الغطفانی عن عطیة بن سعد۔

۷۔ اخبرنا ابو محمد المزنی قال ثنا یوسف بن موسی قال حدثنا هشام بن عمار قال ثنا صدقة بن خالد القرشی قال اخبرنا ابن جابر قال:

اس اسناد میں ابن جابر کہتے ہیں کہ ہمارے قریب سے خالد بن لجلاج گزرے تو ان کو مکحول نے "اے ابو ابراہیم!" کہہ کر پکارا (یعنی یہ ان کی کنیت ہے)

۸۔ میں نے محمد بن یعقوب کو، انھوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ: اسماعیل بن کثیر مکی کی کنیت ابو ہاشم ہے اور ابو المنہال

کمّی کا نام عبدالرحمان بن مطعم ہے ۔
۹ - ہم سے ابوعبداللہ شیبانی نے، ان سے علی بن حسن ہلالی نے، ان سے ابونعیم نے اور ان سے ابوشہاب اسدی یعنی موسیٰ بن نافع نے روایت کی ہے ۔
۱۰ - حدثنا ابو النضر الفقیہ قال ثنا عثمان بن سعید الدارمی قال حدثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی ابوشریح عن ابی الصباح محمد بن شھر عن ابی علی الھمدانی ۔
ص۱۸۸ حاکم کہتے ہیں کہ : مذکورۂ بالا تمام کنیتیں محدثین (تابعین) کی ہیں اور ان میں زیادہ تر نادر ہیں ۔
مدینۃ السلام (بغداد) کے دوسرے سفر میں میں اور حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عمر جعابی یکجا ہو گئے تو وہاں مذاکرے کے بہت سے مواقع ملے اور ان کی کتابیں میرے پاس برابر آتی رہیں یہاں تک کہ وہ رحلت کر گئے ۔ رحمہ اللہ ۔
مجھ سے عبداللہ بن احمد بن جعفر نے بیان کیا اور انھوں نے حافظ ابوبکر محمد بن عمر بن سالم کو یہ کہتے سنا کہ : مورّج بن عمرو کی کنیت ابوفَید ہے ۔ ذوالرُّمّہ کا نام غیلان ہے ۔ محمد بن عمرو بن علقمہ کی کنیت ابوالحسن ہے ۔ قیس بن سعد کمّی کی کنیت ابوعبید اللہ، طارق بن شہاب کی ابوعبداللہ اور رافع بن عمیرہ طائی کی ابوالحسن ہے اور ان سے طارق بن شہاب وغیرہ روایت کرتے ہیں ۔ ربیع بن خُثیم کی کنیت ابویزید، یُسیر بن عمرو کی ابوقیس، حبہ عرنی کی ابوقدامہ، اسود بن ہلال محاربی کی ابوسلام، شیث بن ربعی کی ابوعبدالقدوس، عمرو بن میمون اَودی کی ابوعبداللہ، عمیر بن سعید نخعی کی ابویحیی، صلہ بن زفر کی ابوالعلاء، عتبہ بن فرقد کی ابوعبداللہ، ابراہیم بن یزید تیمی کی ابواسماء، یزید بن شریک کی ابوابراہیم، تمیم بن سلمہ کی ابوسلمہ ہے ۔ ان سے علی بن مدرک روایت کرتے ہیں ۔ سعد بن عبیدہ کی کنیت ابوحمزہ ہے اور یہ ابوعبدالرحمان سُلمی کے داماد ہیں اور ان کے خیالات خارجیانہ تھے ۔ نعیم بن ابی ہند کی کنیت ابوہند ہے ۔ ابوہند کا نام نعمان بھی ہے ۔ ابوہند نے ابوالجعد اور ابوسالم بن ابی الجعد کو آزاد کیا تھا ۔ ابوشیبہ عبدالرحمان بن اسحاق سے ابومعاویہ وغیرہ روایت کرتے ہیں ۔

ان کا (ابو شیبہ کا) ایک فرزند تھا۔ جس کا نام شیبہ تھا۔ جبلہ بن سہیم کی کنیت ابو سویرہ ہے۔
تجرہ بن عبدالرحمان کی ابو العباس، محارب بن وثار کی ابو النضر اور ابو کُرہ دوں بھی ہے۔
صفوان بن سُلیم کی ابو عبداللہ اور عیلان بن جامع بن اشعث کی ابو عبداللہ، عبیدہ بن معتّب
کی ابو عبدالکریم، طریف بن مجالد ہجیمی کی ابو تمیمہ، یحییٰ بن ابو کثیر کی ابو نصر ہے۔ اور ابو کثیر
کا نام... نشیط ہے۔ ابو عمرو جلینی کا نام بھی نشیط ہے۔ حماد بن زید کے دادا کا نام درہم
اور اس کی کنیت ابو زیاد ہے اور خود حماد کی کنیت ابو اسماعیل ہے، مولائے عمر اسلم
کی ابو زید، علی بن عزاب کی ابو الولید، مُعقل بن مقرّن کی ابو حکیم، حبیب بن صالح بن ص۱۸۹
جبیب کی ابو موسیٰ ہے۔ سعید بن یسار کئی ہیں۔ ایک تو سلیمان وعطاء عبداللہ وعبدالملک
کے بھائی ہیں۔ یہ یسار میمونہ کے مولیٰ تھے۔ ان سعید بن یسار کی کنیت ابو الحباب
ہے۔ دوسرے سعید بن یسار وہ ہیں جو حسن بن علی کے مولیٰ ہیں۔ تیسرے سعید بن
یسار بھائی ہیں۔ ابو مزرد کے۔ اور چوتھے سعید بن یسار بھائی ہیں حسن بصری کے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اب اس کنیت کا ذکر سنیئے جس کے رکھنے سے آنحضورؐ نے منع فرمایا ہے اور صرف اپنے عمزاد بھائی حضرت علیؓ کی اولاد کے لیے اسے روا قرار دیا ہے۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کی کنیت خود حضورؐ نے رکھی ہے۔

حاکم کہتے ہیں: صحیح روایات سے حضورؐ کا یہ ارشاد ثابت ہے کہ: میرا نام، (محمد) رکھا کرو مگر میری کنیت نہ رکھو۔ دوسری روایت ہے کہ: جو میرا نام رکھے وہ میری کنیت نہ رکھے۔ تیسری روایت ہے کہ: میرے نام اور میری کنیت ایک ساتھ نہ رکھو۔ جب محمد بن حنیفہ پیدا ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کی کنیت ابو القاسم رکھی۔ کیونکہ:

۱۔ اخبرنا ابو الحسین علی بن عبد الرحمٰن بن عیسی الدهقان بالکوفة قال ثنا الحسین بن الحکم الحبری قال ثنا عبد العزیز بن الخطاب قال ثنا قیس بن الربیع عن لیث عن محمد بن نشر الهمدانی عن محمد بن الحنیفة عن علی قال.....

اس اسناد میں حضرت علی رضؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: تمہارا ایک فرزند پیدا ہوگا جس کو میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت عطا کی ہے۔ چنانچہ محمد (بن الحنفیہ) پیدا ہوئے۔

۲۔ اخبرنا ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الحافظ قال ثنا محمد بن عبدالوھاب الفرّاء قال اخبرنا جعفر بن عون عن فِطر بن خلیفۃ عن منذرٍ الثوری......

اس اسناد میں منذر ثوری کہتے ہیں کہ: حضورؐ نے حضرت علی رضؓ کو اجازت (اپنے نام اور کنیت کی) دی تو آپؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! اگر حضورؐ کے بعد میرے ہاں کوئی فرزند ہو تو کیا میں اس کے لیے حضورؐ کا نام اور کنیت اختیار کر لوں؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ جب محمد بن علی (محمد بن حنفیہ) پیدا ہوئے تو آپ نے ان کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی۔

۳۔ اخبرنا ابومحمد الحسین بن محمد بن یحییٰ بن الحسن قال صد ۱۹
ثنا جدّی یحییٰ بن الحسن قال حدثنا احمد بن سلام قال حدثنی جعفر بن ھذیل قال ثنا محمد بن الصلت الاسدی قال ثنا ربیع بن منذر الثوری عن ابیہ اظنّہٗ عن ابن الحنفیۃ قال:....

اس اسناد میں منذر ثوری اپنے والد (غالباً محمد بن حنفیہ) کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: حضرت طلحہؓ اور حضرت علی رضؓ کے درمیان کچھ بحث ہو گئی۔ طلحہ رضؓ نے علی رضؓ سے کہا: آپؓ نے (اپنے فرزند کے لیے) حضورؐ کے نام اور کنیت دونوں کو یکجا کر لیا ہے۔ حالانکہ حضورؐ نے ہر فردِ امت کے لیے ان دونوں کو یکجا کرنے کی ممانعت فرمائی ہے؟ علی رضؓ نے کہا: سب سے بڑی جسارت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جسارت کی جائے۔ آپ ذرا فلاں فلاں کو بُلوائیے۔ چنانچہ جب چند قریشی صحابہ آگئے تو انھوں نے گواہی دی کہ حضورؐ نے ان دونوں (نام اور کنیت) کو یکجا کرنے کی اجازت علی رضؓ کو دی ہے اور باقی اُمت پر اپنے بعد

اسے منع فرمایا ہے۔

حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال ثنا حمید بن عیاش الرملی قال حدثنا مؤمّل بن اسماعیل قال حدثنا سفیان عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان.....

اس اسناد میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ان (عائشہ) کی کنیت امّ عبداللہ رکھی۔

حاکم کہتے ہیں کہ تمام روایات متفق ہیں کہ جب اسماء (بنت ابی بکرؓ) کے فرزند عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو حضورؐ نے عائشہ رضؓ سے فرمایا، تم اپنے فرزند عبداللہ (بن زبیر) کے نام پر اپنی کنیت (ام عبداللہ) رکھو کیونکہ خالہ بھی ماں ہوتی ہے۔

علم حدیث کی بیالیسویں قسم

اس نوع کا تعلق راویان حدیث کے شہر و وطن سے ہے اور یہ ایک ایسا علم ہے جس میں بڑے بڑے علماء نے ٹھوکر کھائی ہے۔ کیونکہ بعض جگہ کے متعلق وہ اشتباہ میں پڑ گئے ہیں۔ یہاں سب سے پہلے یہ بتائیں گے کہ حضورؐ کے بعد صحابہؓ مدینے سے باہر جا کر مختلف مقامات پر پہنچ کر کیسے آباد ہو گئے اور بعض صحابہ مدینے ہی میں جمے رہے کیونکہ حضورؐ نے انھیں یہیں قیام کیے رکھنے کی ترغیب دی تھی۔

ص ۱۹۱ اخبرنا ابو الفضل محمد بن احمد الصیرفی ببغداد قال ثنا ابو الحسن محمد بن احمد بن البراء قال اخبرنا محمد بن عمار قال ثنا سالم بن نوح العطار قال حدثنا الجریری قال ثنا ابو نضرة عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال....

اس اسناد میں جابر بن عبد اللہ حضورؐ کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ:
نظام امارت کا جس طرح مدینے میں آغاز ہوا، اسی طرح اس کا اعادہ بھی یہیں سے ہوگا، حتٰی کہ ایمان بھی صرف یہیں رہ جائے گا اور اگر کوئی شخص بھی مدینے کو اس سے بیزار ہو کر چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر آدمی بسا دے گا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو مدینے کی چین اور راحت کی زندگی کی خبر سن کر یہاں آجائیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا، بشرطیکہ وہ اس حقیقت کو سمجھ بھی لیں۔

جن صحابۂ رسولؐ نے کوفے میں سکونت اختیار کر لی تھی وہ یہ ہیں:۔
۱ علیؓ بن ابی طالب، ۲ سعدؓ بن ابی وقاص، ۳ سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل، ۴ عبد اللہؓ بن مسعود

[5] خباب بن الارت، [6] سہل بن حنیف، [7] ابو قتادہ بن ربعی، [8] سلمان فارسی، [9] حذیفہ بن الیمان، [10] عمار بن یاسر، [11] ابو موسیٰ اشعری، [12] ابو مسعود انصاری، [13] براء بن عازب، [14] عبداللہ بن یزید الخطمی، [15] نعمان بن مقرن اور ان کے بھائی [16] معقل بن مقرن، [17] نعمان بن بشیر، [18] مغیرہ بن شعبہ، [19] جریر بن عبداللہ بجلی، [20] عدی بن حاتم طائی، [21] عروہ بن مضرس طائی، [22] عبداللہ بن ابی اوفیٰ، [23] اشعث بن قیس، [24] جابر بن سمرہ، [25] حذیفہ بن اسید غفاری، [26] عمرو بن الحمق، [27] سلیمان بن صرد، [28] وائل بن حجر، [29] صفوان بن عسال، [30] اسامہ بن شریک، [31] عامر بن شہر، [32] عرفجہ بن شریح، [33] نافع بن عتبہ بن ابی وقاص، [34] ثعلبہ بن حکم، [35] عروہ بارقی، [36] جندب بن عبداللہ بجلی، [37] سمرہ بن جندب، [38] قطبہ بن مالک، [39] حبشی بن جنادہ، [40] یعلیٰ بن مرہ ثقفی، [41] عمارہ بن رویبہ، [42] طارق بن عبداللہ محاربی، [43] خزیمہ بن ثابت، [44] بشیر بن خصاصیہ، [45] قیس بن ابی غرزہ، [46] حنظلہ الکاتب، [47] مستورد بن شداد، [48] ابو الطفیل اور [49] ابو جحیفہ۔ ان میں سے اکثر کوفے ہی میں مدفون ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: میں پہلی بار ۳۴۱ھ میں کوفے گیا۔ ابو الحسن بن عقبہ شیبانی مجھے صحابہ کی مسجدیں دکھاتے رہے۔ اور میں بہت سی مسجدوں میں گیا۔ وہ سب آباد تھیں اور ہم دونوں بجیلہ میں مسجدِ جریر (بن عبداللہ) کے پڑوس میں تھے۔ دوبارہ ۳۴۵ھ میں کوفے گیا اس وقت مسجدِ ابن عقبہ خستہ حالت میں تھی۔ ابو القاسم سکونی میرا ہاتھ پکڑے اس جامع مسجد میں گھوم کر اس کے ستونوں کو یہ کہہ کر دکھاتے رہے کہ یہ جریر کا ستون ہے۔ یہ عبداللہ کا ستون ہے اور یہ براء کا ستون ہے۔ جس طرح وہ مجھے بتاتے رہے مجھے اس کے مطابق واقفیت ہوتی رہی۔ رحمہ اللہ۔

جو صحابہ مکے میں سکونت پذیر ہو گئے وہ یہ ہیں:

ابو ربیعہ مخزومی کے دو فرزند [1] عیاش اور [2] عبداللہ، [3] حارث بن ہشام، [4] عکرمہ بن ابی جہل، [5] عبداللہ بن سائب مخزومی (مکے کے صحابہ کے قاری) [6] عتاب بن اسید جو مکے میں حضورؐ کے جانشین تھے۔ [7] ان کے بھائی خالد بن اسید، [8] حکم بن ابی العاص، [9] عثمان بن طلحہ، [10] عقبہ بن حارث، [11] شیبہ بن عثمان حجبی، [12] صفوان بن امیہ، [13] ابو محذورہ، [14] مطیع بن اسود، [15] عبداللہ بن مطیع، [16] مہاجر بن قنفذ، [17] سہیل بن عمرو، [18] عمیر بن قتادہ لیثی، [19] کرز بن علقمہ، [20] تمیم بن اسد،

[۲۰]اسود بن خلف، [۲۲]ابو شریح کعبی، [۲۳]عبد اللہ بن حبشی، [۲۴]عبد اللہ بن صفوان، [۲۵]لقیط بن صبرہ، اور [۲۶]ایاس بن عبد مزنی۔

جن صحابہ نے بصرے میں سکونت اختیار کی وہ یہ ہیں:—

[۱]عتبہ بن غزوان، [۲]عمران بن حصین، [۳]ابو برزہ اسلمی، [۴]محجن بن ادرع، [۵]عبد اللہ بن مغفل مزنی، [۶]معقل بن یسار، [۷]عبد الرحمان بن سمرہ، [۸]ابو بکرہ، [۹]انس بن مالک جن کی وفات ایک سو سات سال کی عمر میں ہوئی۔ [۱۰]ہشام بن عامر، [۱۱]ابو زید انصاری، [۱۲]عمرو بن اخطب، [۱۳]ثابت بن زید، [۱۴]مجاشع بن مسعود، ان کے بھائی [۱۵]مجالد بن مسعود، [۱۶]عائذ بن عمرو مزنی، [۱۷]قرہ بن ایاس مزنی، [۱۸]عبد اللہ بن شخیر، [۱۹]معاویہ بن حیدہ، [۲۰]قبیصہ بن مخارق، [۲۱]عیاض بن حماز، [۲۲]قیس بن عاصم، [۲۳]اقرع بن حابس، [۲۴]صعصعہ بن ناجیہ، ابو العاص کے دو فرزند [۲۵]عثمان اور [۲۶]حکم، [۲۷]اسود بن سریع، [۲۸]سلیم بن جابر ہجیمی، [۲۹]عرفجہ بن اسعد، [۳۰]ابو العشراء دارمی، [۳۱]جاریہ بن قدامہ، [۳۲]عداء بن خالد، [۳۳]عبد اللہ بن سرجس، [۳۴]میسرۃ الفجر، [۳۵]سلمان بن عامر ضبّی اور سلمہ بن محبّق۔ صد ۱۹۳

جو صحابہ مصر گئے وہ یہ ہیں:

[۱]عقبہ بن عامر جہنی، [۲]عمرو بن عاص، [۳]عبد اللہ بن عمر، [۴]خارجہ بن حذافہ، [۵]عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، [۶]محمیہ بن جزء، [۷]عبد اللہ بن حارث بن جزء، [۸]ابو بصرہ غفاری، [۹]ابو سعد الخیر، [۱۰]معاذ بن انس جہنی، [۱۱]معاویہ بن حُدیج (حائے مہملہ سے) [۱۲]زیاد بن حارث صُدائی، [۱۳]مسلمہ بن مخلد، [۱۴]سُرّق، ابو فاطمہ ایادی، [۱۵]ابو جمعہ اور ابو شموس بلوی۔

جو صحابہ شام چلے گئے وہ یہ ہیں:—

[۱]ابو عبیدہ بن جراح، [۲]بلال بن رباح، [۳]عبادہ بن صامت، [۴]معاذ بن جبل، [۵]سعد بن عبادہ، [۶]ابو درداء، [۷]شرحبیل بن حسنہ، [۸]خالد بن ولید، [۹]عیاض بن غنم، [۱۰]فضل بن عباس بن عبد المطلب جو اردن میں مدفون ہیں، [۱۱]ابو مالک اشعری، [۱۲]عوف بن مالک اشجعی، [۱۳]ثوبان، [۱۴]شداد بن اوس، [۱۵]فضالہ بن عبید، [۱۶]عمرو بن عنبسہ، [۱۷]حارث بن ہشام، [۱۸]معاویہ بن ابی سفیان، [۱۹]واثلہ بن اسقع، [۲۰]بسر بن ابی ارطاۃ، [۲۱]حبیب بن سلمہ، [۲۲]ضحاک بن قیس، [۲۳]قباث بن اشیم، [۲۴]عرباض بن ساریہ، [۲۵]عبد اللہ بن بسر مازنی، [۲۶]عتبہ بن عبد السلمی، [۲۷]عبد اللہ بن حوالہ، [۲۸]کعب بن مرہ، [۲۹]کعب

بن عیاض، مقدام[۳۰] بن معدیکرب، ابوہند[۳۱] داری، سلمہ[۳۲] بن نفیل، غطیف[۳۳] بن حارث، عطیہ[۳۴] بن عمرو سعدی، فروہ[۳۵] بن عمرو جذامی۔

جو صحابہ "جزیرے" گئے وہ یہ ہیں:

عدی[۱] بن عمیرہ کندی، وابصہ[۲] بن معبد اسدی، ولید[۳] بن عقبہ بن ابی معیط۔

جو صحابہ خراسان گئے اور وہیں وفات پائی وہ یہ ہیں: ص ۱۹۴

بریدہ[۱] بن حصیب اسلمی جو مرو میں مدفون ہیں، ابوبرزہ[۲] اسلمی، حکم[۳] بن عمرو غفاری، عبداللہ[۴] بن خازم اسلمی جو رستاق جوین نیساپور میں مدفون ہیں اور قثم[۵] بن عباس جو سمرقند میں مدفون ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: جہاں تک مدینۃ السلام (بغداد) کا تعلق ہے میرے علم میں ایسا کوئی صحابی نہیں جس کی وفات وہاں ہوئی ہو۔ ہاں تابعین اور اتباع تابعین کا ایک گروہ ہے جو وہاں گیا اور وہیں وفات پائی۔ ان میں یہ لوگ ہیں:۔

ہشام[۱] بن عروہ بن زبیر، محمد[۲] بن اسحاق بن یسار، اسماعیل[۳] بن سالم اسدی، ابوحنیفہ[۴] فقیہ، شیبان[۵] بن عبدالرحمان نحوی، ابراہیم[۶] بن سعد زہری، یہ سب مقبرۂ خیزران میں مدفون ہیں۔ عبدالعزیز[۷] بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون، یہ خلیفہ مہدی کے زمانے میں آئے تھے اور یہیں وفات پائی۔ مہدی ان کی نماز جنازہ اور دفن میں شریک تھے، اور ان کو مقابر قریش میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[۸] بن محمد بن ابی بکر بن حزم۔ ان کو ہارون رشید نے قاضی ... بنایا تھا۔ یہیں ان کی وفات ہوئی اور ہارون نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقابر قریش میں دفن ہوئے۔ عبدالرحمان[۹] بن ابی الزناد۔ ان کی وفات بھی یہیں ہوئی اور باب التبن کے مقبرے میں دفن کیئے گئے۔ ہشیم[۱۰] بن بشیر۔ ان کی وفات بغداد میں ہوئی اور یہیں دفن ہوئے۔ عنبسہ[۱۱] بن عبدالواحد، ابواسماعیل[۱۲] مؤدب، فرج[۱۳] بن فضالہ، مروان[۱۴] بن شجاع، عبیدہ[۱۵] بن حمید، ابوحفص الآبار، عباد[۱۶] بن عوام، علی[۱۸] بن ثابت، قاضی ابویوسف[۱۹]، اسد[۲۰] بن عمرو، عفان بن مسلم صفار۔ یہ سب کے سب اسی ترتیب سے نمبروار بغداد میں وفات پا کر دفن ہوئے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : اس مقام پر مجھے مدینۃ السلام کا ذکر چھوڑ دینا گوارا نہ ہوا، کیونکہ مجھے اس جگہ سے دلچسپی ہے اس لیے کہ یہ علم اور علماء و افاضل کا خاص شہر ہے۔ اللہ اسے آباد رکھے۔

صحابہ کے ذکر کے بعد تابعین اور اتباع تابعین کا ذکر طوالت چاہتا ہے لیکن اس دوسرے حصے میں راویان اخبار کے اوطان کا ذکر کروں گا اور ساتھ ہی حدیث بیان کر کے راویوں کے وطن کا ذکر کروں گا۔ اس کی چند مثالیں سنیئے :

ص ۱۹۵ ۱۔ اخبرنا ابراھیم بن عصمۃ العدل قال حدثنا ابی قال ثنا عبدان بن عثمان قال ثنا ابو حمزۃ ابراھیم الصائغ عن ابی الزبیر عن جابر قال :.....

اس اسناد میں حضرت جابر یہ ارشاد نبوی ؐ بیان کرتے ہیں کہ : جو ایسی حالت میں مرے کہ وہ کسی شے کو اللہ کا شریک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔

حاکم کہتے ہیں کہ : جابر بن عبد اللہ باشندۂ قبا مدنی ہیں۔ ابو الزبیر مکّی ہیں۔ ابراہیم صائغ، ابو حمزہ اور عبدان تینوں مروزی (مرو کے رہنے والے) ہیں اور ہمارے شیخ ابراہیم اور ان کے والد عصمۃ العدل نیسا پوری ہیں۔

۲۔ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا ابراھیم بن منقذ الحولانی قال حدثنی ادریس بن یحیی عن عبد اللہ بن عیاش قال حدثنی عبد اللہ بن سلیمان عن نافع عن ابن عمرؓ......

اس سند میں عبد اللہ بن عمر حضور ؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ : اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ : عبد اللہ بن عمر اور نافع دونوں مدنی ہیں۔ عبد اللہ بن سلیمان، عبد اللہ بن عیّاش، ادریس اور ابراہیم بن منقذ چاروں مصری ہیں۔

۳۔ حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی قال حدثنا عثمان بن سعید بن خالد الدارمی قال حدثنی ابراھیم بن ابی اللیث قال حدثنا

الاشجعی عن سفیان الثوری عن ھشام بن سعد عن المقبری عن ابی ھریرۃ قال:.....

اس سند میں ابوہریرہؓ حضورؐ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ: آج اللہ نے جاہلیت کی نخوت اور جاہلیت کے آبائی تفاخر کو تم سے دور کر دیا ہے۔ تمام انسان اولاد آدمؑ ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے ہیں۔ مومن متقی اور کافر بدبخت ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے رہیں گے جو بعض اشخاص پر فخر کرتے رہیں گے۔ وہ لوگ جہنم کے کوئلے ہیں۔ وہ اللہ کی نگاہ میں گبریلوں سے زیادہ ذلیل ہیں۔ جو بدبو کو اپنی ناک سے (ڈھکیل کر) لے جاتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ابوہریرہؓ بھی مدنی ہیں اور مقبری و ہشام بن سعد بھی۔ ثوری اور اشجعی کوفی ہیں۔ ابراہیم بن ابی اللیث بغدادی ہیں۔ عثمان بن سعید سجزی اور ہمارے شیخ (ابوالحسن) بنسا پوری ہیں۔

میں نے یہ چند احادیث بطور مثال پیش کی ہیں۔ محدث کو چاہیئے کہ حدیث کا ذکر کرتے وقت راویوں کے اوطان کو یاد رکھے۔

۱۹۷ محدثین کے اوطان کے ذکر کے بعد تیسرے حصے میں ہم ان محدثین کا ذکر کریں گے، جو اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر دور دراز ملکوں میں جا بسے اور اپنی طویل سکونت کی وجہ سے انہی دوسرے ملکوں کی طرف منسوب ہونے لگے۔ یہ علم بھی کچھ کم دقیق نہیں۔

۱۔ اخبرنا ابو النضر الفقیہ قال حدثنا الفضل بن عبد اللہ الیشکری قال حدثنا مالک بن سلیمان قال حدثنا عیسی الرازی عن الربیع بن انس عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال:.....

اس اسناد میں عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ: جب حضورؐ نے مٹکے کی نبیذ کی اجازت دی اور جب یہ فرمایا کہ نشہ آور چیز سے پرہیز کرو، اس سے روکا تو میں دونوں وقت حضورؐ کے پاس موجود تھا۔

حاکم کہتے ہیں: ربیع بن انس تابعی در اصل بصری ہیں مگر مرو میں سکونت اختیار

کرنے کی وجہ سے مَرو کی طرف منسوب ہو گئے اور مروزیوں نے ان کا اپنی تاریخوں میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عیسیٰ بن ماہان یعنی ابو جعفر رازی اصل میں کوفی ہیں۔ رَے میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں وفات پائی اس لیے رَے کی طرف منسوب ہو گئے۔

۲۔ حدثنا جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی قال حدثنا احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین قال حدثنا یوسف بن عدی قال حدثنا عبد الرحمٰن بن محمد المحاربی عن ابی اسحاق الشیبانی عن عباس بن ذُریح عن شریح بن ھانی عن عائشۃ قالت :.....

اس اسناد میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ : اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جاتا تو میں اپنے رب سے صبح تک صرف عافیت کی دُعا کرتی رہتی۔

حاکم کہتے ہیں : یوسف بن عدی کوفی ہیں اور ان کی تمام روائتیں کوفیوں سے مروی ہیں۔ یہ مصر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اس لیے یہ مصری مشہور ہو گئے۔ حالانکہ کسی اہل مصر سے انھیں سماع حاصل نہیں۔ ایسی مثالیں بہت ہیں۔ ہماری دو مثالوں سے صاحب فہم بہت سی دوسری مثالوں کا اندازہ کرسکتا ہے۔

علمِ حدیث کی ۴۳ ویں قسم

اس نوع میں ان صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین کا ذکر ہے جو راویانِ حدیث ہیں اور موالی[1] ہیں یا اولادِ موالی۔ اوپر ہم نے قبائل کا ذکر کیا تھا اور یہ اس سے بالکل مختلف چیز ہے۔

۱۹۷ سب سے پہلے ہمارے لیے آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی کا ذکر ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں :-

۱۔ شُقران : یہ عبدالرحمان بن عوف کے حبشی غلام تھے۔ انھیں عبدالرحمان نے حضورؐ کو ہبہ کر دیا تھا اور حضورؐ نے آزاد کر دیا۔ یہ ان لوگوں میں تھے جو حضورؐ کی تدفین کے وقت موجود تھے۔ انھوں نے اپنی چادر حضورؐ کی قبر میں گرا دی تھی۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔

۲۔ ثوبان : یہ یمن سے قید ہو کر آئے تھے اور حضورؐ نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

۳۔ رُویفع : یہ خیبر میں قید ہوئے تھے۔

۴۔ زید بن حارثہ : یہ عرب کے بنی کلب کے قیدی تھے۔ حضورؐ نے انھیں آزاد کر دیا، اور ان پر بڑی نوازشیں فرمائیں۔ یہاں تک کہ لوگ انھیں رسُول اللہ کا فرزند کہنے لگے۔ آخر ادعوھم لاٰبائھم (متبناؤں کو ان کے اصلی باپ کی طرف منسوب کیا کرو)

---

[1] آزاد کردہ غلام۔

کا حکم نازل ہوا۔ ان کی بیوی ام ایمن بھی حضورؐ کی کنیز تھیں۔ انہی کے بطن سے اسامہ بن زید اور انسہ بن زید پیدا ہوئے۔[1]

اخبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل الشعرانی قال حدثنا جدی قال حدثنا ابراهیم بن المنذر الحزامی قال ثنا محمد بن فُلیح عن موسیٰ بن عقبة عن ابن شهاب قال۔۔۔۔۔

اس سند میں ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضورؐ کے مولا انسہ شرکائے بدر میں سے ہیں۔ ابوکبشہ کا نام سلیم بتایا جاتا ہے (ان کا ذکر آگے موجود ہے)

۵ تا ۹۔ ہمیں اسماعیل بن محمد نے اپنی سند سے بروایت ابن شہاب شرکائے بدر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ: ابوکبشہ آنحضورؐ کے مولا تھے اور ابورافع بھی حضورؐ کے مولا تھے۔ ان کا نام ابراہیم بتایا جاتا ہے۔ حضورؐ نے ان کا نکاح اپنی کنیز سلمیٰ سے کر دیا تھا جن کے بطن سے عُبید اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ یہ عبید اللہ حضرت
ص ۱۹۸ علیؓ کے کاتب تھے۔ حضورؐ کے ایک مولا ابومُوَیہبہ بھی تھے جن سے حضورؐ کی صرف ایک حدیث مروی ہے۔ ضمرہ بھی حضورؐ کے مولا تھے جو صاحب اولاد بھی ہوئے۔ اور سلمان بھی حضورؐ کے مولا تھے۔

ہم سے حسن بن یعقوب نے، ان سے یحییٰ بن ابی طالب نے، اور ان سے علی بن عاصم نے اپنی اسناد سے سلمان کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ پہلے غلام تھے۔ جب یہ مدینے آئے تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ اور حضورؐ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

۱۰۔ حضورؐ کے ایک مولا سفینہ بھی تھے۔ دد عثمان بن احمد السماک قال ثنا الحسن بن مکرم قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنا اسامة بن

---

[1] انہی زید کا نکاح حضورؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے کر دیا تھا، لیکن آخر دونوں میں جدائی ہو گئی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

زاید عن محمد بن المنکدر عن سفینۃ" کی سند سے یہ اپنا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ : میں نے ایک کشتی میں سمندر کا سفر کیا۔ وہ شکستہ ہو گئی اور ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک جزیرے میں پھینک دیا جس میں ایک شیر بھی موجود تھا۔ لیکن میں نے بے خوف ہو کر اس سے کہا کہ : اے ابو الحارث (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسولؐ کا مولا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے کاندھے سے دھکے دے دے کر ایک راستے پر کھڑا کر دیا اور پھر دھاڑا جس سے میں سمجھا کہ یہ اس کا رخصتی سلام ہے۔

۱۱۔ مہران بھی حضورؐ کے مولا تھے اور ان سے ایک حدیث مروی ہے۔

تابعین اور ائمۂ مسلمین میں جن لوگوں کا شمار موالی میں ہے ان کا ذکر بھی سُنیے :

اخبرنا ابو علی الحافظ قال اخبرنا ابو عبد الرحمٰن محمد بن عبد اللہ البیروتی قال ثنا محمد بن احمد بن مطر بن العلاء قال حدثنی محمد بن یوسف بن بشیر القرشی قال حدثنی الولید بن محمد الموقری قال سمعت محمد بن مسلم بن شہاب الزہری یقول :.......

اس سند میں محمد بن مسلم بن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ : میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تو میرے اور ان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی :

اے زہری تم کہاں سے آئے ؟

مکے سے

وہاں کے لوگوں کا سردار کون ہے ؟

عطاء بن ابی رباح

وہ عرب میں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

ان کی سرداری کس وجہ سے ہے ؟

دیانت اور روایت کی وجہ سے ہے (یعنی وہ دیندار بھی ہیں اور محدث بھی) جن لوگوں میں یہ دو صفتیں (دیانت و روایت) ہوں ان کو تو سردار ہونا ہی چاہیئے

اچھا یمن والوں کا سردار کون ہے ؟

طاؤس بن کیسان

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

ان کی سرداری کی کیا وجہ ہے ؟

وہی وجہ ہے جس سے عطاء بن ابی رباح کی سرداری (رکھتے ہیں) قائم ہے۔ ص۱۹۹

ہاں ایسا ہی ہونا چاہیے ۔ اچھا اہلِ مصر کا سردار کون ہے ؟

یزید بن ابی حبیب

وہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

اہلِ شام کا سردار کون ہے ؟

مکحول

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں ۔ یہ ایک سوڈانی (حبشی) غلام تھے جن کو بنی ہذیل کی ایک عورت نے آزاد کر دیا تھا ۔

اہل جزیرہ کا سردار کون ہے ؟

میمون بن مہران

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

اہل خراسان کا سردار کون ہے ؟

ضحاک بن مزاحم

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

اہل بصرہ کا سردار کون ہے ؟

حسن بن ابی الحسن

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

موالی میں سے ہیں

تم سے خدا سمجھے۔ اچھا اہل کوفہ کا سردار کون ہے ؟

ابراہیم نخعی

یہ عرب ہیں یا موالی میں سے ہیں ؟

بس یہ عرب ہیں

زہری! تم سے خدا سمجھے۔ تم نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔ بخدا یہ موالی عرب پر چھا جائیں گے۔ منبروں پر انہی کے نام کے خطبے ہوں گے اور عرب ان کے زیر نگیں ہو جائیں گے۔

اے امیر المومنین! اللہ کے احکام اور دین کی جو حفاظت کرے گا سیادت اسی کے حصے میں آئے گی اور جو اسے ضائع کرے گا وہ گر جائے گا ـــــ

ہم سے ابوالعباس سیاری نے، ان سے عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ نے اور ان سے عباس بن مصعب نے کہا کہ، مرو میں چار غلام زادے ایسے پیدا ہوئے ہیں جن میں ہر ایک اپنے دور کا امام ہے۔

عبداللہؒ بن مبارک، ابراہیمؒ بن میمون صائغ، حسینؒ بن واقد اور ابوحمزہؒ محمد بن میمون سکری۔ ان سب کے والد (مبارک، میمون، واقد اور میمون سکری) غلام تھے۔

رُفیع ابوالعالیہ ریاحی کا شمار کبار تابعین میں ہے اور یہ بنی ریاح کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ابومحمد بن سیرین کے صاحبزادے سیرین بنی نجار کے غلام تھے۔ ان کی کنیت ابوعمرہ ہے اور انھوں نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت کی ہے۔

اُرطبان بھی عبداللہ بن ذرّہ مزنی کے غلام تھے۔ یہ عبداللہ وہ ہیں جو عبداللہ بن عون کے دادا ہیں۔

یسار یعنی ابوالحسن بصری رُبیّع کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ رُبیع نُضر کی صاحبزادی اور انس بن مالک کی پھوپھی ہیں۔ ص۲۰

اُمّ الحسن خَیرہ ام المومنین سلمہ کی کنیز تھیں۔

ثوبہ عنبری کے والد کیسان، ایوب بن اظہر عنبری کے مولا تھے۔

مالک کے والد دینار بنی سامہ بن لوی کی ایک خاتون کے مولا تھے۔

عبدالعزیز بن صہیب کو کہا ہی جاتا تھا۔ عبدالعزیز العبد۔ یہ انس بن مالک کے موالی میں سے تھے۔

ایوب سختیانی کے والد کیسان عُنَزہ کے مولا تھے۔

حُمَید طویل کے والد ابوحمید تمرخان مولا تھے، طلحۃ الطلحات کے۔ یہ طلحہ خزاعی ہیں۔

شعیب کے والد حبحاب بنی واقد کے مولا تھے۔

نافع جو عبداللہ بن عمر کے مولا ہیں۔ نیساپور سے قید ہو کر آئے تھے۔

عبدالرحمان اعرج کے والد ہرمز بھی غلام تھے۔

ابوعبید مولا تھے۔ عبدالرحمان بن اظہر کے یا بقول بعض عبدالرحمان بن عوف کے۔

ابوسعید کیسان مقبری بنی لیث بن بکر کے مولا تھے۔

افلح ابوایوب انصاری کے مولا تھے۔ ابوایوبؓ نے ان سے چالیس ہزار درہم پر مکاتبہ[1] کیا تھا، مگر پھر آپؓ کو اس مکاتبت پر بڑی ندامت ہوئی۔ اور آپ نے انھیں اپنی خدمت کے لیے واپس بلا کر آزاد کر دیا۔

---

[1] مکاتبت کا مطلب یہ ہے کہ قیدی سے کہا جائے کہ تم اتنا کما کر مجھے دو تو میں تمھیں آزاد کر دوں گا۔

سلیمان، عطاء اور عبدالملک تینوں بنی یسار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا شمار فقہائے تابعین میں ہے۔ ان کے والد یسار میمونہ کے مولا تھے۔ یسار سے حضورؐ کی ایک حدیث بھی مروی ہے۔

ابو مرہ عقیل بن ابی طالب کے مولا تھے۔ ان کا شمار کبار تابعین میں ہے۔

صالح بن بنہان کے والد (بنہان) توئمہ بنت اُمیہ بن خلف قرشی کے مولا تھے۔

عمرو بن دینار کے والد (دینار) باذان جمحی کے مولا تھے۔

موالی کی معلومات کے بعد اس کا تیسرا حصہ یہ ہے کہ حدیث سے دلچسپی رکھنے والا ص۳۱۰
روایات سے موالی کا پتا چلا لے۔ مثلاً:

۱۔ حدثنا بکر بن محمد الصیرفی بمرو قال ثنا عبد الصمد بن الفضل البلخی قال ثنا ابراھیم بن سلیمان الزیات قال ثنا بحر السقاء عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال.....

اس اسناد میں ابو ہریرہؓ ایک ارشاد نبویؐ یوں روایت کرتے ہیں کہ: (جب کوئی آدمی نمازی کے آگے گزرنے لگے تو) مردوں کے لیے تسبیح ہے (یعنی مرد سبحان اللہ کہہ کر گزرنے والے کو آگاہ کر دیں) اور عورتوں کے لیے تالی ہے۔ (وہ بولنے کی بجائے تالی بجا کر خبردار کر دیں۔)

حاکم کہتے ہیں کہ: (مذکورہ بالا سند میں) بحر فرزند ہیں کُنیز کے اور کنیز غلام ہیں۔

۲۔ حدثنا ابو جعفر محمد بن صالح بن ھانیؒ قال ثنا محمد بن احمد بن انس القرشی قال حدثنا عبداللہ بن یزید المقریٔ قال ثنا حیوۃ قال حدثنی ابو عقیل انہ سمع ابا صالح و محمد بن منکدر یحدثان عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا ان ام ھانیؒ

بنت ابی طالب قالت ۔۔۔

اس سند میں اُم ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ : میں نے عرض کیا : یارسول اللہ ! میں بوڑھی اور بوجھل ہوگئی ہوں لہٰذا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے ، جسے میں بیٹھے بیٹھے ہی ادا کرلیا کروں ۔ حضورؐ نے فرمایا : سو بار لاالہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ پڑھ لیا کرو ۔ بخدا کوئی نیکی اس سے آگے نہیں جائے گی اور اس کے بعد کوئی بُرائی باقی نہیں رہے گی ۔ نیز سو بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو تو ایک ہزار پاکیزہ مقبول قربانیوں سے بہتر اجر تمھارے لیے لکھ لیا جائے گا ۔ پھر سو بار سبحان اللہ کہہ لیا کرو تو راہ خدا میں سو بالگام وزین گھوڑے دینے سے بھی زیادہ ثواب لکھ لیا جائے گا ۔ پھر ایک سو بار الحمد للہ کہہ لیا کرو تو سو قیدی (غلام) آزاد کرنے سے بھی بڑھ کر ثواب لکھ لیا جائے گا ۔

حاکم کہتے ہیں کہ : اس حدیث کے تمام راوی عرب ہیں بجز ابو حازم سلمہ کے کیونکہ ان کے والد یعنی دینار غلام تھے ۔

۴ ۔ اخبرنا احمد بن محمد بن عبد اللہ النحوی ببغداد قال حدثنا یحییٰ بن جعفر قال ثنا عبد الوھاب بن عطاؔ قال ثنا راشد ابو محمد الحِمّانی قال ۔۔۔

اس سند میں ابو محمد راشد حمانی کہتے ہیں کہ :

مجھے یہ اطلاع ملی کہ بصرے میں ایک شخص ہے جسے "اسم اعظم" معلوم ہے ۔ اس شخص کو عبد اللہ حارث بن نوفل کہا جاتا ہے ۔ میں اس کے پاس آیا اور اسم اعظم کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا :

ہم سے عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا کہ حضورؐ فکر و غم کے وقت یہ کلمات فرمایا کرتے تھے : لاالہ الا اللہ العظیم الحلیم ، لاالہ الا اللہ رب العرش العظیم ، لاالہ الا اللہ رب السمٰوٰت ورب العرش الکریم ۔۔۔ ص۲۰۲

حاکم کہتے ہیں کہ: مذکورہ بالا اسناد میں راشد ابو محمد کے فرزند ہیں نجیح حمّانی کے جو غلام تھے۔

میں نے یہ چند مثالیں اس لیے بیان کی ہیں جو محدث کسی حدیث کو روایت کرے وہ اس علم میں ڈوب کر اسناد کے راویوں میں موالی کو بھی سمجھ لے۔ اللہ اپنے کرم سے اس کی توفیق بخشنے والا ہے۔

علمِ حدیث کی ۴۴ ویں قسم

اس قسم کا تعلق محدثین کی عمروں سے ہے یعنی ان کی ولادت سے وفات تک کتنے سال ہوتے ہیں۔ جہاں تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے آپؐ کی عمر میں روائتیں مختلف ہیں۔ تین باتوں میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ ایک یہ کہ حضورؐ عام الفیل میں (یعنی جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ مکے پر حملہ کیا تھا) پیدا ہوئے تھے۔ دوسرے چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ تیسرے مدینے میں حضورؐ دس۱۰ سال رہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مکے میں کتنے سال رہے۔ کچھ لوگ دس۱۰ سال بتاتے ہیں۔ کچھ بارہ۱۲ سال اور کچھ تیرہ۱۳ سال اور کچھ پندرہ۱۵ سال بھی بتاتے ہیں۔ اس اختلاف سے ظاہر ہے کہ حضورؐ کی عمر میں بھی اختلاف ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ نے جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔

حضرت عمرؓ نے ذی الحجہ ۲۳ھ میں وفات پائی۔ اکثر کے نزدیک آپ نے ساٹھ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض ۵۵ اور بعض ۶۵ سال بھی عمر بتاتے ہیں۔

حضرت عثمان ذی الحجہ ۳۵ھ میں بعمر ۸۲ سال بے بسی کے ساتھ شہید ہوئے۔

حضرت علیؓ ۱۷ رمضان شب جمعہ ۴۰ھ میں بعمر ۶۳ سال شہید ہوئے۔ ص ۲۰۳

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ یہ دونوں اس وقت ہم عمر تھے یعنی ۶۴، ۶۴ سال کے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف نے ۳۲ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے ۵۵ھ میں بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ۱۸ھ میں بعمر ۵۸ سال وفات پائی۔
حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل نے ۵۱ھ میں بعمر ۹۳ سال وفات پائی۔
حاکم کہتے ہیں: میں نے جو دس آدمیوں — جن کو اللہ کے رسول ؐ نے جنت
کی بشارت دی ہے — کی عمروں کو بطور نمونہ بیان کیا ہے تاکہ تحقیق کرنے والا دوسرے
صحابہ کی ولادت، وفات اور عمر کو اسی طرح دریافت کر لیا کرے۔
ہمیں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے اور ان کو ابواسماعیل محمد بن اسماعیل
سلمی نے ابونعیم فضل بن دُکین سے سُن کر بعض راویوں کی وفات کے جو ہجری سنہ
بتائے ہیں وہ یوں ہیں:
علقمہ ۶۱ھ۔ مسروق ۶۲ھ۔ عبیدہ ۷۳ھ۔ عمرو بن میمون ۷۴ھ۔ اسود بن یزید ۷۵ھ،
سُوید بن غَفَلہ ۸۰ھ۔ محمد بن حنفیہ ۸۰ھ۔ شریح بن حارث ۸۰ھ بعمر ۱۰۰ سال۔ عبدالرحمان
بن ابی لیلیٰ اور ابوالبختری طائی ۸۳ھ بمقام جماجم۔ عمرو بن حُرَیث ۸۵ھ۔ علی بن حسین
۹۲ھ۔ انس بن مالک اور ابوالشعثاء، جابر بن زید ۹۳ھ بروز جمعہ۔ سعید بن جُبیر ۹۵ھ
(شہید ہوئے) ابراہیم بن یزید نخعی ۹۶ھ۔ سالم بن ابی الجعد ۹۸ھ بعہد سلیمان بن عبدالملک۔ ص ۳۳
ابوخالد والبی ۱۰۰ھ۔ عمر بن عبدالعزیز ۱۰۱ھ۔ مجاہد بن جبر ۱۰۲ھ۔ شعبی، موسیٰ بن طلحہ اور
ابوبردہ ۱۰۴ھ۔ ضحاک بن مزاحم ۱۰۵ھ۔ طاؤس اور سالم بن عبداللہ ۱۰۶ھ۔ عکرمہ ۱۰۴ھ۔
محمد بن کعب قرظی ۱۰۸ھ۔ یحییٰ بن یسار بصری ۱۱۰ھ۔ محمد بن سیرین ان (حسن بن یسار) کے
سو دن بعد۔ طلحہ بن مصرف ۱۱۲ھ۔ قتادہ اور نافع ۱۱۷ھ۔ محمد بن علی (ابوجعفر) ۱۱۴ھ
حکم بن عتیبہ اور عطاء بن رباح ۱۱۵ھ۔ عمرو بن مرہ ۱۱۶ھ۔ ابوصخرہ جامع بن شداد ۱۱۸ھ۔
قیس بن مسلم ۱۲۰ھ۔ ابوقیس اودی۔ حماد بن ابی سلیمان اور واصل بن حیان احدب ۱۲۰ھ۔
سلمہ بن کہیل ۱۲۱ھ یوم عاشورا۔ زبید بن حارث یامی ۱۲۲ھ۔ ابواسحاق سبیعی اور جابر بن
یزید جعفی ۱۲۸ھ۔ یحییٰ بن ابی کثیر ۱۲۹ھ۔ عبداللہ بن شُبرمہ ۱۴۴ھ۔ ہشام بن عُروہ اور عبدالملک
بن ابی سلیمان ۱۴۵ھ۔ اسماعیل بن ابی خالد ۱۴۶ھ۔ اعمش، محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ،
جعفر بن محمد اور زکریا بن ابی زائدہ ۱۴۸ھ۔ ابوجناب کلبی ۱۵۰ھ۔ ابوحنیفۃ النعمان ۱۵۰ھ

(ان کی پیدائش کا سال ۹۰ھ ہے اس لیے بوقت وفات ستر سال کے تھے) علی بن صالح حی ۱۵۴ھ۔ مسعر بن کِدام ۱۵۵ھ۔ عمر بن ذر ۱۵۶ھ۔ اسرائیل بن یونس ۱۶۰ھ۔ قیس بن ربیع اور حسن بن صالح بن حی ۱۶۷ھ۔ سفیان ثوری ۱۶۱ھ۔ شریک بن عبداللہ ۱۷۷ھ۔ ابن شہاب زہری ۱۲۴ھ۔ جعفر بن ایاس ۱۲۳ھ یا ۱۲۴ھ ـــ ابو اسماعیل نے جو کچھ ابو نعیم سے سنا وہ یہاں ختم ہوا۔ اب اس کے بعد کے طبقے کا کچھ ذکر سنیے:

ہم سے ابوسعید احمد بن محمد بن عَمرو احمسی نے کوفے میں، ان سے حسین بن حمید بن ربیع نے اور ان سے ان کے والد نے جن لوگوں کی وفات کے ہجری سنہ بتائے وہ یوں ہیں:

زائدہ بن قدامہ ۱۶۱ھ۔ اسرائیل بن یونس ۱۶۲ھ۔ شیبان نحوی ۱۶۴ھ۔ سعید بن عبدالعزیز دمشقی ۱۶۴ھ۔ داؤد طائی ۱۶۵ھ۔ لیث بن سعد ۱۶۵ھ۔ حماد بن سلمہ ۱۶۵ھ۔ حسن بن صالح ۱۶۷ھ۔ عبثر، ابراہیم بن حُمید اور قیس بن ربیع ۱۶۸ھ۔ جعفر احمر اور ابو شیبہ ۱۶۷ھ۔ یحییٰ بن سلمہ بن کُہیل ۱۶۸ھ۔ حبان بن علی اور احمد بن ابان ۱۷۱ھ۔ سلاّم بن ابی مطیع ۱۷۳ھ۔ بکر بن مُضَر ۱۷۵ھ۔ ابوعوانہ ۱۷۶ھ۔ شریک بن عبداللہ ۱۷۷ھ۔ عبدالواحد بن زیاد، ابوالاحوص اور جعفر بن سلیمان ۱۷۷ھ۔ عبدالوارث بن سعید، مفضّل بن یونس اور ابراہیم بن حمید رُؤاسی ۱۷۸ھ۔ مالک بن انس، حماد بن زید اور خالد بن عبداللہ ۱۷۹ھ۔ عَبّاد بن عبّاد مہلّبی، علی بن ہاشم بن بُرید، سلمہ احمر اور سعید بن خُثیم ۱۸۰ھ ـــ یہاں اَحمسی کا بیان ختم ہو جاتا ہے۔

ان حضرات کے محدثین کا ایک اور طبقہ

اخبرنا علی بن احمد السجزی ببغداد قال حدثنا احمد بن علی الابار قال حدثنی محمد بن یحییٰ بن فیاض۔

اس سند میں محمد بن یحییٰ بن فیاض چند محدثین کے سنین وفات یوں بیان کرتے ہیں۔

یزید بن زُریع ۱۸۱ھ۔ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ ۱۸۹ھ۔ اسی سنہ میں ابن عُلَیّہ کی ص۲۰۶

بھی وفات ہوئی۔ یحییٰ، عبدالرحمان اور ابن عیینہ ۱۹۸ھ۔ عمر بن یونس ۲۰۶ھ حج سے واپس آتے ہوئے یمامہ میں، اسی سال وہب بن جریر نے بھی حج کیا اور انھوں نے بھی واپسی میں "منجا شانیہ" میں وفات پائی اور بصرے لاکر دفن کیے گئے۔ ابو عاصم ۲۱۳ھ، محمد بن عبداللہ انصاری ۲۱۵ھ۔ ان کی ولادت ماہ شوال ۱۱۸ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے بعد کا طبقۂ محدثین

ہمیں ابو احمد بکر بن محمد صیرفی نے مرو میں بتایا کہ: میں نے محمد بن عمیر رازی کو دوسرے طبقۂ محدثین کے سنین وفات یوں بیان کرتے سنا: اسماعیل بن ابی اویس ۲۲۷ھ۔ ان کا سنہ ولادت ۱۳۹ھ ہے۔ احمد بن عبداللہ بن یونس نے اسی ۱۳۹ھ میں وفات پائی تھی اور ابو الولید طیالسی کی وفات بھی اسی سنہ میں ہوئی تھی۔ بشر حافی بن حارث مشہور زاہد کی وفات ۲۲۷ھ میں ہوئی۔ ابو نصر تمّار کی رحلت ۲۲۸ھ میں ہوئی۔ علی بن جعد، محمد بن سعد کاتب واقدی، مؤمل بن فضل حرّانی، ہارون بن معروف بغدادی، عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب واسطی، ابو عبداللہ محمد بن زیاد اعرابی لغوی اور احمد بن نصر خزاعی شہید کی وفیات کا سنہ ایک ہی ہے یعنی ۲۳۱ھ۔

اِس کے بعد کا طبقہ

ہمیں عبدالعزیز بن عبدالملک اموی نے، ان کو ابوبکر محمد بن عباس بن فضیل بغدادی نے حلب میں اور ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار نے بعض محدثین کے سنین وفات یوں بتائے:

حکم بن موسیٰ ۲۳۲ھ۔ ابراہیم بن محمد بن عرعرہ ۲۳۱ھ۔ محرز بن عون ۲۳۱ھ۔ عمرو ناقد ۲۳۲ھ۔ ص ۲۴۷

عبداللہ بن عون خزاز ۲۳۲ھ۔ یحییٰ بن معین ۲۳۳ھ۔ قواریری ۲۳۵ھ۔ منصور بن ابی مزاحم ۲۳۵ھ۔

یحییٰ بن ایوب مقابری ۲۳۴ھ۔

محمد بن اسحاق مسیبی ۲۳۶ھ۔

اِس کے بعد کا طبقہ

مجھے ابوالحسین بن ابی عمرو سماک نے اپنے والد (ابوعمرو سماک) کی ایک تحریر نکال کر دکھائی۔ یہ ان کے ہاتھ کی تحریر تھی جو میں نے پڑھی۔ اس میں بعض محدثین کے سنین وفات یوں تھے:

عبدالرحمان بن محمد بن منصور بصری ۲۷۱ھ۔ حنبل بن اسحاق ۲۷۳ھ۔ حسن بن مکرم ۲۷۴ھ۔ ابراہیم بن ولید جشاش ۲۷۲ھ۔ احمد بن عبدالجبار عطاردی ۲۷۲ھ۔ محمد بن عبیداللہ منادی ۲۷۲ھ۔ علی بن عبدالحمید واسطی ۲۷۳ھ۔ عبدالکریم دیر عاقولی ۲۷۵ھ۔ غلام الخلیل ۲۷۵ھ۔ عبداللہ بن ابی الدنیا ۲۸۲ھ۔ حارث بن ابی اسامہ ۲۸۲ھ۔ مبرد نحوی ۲۸۵ھ۔ جعفر طیالسی ۲۸۲ھ۔ اسحاق حربی ۲۸۳ھ۔ ابراہیم حربی ۲۸۵ھ۔ محمد بن یونس کدیمی ۲۸۶ھ۔ ثعلب ص ۲۰۱
نحوی ۲۹۱ھ۔ بشر بن موسیٰ ۲۸۸ھ۔ معاذ بن مثنیٰ ۲۸۸ھ۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل ۲۹۰ھ۔ احمد بن یحییٰ حلوانی ۲۹۶ھ۔ قاضی موسیٰ بن اسحاق ۲۹۷ھ۔

میں نے خلف بن محمد بخاری سے بعضوں کے سنین وفات یوں سنے ہیں:

ابوہارون سہل بن شاذویہ ۲۹۹ھ۔ حافظ صالح بن محمد بغدادی ۲۹۳ھ بمقام بخارا بماہ ذی الحجہ۔ حافظ نصر بن احمد ۲۹۳ھ بماہ رمضان۔

مجھے مرو میں حافظ ابوعبدالرحمان محمد بن ماہان نے بعض محدثین کے سالہائے وفات یوں بتلائے:

عبداللہ بن ابی وارہ ۲۹۵ھ۔ عبداللہ بن جعفر بن خاقان ۲۹۹ھ۔ ابوعبداللہ احمد بن عمر ذہلی ۲۹۵ھ۔ ابوعبدالرحمان دہکانی ۲۹۷ھ۔ حافظ ابوصالح ۲۹۹ھ۔ ابوعلی بن شبویہ، ابوالعباس احمد بن سعید بن مسعود بماہ جمادی الاولیٰ اور حمک بن عصام ۲۹۵ھ یہ تینوں شیوخ ماہرانی ہیں۔

شیوخ عراق و خراسان

میں نے ان شیوخ کے سنین وفات جو قاضی عیسیٰ بن حامد بن بشر بن عیسیٰ رخجی سے

سنے وہ یوں ہیں :

اسحاق بن ابی حسان انماطی سنہ ۳۰۲ھ۔ ابراہیم بن شریک سنہ ۳۰۳ھ۔ ابو علی قراد اور ابو العباس براثی سنہ ۳۰۲ھ۔ ابن ناجیہ سنہ ۳۰۱ھ۔ محمد بن سری قنطری، احمد بن حسین حذاء اور ابو علی خرقی سنہ ۲۹۹ھ۔ ابو عمر قتات۔ ابن دلان اور علی بن طیفور نسوی، فضل بن صالح ہاشمی، حسین بن عمر بن ابی الاحوص اور احمد بن یعقوب بن اخی العرق المقری سنہ ۳۰۰ھ۔ عبد اللہ بن عیسیٰ فسطاطی۔ احمد بن محمد بن جعدوشاہ، جعفر بن محمد فریابی، ابو معشر دارمی اور احمد بن سالم آدمی سنہ ۳۰۱ھ۔ ابو العباس احمد بن صلت بن مغلس حمانی اور عبد اللہ بن صقر بن نصر سکری سنہ ۳۰۲ھ۔ میرے جد حافظ محمد بن حسین قتبیطی اور ابو العباس احمد بن موسیٰ شطوری سنہ ۳۰۴ھ۔ ابو بکر بن داؤد سجستانی سنہ ۳۱۶ھ۔ ص ۲۶

میں نے ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن جراح مروزی عدل سے بعض تاریخ ہائے وفیات یوں سنی ہیں :

ابو صالح حسین بن فرج مروزی اور ابو العباس حسن بن سفیان نسوی سنہ ۳۰۳ھ۔ احمد بن تیمم مروزی سنہ ۳۰۳ھ۔ ابو رجاء محمد بن حمدویہ سنجی سنہ ۳۰۳ھ۔ ابو عبد اللہ بن محمود سعدی اور اسحاق بن ابراہیم تاجر سنہ ۳۱۱ھ۔ یہ سب ابن جراح کے شیوخ ہیں۔

میں نے بعض وفیات کی تاریخیں جو قاضی ابو حامد احمد بن حسین سے بخارا میں سنیں وہ یوں ہیں :

ابو نصر خلقانی سنہ ۳۱۴ھ۔ ابو العباس احمد بن خضر سنہ ۳۱۵ھ۔ ابو الحسین بن حمک سنہ ۳۱۶ھ۔ ابو نصر بن فوران زاہد سنہ ۳۱۶ھ۔ ابو عمرو بن محفوظ سنہ ۳۱۶ھ۔ ابو سہل اسنانی سنہ ۳۱۶ھ۔ علی بن محمد خالدی سنہ ۳۱۷ھ۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعید بورقی سنہ ۳۱۸ھ۔ ابو علی اعرج سنہ ۳۱۸ھ۔ ابو بکر عبد الرحمان بن محمد جبیبی سنہ ۳۱۹ھ۔ ابو الجلس احمد بن حارث بن محمد بن عبد الکریم اور حسن بن عمرو بن اشرف سنہ ۳۱۹ھ۔ عبد اللہ بن عمران فقیہ سنہ ۳۱۹ھ۔ ابو الوفاء داؤد بن احمد (صاحب احادیث ابی عصمہ) سنہ ۳۲۰ھ۔

میں (حاکم) نے اس نوعِ علم کے چند گوشے ایسے بیان کر دیئے ہیں جو کمیاب ہیں، لیکن اتنا بھی بہت کافی ہے۔ میں نے اپنے دیس کے مشائخ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ ان کا ذکر اہل نیسا پور کی تاریخ میں موجود ہے۔

علم حدیث کی ۴۵ ویں قسم

اس حصۂ علم کا تعلق محدثین کے القاب سے ہے۔ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جس کو صرف انہی القاب کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ پھر ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جس کی شہرت تو القاب ہی کی وجہ سے ہے۔ لیکن ان کی یا دوسروں کی نگاہوں میں وہ ناپسندیدہ تھے۔ چنانچہ سفیان ثوری جب مسلم البطین سے روایت کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو باہم ملا لیتے اور صرف "مسلم" کہتے "بطین"[1] نہ کہتے۔ اسی طرح عبداللہ بن یزید مقری جب موسیٰ بن عُلَیّ سے روایت کرتے تو انھیں موسیٰ بن رباح کہتے یعنی ان کے جد کی طرف منسوب کرتے کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ: جو مجھے عُلَی کہے گا میں اس کے گھر میں نہیں داخل ہوں گا۔ (یا اسے معاف نہیں کروں گا)

اسلام میں سب سے پہلا لقب "صدیق" ہے جو حضرت ابوبکر کو دیا گیا۔

اخبرنا احمد بن محمد بن عمرو الاحمسی بالکوفۃ قال حدثنا الحسین بن حمید بن الربیع قال حدثنا ابراهیم بن المنذر الحزامی قال حدثنا ابوبکر بن ابی اُویس قال حدثنی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن هشام بن عروۃ عن ابیه قال:....

اس اسناد میں عروہ کا بیان ہے: مجھے یاد ہے کہ میرے والد زبیر بن عوام رجز ہیں۔ یہ مصرعے پڑھا کرتے تھے: مبارک من ولد الصدیق - ابیض من آل ابی عتیق

الذّه کما الذّریقی

---

[1] بطین کے معنی ہیں بڑے پیٹ والا۔

یعنی مبارک ہیں جو صدیق (ابوبکر) کی اولاد سے ہیں۔ تمام خاندانِ ابوعتیق (ابوقحافہ) میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔ میں اپنے لعاب دہن کی طرح ان سے لذت لیتا ہوں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس لقب کے بارے میں اہل تاریخ وحدیث مختلف الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؓ کے حسنِ صورت کی وجہ سے یہ لقب ملا۔ بعض کا قول ہے کہ آپؓ اللہ کے عتیق ہیں۔ اس کی تمام تفصیلات میں طوالت ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

حضرت علیؓ کو ابوتراب کا لقب دیا گیا۔ ص۲۱۱

اخبرنا ابوبکر محمد بن المؤمّل بن الحسن بن عیسیٰ قال حدثنا الفضل بن محمد الشعرانی قال ثنا ابراهیم بن حمزة قال ثنا عبد العزیز بن حازم عن ابی حازم عن سهل بن سعد قال:۔

اس سند میں سہل کا بیان ہے کہ آل مروان کا ایک شخص مدینے کا عامل بنایا گیا۔ اس نے سہل بن سعد کو بلا کر کہا کہ علیؓ پر سبّ وشتم کرو۔ سہل نے انکار کیا۔ اس نے کہا۔ اگر تمہیں اس سے انکار ہے تو (نام نہ لو، صرف) اتنا ہی کہہ دو کہ ابوتراب پر خدا کی لعنت ہو۔ سہل نے کہا۔ علیؓ کو "ابوتراب" سے زیادہ کوئی نام (لقب) پیارا نہ تھا۔ جب کوئی آپؓ کو اس نام سے بلاتا تو آپؓ خوش ہوتے تھے۔ اس عامل نے کہا: مجھے یہ واقعہ بتاؤ کہ یہ کنیت (ابوتراب) کیوں رکھی گئی؟ سہل نے کہا: حضورؐ ایک بار جناب فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو وہاں علیؓ کو نہ پایا۔ حضورؐ نے فاطمہؓ سے پوچھا: تمہارا عمزاد[1] بھائی کہاں ہے؟ بولیں: میرے اور ان کے درمیان کچھ رنجش سی ہوگئی اس لیے غصے میں وہ باہر نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ نہ کیا۔ حضورؐ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ دیکھ کر واپس آیا اور بتایا کہ: وہ تو مسجد میں آرام کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ انکے پاس آئے۔ علیؓ لیٹے ہوئے تھے اور چادر پہلو سے کھسک کر گر گئی تھی۔ اس لیے علیؓ کے جسم (یا چادر) میں مٹی لگ گئی تھی۔ حضورؐ نے اس مٹی کو جھاڑتے ہوئے فرمایا: اٹھو اے ابوتراب!

---

[1] الفاظ ہیں: این ابن عمک۔ لیکن ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے عمزاد بھائی ہرگز نہ تھے۔

اٹھو اے ابو تراب!

حاکم کہتے ہیں کہ: صحابہ میں بہت سے لوگ ہیں جو اپنے القاب سے پہچانے جاتے ہیں ان کی تفصیل باعث طوالت ہوگی۔ مثلاً ذوالیدین، ذوالشمالین۔ ذوالعزت اور ذوالاصابع وغیرہ۔ یہ سب القاب ہیں اوران صاحب القاب صحابہ کے نام اہل علم جانتے ہیں صحابہ کے بعد تابعین اور اتباع تابعین میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جن کی پہچان بذریعۂ القاب ہی ہوتی ہے۔

میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب سے، انھوں نے عباس بن محمد دوری سے اور یحییٰ بن معین سے سنا کہ: یزید بن مطرف کی ڈاڑھی بہت لمبی چوڑی تھی۔ایک دن اس کے اندر سے بچھو نکلا۔بس ان کا لقب رِشک[1] پڑ گیا۔

ص۲۱۲ میں نے بکر بن محمد صیرفی سے اور انھوں نے جعفر بن محمد بن کرّال سے سنا کہ: یحییٰ بن معین اپنے رفقاء کو لقب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے محمد بن ابراہیم کو مربّع (چوکھٹا) عبید بن حاتم کو عجل (بچھڑا) صالح بن محمد کو جزرہ (قربانی کا جانور) حسین بن ابراہیم کو شمخصہ (؟) محمد بن صالح کو کیلجہ (؟) علی بن عبدالصمد کو علان ماغمہ (اپنی مصیبت کا اچھی طرح ڈھنڈورا پیٹنے والا) کے القاب دیئے۔ یہ سب کے سب ان کے کبار رفقاء اور حفاظ حدیث میں ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا ابوقلابۃ الرقاشی قال حدثنا عبید اللہ بن عائشۃ القرشی قال حدثنا بکر بن کلثوم السلمی قال ابوقلابۃ......

اس اسناد میں ابو قلابہ — جو بکر بن کلثوم سلمی کے نانا ہیں — کہتے ہیں کہ: بصرے میں ہمارے پاس ابن جریج آئے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ابن جریج نے حسن بصری کے واسطے سے ایک حدیث بیان کی۔لوگوں نے اس کی صحت سے انکار کیا۔ابن جریج نے

---

[1] رِشک کے معنی ہیں گھنی ڈاڑھی والا اور اس کے معنی بچھو کے بھی ہیں۔

کہا کہ: یہ انکار کیوں کر رہے ہو؟ میں عطار کے ساتھ بیس سال رہا ہوں۔ میرے ساتھ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی ایک شخص نے عطار کی کوئی ایسی بات بیان کی جو میں نے ان سے کبھی نہیں سنی۔ ابن عائشہ کہتے ہیں کہ: اس دن سے ابن جریج کا لقب غُندر ہو گیا۔ کیونکہ اس دن انھوں نے بہت شور مچایا تھا۔ حاضرین میں کسی نے کہا: چپ رہو اے غُندر۔ اہل حجاز شور مچانے والے کو غُندر کہتے ہیں۔

میں نے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری کو، انھوں نے حسین بن فہم کو یہ کہتے سنا کہ عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی سے پوچھا گیا کہ: آپ کو "مشک دانہ" لقب کیوں دیا گیا؟ جواب دیا کہ: بخدا مجھے یہ لقب فضل بن دُکین کندی نے دیا ہے۔ ہوا یوں کہ ایک دن میں حمام میں گیا۔ باہر آ کر بخور کی دھونی لی اور کندی کے پاس گیا۔ وہ بولے: اے ابوعبدالرحمان! خدا نظر بد سے بچائے، تم تو "مشک دانہ" ہو۔ یہ بات انھوں نے کئی بار کہی۔ پس لوگوں نے مجھے یہی لقب دے دیا۔

میں نے ابومحمد احمد بن عبداللہ مُزنی کو اور انھوں نے ابوجعفر حضرمی کو یہ کہتے سنا کہ، میں بچوں کے ساتھ کیچڑ سے کھیل رہا تھا۔ میں بھی بچہ تھا اور کیچڑ سے لت پت ہو رہا تھا اور میں نے کبھی حدیث نہیں سنی تھی۔ اتنے میں ابونُعیم فضل بن دُکین میرے پاس سے گزرے۔ میرے والد سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ انھوں نے مجھے دیکھ کر کہا: اے کیچڑ سے کھیلنے والے! اب وقت آگیا ہے کہ تم سماع حدیث کی مجلس میں آیا کرو۔ اس واقعے کے کچھ دنوں بعد جب مجھے اُن کے پاس لے جایا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی رحلت ہو چکی ہے۔

میں نے ابوبکر محمد بن محمد مذکّر کو، انھوں نے ابومحمد بلاذری کو اور انھوں نے محمد بن جریر کو یہ کہتے سنا کہ: محمد بن سلیمان مصیصی کو لُوَین کا لقب دیا گیا تھا، کیونکہ وہ بغداد میں گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے اور گاہک سے کہتے تھے کہ: اس گھوڑے میں لُوَین (دو رنگ) ہیں۔ اس گھوڑے کا قد بہت مناسب ہے۔ لہٰذا ان کا لقب لُوَین پڑ گیا۔

میں نے ابونصر احمد بن سہل فقیہہ سے بخارا میں اور انھوں نے ابوعلی صالح بن محمد بغدادی کی زبان سے سنا کہ کسی نے ابوعلی سے سوال کیا کہ: آپ کا لقب جزرہ کیوں پڑ گیا۔ جواب میں انھوں نے بتایا کہ عمرو بن زرارہ محدث بغداد پہنچے تو ایک انبوہ عظیم ان کے گرد جمع ہو گیا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد ان سے سوال کیا گیا۔ یہ حدیثیں آپ نے کہاں سے سنی ہیں؟ جواب دیا: کہ یہ جزرہ کی روایات ہیں۔ بس یہ لفظ (جزرہ) مجھ سے چپک گیا۔

میں نے خلف بن محمد کرابیسی سے بخارا میں اور انھوں نے ابوہارون سہل بن شاذویہ سے سنا کہ عیسیٰ بن موسیٰ تیمی کا لقب غُنجار اس لیے پڑ گیا کہ ان کے گال سرخ تھے۔

میں نے حسین بن محمد ماسرجسی کو اور انھوں نے محمد بن ابراہیم نومروزامغانی کو یہ بیان کرتے سنا کہ: ہم لوگ ابراہیم بن حسین بن دیزیل ہمدانی کی مجلس میں بیٹھے تھے، جن کا لقب سیفنّہ تھا۔ ایک اجنبی آیا اور ان سے احادیث دریافت کرنے لگا لیکن ابراہیم خاموش رہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے حدیثیں سنائیں ورنہ میں آپ کی ہجو کروں گا۔ ابراہیم نے پوچھا: تم میری کیا ہجو کروگے؟ اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

قائلٌ مالک فی ترشّہ نقلت ذامن فعل سیفنّہ

کہنے والے نے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو گویا خاموش ہے۔ میں نے کہا: یہ سیفنّہ جیسا کام ہے۔

ابراہیم یہ سن کر مسکرا دیئے اور مطلوبہ حدیثیں سنا دیں۔ ابن نومرو کہتے ہیں کہ: ابراہیم بن حسین کا لقب سیفنّہ اس لیے پڑا کہ وہ حدیثیں بہت لکھا کرتے تھے۔ سیفنّہ دراصل ایک طائر ہے جو مصر میں ہوتا ہے۔ جس درخت پر یہ بیٹھتا ہے اس کے پتّوں کو چٹ کر جاتا ہے اور اس کا کوئی پتّا باقی نہیں رہنے دیتا، ابراہیم کا بھی یہی حال تھا کہ جب کسی محدث سے ملتے تو اس وقت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑتے جب تک اس کی تمام حدیثیں نہ لکھ لیتے۔

صلا۲۱ میں نے ابوالحسن احمد بن جعفر علوی سے کوفے میں اور انھوں نے اپنے والد سے اپنے

بزرگانِ خاندان کا ذکر کرتے ہوئے سنا کہ: ابوجعفر منصور خلیفہ ہونے سے پہلے حصول علم کے لیے سفر کیا کرتے تھے۔ وہ ایک عمارت میں داخل ہونے لگے تو وہاں کے چوکیدار نے انھیں پکڑ لیا۔ پھر دونوں میں یوں گفتگو ہوئی:

اندر جانے سے پہلے دو درہم یہاں رکھ دو

مجھے چھوڑ دو۔ میں بنی ہاشم کا ایک فرد ہوں۔

دو درہم رکھ دو

مجھے چھوڑ دو۔ میں رسولؐ اللہ کے چچا (عباس) کی اولاد ہوں

دو درہم رکھ دو

میرا راستہ مت روکو۔ میں قرآن کا طالب علم ہوں

دو درہم رکھ دو

مجھے جانے دو۔ میں فقہ اور فرائض کا عالم ہوں۔

دو درہم رکھ دو۔

آخر جب اس نے منصور کو عاجز کر دیا تو انھوں نے دو درہم رکھ دیئے اور اس وقت سے منصور نے پوری کنجوسی کے ساتھ مال جمع کرنے کی ٹھان لی۔ ایک عرصے تک اپنی اس روش پر قائم رہے، یہاں تک کہ وہ خلیفہ ہو گئے اور یہ عادتِ بخل باقی رہی اس لیے لوگ انھیں کنجوس کہنے لگے اور لقب ابوالدوانیق[1] (درہموں والا) ہو گیا۔

میں نے ابوالحسن احمد بن خضر کو اور انھوں نے حافظ جعفر بن احمد کو یہ کہتے سنا کہ: ہم لوگ محمد بن رافع کے گھر پر درخت کی چھاؤں میں بیٹھے تھے اور محمد بن رافع درخت سے ٹیک لگائے بیٹھے درس دے رہے تھے۔ ان کی عادت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آواز بلند کی یا مسکرایا اور وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ انھیں واپس لاسکے۔ اتفاق سے ایک پرندے کی بیٹ گری جو میرے ہاتھ، قلم اور کتاب پر پڑی طاہر بن عبداللہ کے چند لڑکے بھی میرے ساتھ شریکِ درس تھے۔ طاہر مذکور کے کسی خادم

---

[1] دانق ۱/۶ درہم کو کہتے ہیں۔

کو ہنسی آگئی۔ محمد بن رافع نے اسے دیکھا اور کتاب رکھ دی۔ اس واقعہ کی خبر سلطان کو بھی مل گئی۔ میرے پاس وہ خادم طلوع فجر سے پہلے آگیا، اس کے ساتھ ایک مزدور بھی تھا جس کی پیٹھ پر کچھ بید کی چٹائی لدی ہوئی تھی۔ مجھ سے خادم کہنے لگا: بخدا میرے پاس اس وقت اس کے سوا اور کوئی شے نہیں۔ یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ پس آپ اتنا کیجئے کہ آپ سے میرے بارے میں پوچھا جائے تو یہ کہہ دیجئے کہ مجھے نہیں معلوم کون ہنسا تھا؟ میں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔ صبح کے وقت جب سلطان کے سامنے میری پیشی ہوئی تو میں نے اس خادم کو صاف بچالیا۔ پھر اس چٹائی کو تیس درہم میں فروخت کر دیا اور عراق کے سفر میں اسی رقم کو کام میں لایا اور اللہ نے مجھے اس میں برکت دی۔ اس واقعہ کی وجہ سے میرا لقب حصیری (چٹائی والا) پڑ گیا۔ ورنہ چٹائی کی تجارت نہ میں نے کی تھی نہ میرے باپ دادا نے کی۔

۲۱۵ مجھے ابو محمد بن جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم خواصؒ نے رُویم بن محمد بن رُویم بن یزید کا یہ بیان سنایا کہ: ہم لوگ داؤد بن علی اصبہانی کے پاس تھے کہ ان کا لڑکا محمد، جس کا وہ بڑا خیال رکھتے تھے۔ روتا ہوا آیا، انھوں نے اسے لپٹا کر پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا: لڑکے مجھے خاص لقب سے پکارتے ہیں۔ انھوں نے کہا: کس لقب سے؟ بتاؤ تو میں انھیں منع کر دوں۔ اس نے کہا: مجھے کچھ کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: بتاؤ تو سہی وہ کیا کہتے ہیں، تاکہ میں ان کو اس سے باز رکھوں۔ بولا: مجھے عُصفور الشوک (کانٹے کی چڑیا) کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ داؤد کو یہ سن کر ہنسی آگئی تو لڑکا بولا: آپ ہنس کر ان لڑکوں سے بھی زیادہ میری دل آزاری کر رہے ہیں۔ داؤد نے جواب دیا کہ: لا الٰہ الا اللہ یہ لقب تو آسمان سے نازل ہوا ہے اور اے بیٹے! اب تو تم عصفور الشوک ہی رہو گے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: متاخرین کے بعض القاب کا ذکر میں نے ان

روایات کی بناء پر کیا ہے، جو میرے شیوخ سے مجھے پہنچی ہیں۔ باقی القاب جن سے رواۃ پہچانے جاتے ہیں، بہت ہیں۔ ان سب کا ذکر یہاں ممکن نہیں۔ ہمارے ائمہ مؤرخین ان کا ذکر کر چکے ہیں جو یہاں بیان کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

علمِ حدیث کی چھیالیسویں قسم

اس قسم میں یہ معلومات ہیں کہ صحابہ، تابعین اور اتباعِ تابعین اور بعد کے علمائے اسلام نے کہاں اپنے اقران (ہم عصروں) سے روایت کی ہے۔ یہ قسم اس قسم سے الگ ہے جس میں بڑوں نے چھوٹوں سے روایت کی ہے اور جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ قرین وہمعصر سے مراد وہ لوگ ہیں جو تقریباً ہم عمر ہوں۔ ایسی اسناد کی تین صورتیں ہیں:۔

اول کو مدبج کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک قرین دوسرے قرین سے اور دوسرا پہلے سے روایت کرے۔ اس کی مثال صحابہ میں یہ ہے:

(الف) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری قال حدثنا ابو اسامة قال حدثنا عبید اللّٰہ

صـ۲۱۶ بن عمر عن محمد بن یحیٰی بن حبان عن عبد الرحمٰن الاعرج عن ابی هریرة عن عائشه قالت:....

اس سند میں حضرت عائشہؓ جناب ابو ہریرہؓ سے فرماتی ہیں کہ: ایک رات حضورؐ اپنے بستر سے غائب ہو گئے۔ میں اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھنے لگی تو میرا ہاتھ آپؐ کے تلودں پر پڑا جو اوپر اٹھے ہوئے تھے (یعنی حضورؐ سجدے کی حالت میں تھے۔) اور حضورؐ یہ کلمات فرما رہے تھے: اللھم انی اعوذ برحمتک ..... الخ یعنی اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رحمت کی پناہ میں، تیری گرفت سے تیرے عفو کی پناہ میں اور تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری ثنا پوری نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسا خود تو نے اپنی ثنا کی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضہ جناب ابوہریرہ رضہ سے حدیث دریافت کرکے روایت فرماتی ہیں جو مع اسناد یوں ہے:

(ب) اخبرنا ابوبکر بن ابی نصر الداربردی بمرو قال حدثنا عبداللہ بن روح المدائنی قال حدثنا عثمان بن عمر قال حدثنا ابوعامر الخزاز عن سیار ابی الحکم عن الشعبی عن علقمۃ ان عائشۃ قالت لابی ھریرۃ۔

اس سند میں حضرت عائشہ رضہ جناب ابوہریرہ رضہ سے پوچھ کر روایت کرتی ہیں کہ کیا تم نے حضور سے سن کر وہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک عورت پر بلی (کو بھوکا مارنے) کی وجہ سے عذاب ہوا؟ ابوہریرہ نے کہا: ہاں میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے۔ الخ

(الف) اخبرنا عمر بن جعفر البصری قال حدثنا عبدان الاھوازی قال حدثنا بشر بن آدم بن بنت ازھر قال حدثنی جدّی ازھر عن سلیمان التیمی عن خداش عن ابی الزبیر عن جابر عن ابن عباس الخ...

اس اسناد میں حضرت جابر جناب عبداللہ بن عباس سے حضور کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ: شجرۂ رضوان کے نیچے جس نے بھی بیعت کی ہے وہ جنت میں جائے گا بجز سرخ اونٹ والے شخص کے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: مندرجہ ذیل حدیث جابر سے عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں جو یہ ہے:

(ب) اخبرنا محمد بن اسحاق الضبعی قال ثنا الحسن بن علی بن زیاد قال حدثنا عبید بن یعیش قال حدثنا محمد بن فضیل عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال حدثنی جابر بن عبداللہ الخ...

اس اسناد میں ابن عباس جناب جابر بن عبداللہ سے حضور کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ: حضور نے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ الخ والی آیت پڑھ کر فرمایا: اے اللہ! تو نے دعا کا حکم دیا اور قبول کرنے

لہ ترجمۂ آیت: اے رسول! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں (باقی حاشیہ صفحہ ۳۳۴ پر دیکھیں)

کا ذمہ لیا۔ ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ حمد، نعمت اور بادشاہت تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس (مدبج) کی مثال تابعین میں یہ ہے: صلاا

(الف) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال ثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قال حدثنا شعیب بن ابی حمزۃ عن الزہری قال اخبرنی عمر بن عبد العزیز بن مروان ان ابراھیم بن عبد اللہ بن قارظ الزہری اخبرہ انہ....

اس اسناد میں زہری حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظ زہری نے انھیں بتایا کہ انھوں (ابراہیم) نے جناب ابوہریرہؓ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے دیکھا اور بتایا کہ میں پنیر کا سالن کھانے کی وجہ سے وضو کر رہا ہوں کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کر لیا کرو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: مندرجہ ذیل اسناد میں عمر بن عبد العزیز جناب زہری سے روایت کرتے ہیں جو یہ ہے:

(ب) اخبرنی محمد بن اسماعیل المقرئ قال اخبرنا محمد بن نوح الجُندِیسابوری قال ثنا محمد بن عبد اللہ بن عُبید بن عقیل بن صبیح الھلالی قال ثنا یعقوب محمد الزہری قال حدثنا عبد العزیز بن عمران عن عمر بن عبد العزیز عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال:...

اس اسناد میں عمر بن عبد العزیز عن الزہری عن سالم عن ابیہ روایت ہے کہ: حُدیبیہ کے موقعے پر حضورؐ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو ابو سنان بن محصن آئے

(بقیہ حاشیہ صـ۳۳۳) پوچھتے ہیں تو میں قریب ہی ہوتا ہوں۔ جب دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسی بات پر بیعت کرتا ہوں جو حضورؐ کے دل میں ہے۔ حضورؐ نے پوچھا: میرے دل میں کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہ میں حضورؐ کے سامنے تلوار چلاتا رہوں تاآنکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو غالب کر دے یا میں مارا جاؤں۔ اس کے بعد ابو سنان نے بیعت کی اور ان کے بعد سب نے بیعت کی۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس (مدبجؔ) کی مثال اتباع تابعین میں یہ ہے:

(الف) اخبرنا ابو الحسین محمد بن احمد الحنظلی ببغداد قال ثنا سلیمان بن محمد بن الفضل قال ثنا محمد بن عقبۃ بن علقمۃ قال حدثنی ابی قال حدثنی الاوزاعی عن مالک بن انس عن ابی نعیم وھب بن کیسان عن عمر بن ابی سلمۃ قال:...

اس سند کے درمیان امام اوزاعی مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں، جو ابو نعیم وھب بن کیسان عن عمر بن ابی سلمہ ہے کہ: حضورؐ نے مجھ (عمر بن ابی سلمہ) سے فرمایا کہ اے بیٹے! ادھر آؤ اللہ کا نام لو اور کھالو اور وہاں سے کھاؤ جو تمہارے سامنے ہو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: مندرجہ ذیل اسناد میں مالک بن انس امام اوزاعی سے روایت کرتے ہیں جو یوں ہے:

(ب) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال انا اخبرنا العباس بن محمد الدوری قال ثنا ابو الاحوص محمد بن حیان قال ثنا حماد بن خالد قال ثنا مالک بن انس قال حدثنی الاوزاعی عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ ان:... ص۲۱۵

اس اسناد میں جس کے درمیان انس بن مالک جناب اوزاعی سے روایت کر رہے ہیں، جناب عائشہؓ آنحضورؐ کا یہ ارشاد روایت کرتی ہیں کہ: اللہ تعالیٰ تمام باتوں میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ اتباع تابعین کے بعد والوں میں اس کی مثال یہ حدیث ہے:

(الف) حدثنا ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ من اصل کتابہ قال حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنی عبد الرزاق قال ثنا عمرو بن حوشب قال حدثنی اسماعیل بن امیۃ عن ابیہ عن جدہ قال :....

اس اسناد میں، جس میں احمد بن حنبل عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں، اسماعیل بن امیّہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ : ان کا ایک غلام تھا جس کا نام طہمان یا ذکوان تھا۔ دادا نے اس کا نصف حصہ آزاد کر دیا۔ وہ حضورؐ کے پاس آیا اور اس واقعے کی اطلاع دی۔ حضورؐ نے فرمایا : جتنا حصہ اس نے آزاد کیا ہے، اتنے حصے میں تم آزاد ہو اور جتنے حصّے کو اس نے آزاد نہیں کیا ہے۔ اتنے حصے میں تم قیدی رہو گے۔ اس کے بعد وہ مرتے دم تک اپنے آقا کی خدمت کرتا رہا۔

حاکم کہتے ہیں کہ : عبد الرزاق نے مندرجہ ذیل حدیث میں احمد بن حنبل سے روائت کی ہے جس کی اسناد یہ ہے :

(ب) حدثنی ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بن یحییٰ قال حدثنا محمد بن المسیب قال ثنا مھدی بن الحارث بن مرقاش قال حدثنا الحسن بن ابی الربیع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنی احمد بن حنبل عن الولید بن مسلم عن زید بن واقد قال سمعت نافعا مولی ابن عمر یقول :...

اس اسناد میں، جس کے درمیان عبد الرزاق، احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں، نافع بیان کرتے ہیں کہ : عبد اللہ بن عمر جب کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں مار کر رفع یدین کا حکم دیتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : پانچویں طبقے (اتباعِ اتباع تابعین والے طبقے) میں اس کی مثال یہ ہے :۔

(الف) حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب قال حدثنا یحییٰ

بن محمد بن یحییٰ قال حدثنا ابی قال ثنا سعید بن واصل قال ثنا شعبة عن عبد اللہ بن صُبیح عن محمد بن سیرین عن انس ان النبی :....

اس اسناد میں — جس میں یحییٰ بن محمد اپنے والد محمد سے روایت کرتے ہیں — حضرت انسؓ حضورؐ کا ارشاد بیان کرتے ہیں : یہ یعنی امّ سلیم کے شوہر ابو طلحہ میرے ماموں ہیں، پس جو چاہے سخاوت و شرافت میں اپنا ایسا ہی ماموں نکال کر دکھلائے۔

حاکم کہتے ہیں کہ : محمد بن یحییٰ نے کئی حدیثیں اپنے والد یحییٰ بن محمد سے روایت کی ہیں (اب اس کی مثال سنیئے جس میں یحییٰ بن محمد اپنے فرزند محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں) :-

(ب) حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب قال ثنا ابو عمرو المستملی قال حدثنا محمد بن یحییٰ قال حدثنی ابنی ابو زکریا قال ثنا عبد الرحمٰن بن المبارک العیشی قال حدثنا قریش بن حیان عن بکر بن وائل عن الزهری عن ابی عبد اللہ الاغرّ عن ابی هریرة قال :....

اس اسناد میں ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ : جب سعاة (پیام لانے والے یا عملۂ حکومت) تمہارے سامنے آئیں تو ان سے بے کار باتیں نہ کرو اور واپس چلے جائیں تو انھیں بُرا بھلا نہ کہو۔

حاکم کہتے ہیں کہ : چھٹے طبقے میں بھی اس کی مثال ملتی ہے۔ مثلاً :-

(الف) اخبرنا ابو بکر محمد بن داؤد بن سلیمان الزاهد قال حدثنا احمد بن محمد بن سعید الکوفی قال حدثنا یعقوب بن یوسف الضبّی قال ثنا ابو جنادة عن عبید اللہ بن الحسن عن ابن سیرین عن ابی هریرة قال :....

اس اسناد میں ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ : حضورؐ نے مغربین کی ایک نماز ادا فرمائی۔ اس

کے بعد پوری حدیث بیان کی۔
حاکم کہتے ہیں کہ: مندرجہ ذیل اسناد میں ابو العباس بن عقدہ نے ہمارے شیخ ابو بکر محمد بن داؤد سے روایت کی ہے۔

(ب) حدثنی ابو ذر بن المنذر المغید بالکوفۃ قال حدثنا ابو العباس بن سعید قال حدثنا ابو بکر محمد بن داؤد النیسابوری قال حدثنا یحیٰی بن احمد بن زیاد قال حدثنا خالد بن الھیاج عن ابیہ عن مسعر عن وبرۃ عن ابن عمرؓ....

اس اسناد میں ابن عمر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے گھر کے اندر نماز ادا فرمائی۔
حاکم کہتے ہیں: یہ پہلی قسم کا ذکر تھا جس میں ایک معاصر دوسرے سے اور دوسرا پہلے سے روایت کرتا ہے۔ ہمارے مشائخ اسے مدبّج کہتے ہیں۔ اب دوسری قسم کا ذکر سنئے جو مدبّج نہیں۔ (یعنی ایک راوی اپنے قرین سے تو روایت کرتا ہے لیکن اس قرین کی کوئی روایت اس راوی سے نہیں ملتی) اس کی مثال یہ حدیث ہے:

ا۔ حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن الصفار قال حدثنا ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن النعمان بن عبد السلام الاصبہانی قال حدثنا عُبید بن ابی عبیدۃ قال حدثنا المعتمر بن سلیمان عن ابیہ عن مسعر ابی بکر بن حفص عن عبد اللہ بن الحسن عن عبد اللہ بن جعفر قال:...

اس سند میں عبد اللہ بن جعفر اپنے چچا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: حضورؐ نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں: لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم، سبحان اللہ رب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین، اللھم اغفر لی، اللھم ارحمنی، اللھم تجاوز عنی اللھم اعف عنی فانک عفوٌ غفور۔

۱۲۰ حاکم کہتے ہیں کہ: مسعر اور سلیمان تیمی دونوں قرین ہیں لیکن مسعر کی کوئی روایت سلیمان سے مجھے نہیں معلوم۔

۲ ۔ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان قال حدثنا حسین بن علی الجعفی عن زائدۃ عن زھیر عن ابی اسحاق عن عمرو بن میمون عن عبداللہ انّ:...

اس اسناد میں عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ: حضورؐ جب دعا فرماتے تو تین بار دعا کو دہراتے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: زائدہ بن قدامہ اور زہیر بن معاویہ دو قرین ہیں مگر زہیر کی کوئی روایت زائدہ سے مجھے یاد نہیں۔

۳ ۔ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب قال حدثنا الربیع بن سلیمان قال حدثنا شعیب بن اللیث بن سعد قال حدثنا ابی قال حدثنی ابن الھاد عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:...

اس اسناد میں حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: امتوں میں کچھ محدَّث ہوا کرتے تھے۔ میری اُمّت میں اگر کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد اگرچہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم کی بہ نسبت زیادہ سند رکھتے ہیں اور ان پر مقدّم ہیں۔ تاہم اکثر اسانید میں یہ دونوں قرین ہیں۔ لیکن ابراہیم بن سعد کی کوئی روایت ان (یزید بن عبداللہ) سے مجھے یاد نہیں۔

۴ ۔ اخبرنا احمد بن علی بن الحسن المقرئ قال ثنا سعید بن عیسی الفارسی بشیراز وکان من المعمّرین قال حدثنا المعتمر بن سلیمان عن ابیہ عن رقبۃ بن مصقلۃ عن ابی اسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال.....

اس اسناد میں عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ، حضورؐ نے اس لڑکے کا، جسے حضرت خضرؑ نے قتل کر دیا تھا۔ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ، وہ فطرتاً کافر تھا۔
حاکم کہتے ہیں کہ، سلیمان بن طرخان اور رقبہ بن مصقلہ دونوں قرین ہیں لیکن رقبہ کی کوئی روایت سلیمان سے مجھے یاد نہیں ــ میں (حاکم) نے یہ چند احادیث بطور مثال پیش کی ہیں جن سے اقران کی روایات کا علم ہو جائے اور یہ اس نوع روایت سے الگ چیز ہے جس میں زیادہ سن رسیدہ کم عمروں سے روایت کرتے ہیں۔

علمِ حدیث کی سینتالیسویں قسم

اس حصے میں راویوں کے ان قبائل، وطن، نام، کنیت اور پیشوں کا ذکر ہے جو اکثابت میں ملتے جلتے ہیں۔ بعض لوگوں سے ایک امام روایت کرتا ہے۔ اور اس کی مختلف کنیتوں اور ناموں کی وجہ سے اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ ان کا تعلق ایک ہی شخص سے ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کے اور ان کے باپوں کے نام ایک ہی ہیں اور تحقیق کے بغیر ان میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی سات قسمیں ہیں جن کا علم صرف فنِ حدیث کے متبحر ہی کو ہوتا ہے اس لیے کہ لفظ حرفوں میں یکساں لیکن معنی میں مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا جو اس علم کو براہِ راست قابلِ اعتماد حفاظ حدیث کی زبان سے سن کر اخذ نہ کرے وہ تصحیف سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ میں ان شاء اللہ اسے پوری طرح بیان کروں گا، لیکن اختصار کے پیشِ نظر اسانید و احادیث کا ذکر نہ کروں گا۔

۱۔ اس کی پہلی قسم قبائل کے ملتے جلتے ناموں سے ہے مثلاً قیسی، عَیشی، عَنسی اور عَبَسی۔ قیسی بنی تمیم کے بطن سے اور قیس بن عاصم منقری کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عرب کے ہر قبیلے میں کوئی نہ کوئی مشہور زعیم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا قیس نام ہے اور اس کے بعد کے لوگ اسی نسبت سے قیسی کہے جانے لگے۔ عَیشی اہل بصرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عبدالرحمان بن مبارک وغیرہ انہی میں سے ہیں۔ عَنَسی کا تعلق اہل شام سے ہے جن میں عمیر بن ہانی اور بلال بن سعد زاہد وغیرہ ہیں۔ یہ دونوں شام کے تابعین میں ہیں۔ عَبَسی جن میں عبید اللہ بن موسیٰ وغیرہ ہیں، کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ عَوَفی، عَوَقی اور عَرَنی۔ ان میں عَوَفی اولاد ہیں عطیہ بن سعد عوفی کی۔ ان میں کی ایک

جماعت کوفے اور بغداد میں حدیث بیان کرتی رہی — عَوَقی جن میں محمد بن سنان عَوَقی
ہیں۔ اہل بصرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عَرَفی اہل عرفات کو کہتے ہیں جن میں زُلفل بن عبداللہ
عَرَفی ہیں اور ان سے ایک لمبی روایت بھی مروی ہے۔

۳۔ زُبیدی، زَبِیدی، زیدی، رَبَذی، زُنبری، زُبیری — رجاء بن ربیعہ اور ان کے فرزند
اسماعیل بن رجاء، زُبیدی ہیں۔ دونوں کوفی تابعی ہیں۔ ابوحُمہ محمد بن یوسف وغیرہ زَبیدی ہیں ص ۲۲۳
اور یمن سے تعلق رکھتے ہیں۔ زَیدی کا انتساب مذہباً اور نسباً امام شہید ابو الحسین زید
بن علی بن حسین کی طرف ہے۔ رَبَذی نسبت ہے۔ رَبذہ کی طرف مثلاً موسیٰ بن عُبَیدہ
رَبَذی وغیرہ۔ زنبری کا تعلق مدینے سے ہے۔ انہی میں داؤد بن زنبر قرشی ہیں اور ان کے
فرزند سعید بن داؤد بھی۔ اوّل الذکر پہلے شخص ہیں جنھوں نے مالک بن انس سے فقہ
حاصل کی اور ثانی الذکر تو مشہور صاحب احادیث کثیرہ ہیں اور بے شمار لوگوں سے روایت
کرتے ہیں۔ زُبیری کا انتساب زُبیر بن عوّام کے خاندان سے ہے جن میں بکثرت راویان
حدیث موجود ہیں۔

۴۔ حُمَرانی، حبرانی — عبداللہ بن راشد حبرانی بہت بڑے تابعی ہیں اور ان کا شمار
شامیوں میں ہے۔ حمرانی کا انتساب حمران بن أعین کی طرف ہے۔ انہی میں ابراہیم بن
معدان نیساپوری ہیں جو عبداللہ بن مبارک کے شاگرد ہیں۔

۵۔ بَجَلی (بفتحتین)، نَخَلی، بَجْلی (بسکون الجیم) — بَجَلی بکثرت ہیں جن کا تعلق بَجیلہ سے
ہے۔ ان میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی۔ نَخَلی سے مراد عمران النخلی کی اولاد ہے جن میں ابو عبداللہ
محمد بن عمران نخلی ہیں۔ یہ کبار محدثین میں ہیں۔ ان سے ابوبکر بن ابی الاسود وغیرہ نے روایت
کی ہے۔ بَجْلی کا تعلق بنی سُلیم سے ہے جن میں عیسیٰ بن عبدالرحمان سُلمی بَجلی ہیں۔

۶۔ عائشی۔ فائشی — عائشی میں عبیداللہ بن محمد عائشی تیمی وغیرہ ہیں اور فائشی
میں مضاء فائشی ہیں۔ فائش کا تعلق ہمدان سے ہے۔ یہ مضاء فائشی صحابہ میں عائشہ بنت
صدیق سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

۷۔ بصری، نَصری، نضری، بصری تو بہت ہیں جن میں عبدۃ بن حزن صحابی ہیں نصریا

میں مالک بن اوس بن حدثان نصری ہیں جن کا شمار کبار تابعین میں ہے۔ یہ اپنے والد اوس بن حدثان سے اور وہ آنحضورؐ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوسعد بن وہب نصری صحابی ہیں۔ واقدی نے بکر بن عبداللہ نصری سے اور انھوں نے حسین بن عبداللہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔ نصری مرو کا ایک بڑا خانوادہ ہے جن میں محدثین، فقہاء اور قضاۃ گزرے ہیں۔

حدیث ۲۲۳ ۸۔ شَنّی، سِنّی، سُنّی۔ ابان بن ابی عیاش شَنّی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے والد فیروز مولا تھے شن کے۔ عقبہ بن خالد بھی شنّی ہیں جو ثقہ ہیں اور ان کا شمار بصریوں میں ہے۔ یہ حسن اور محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ ہشام بن عبید اللہ سِنّی ہیں۔ سن ایک بڑا گاؤں ہے رے میں۔ سُنّی اہل خراسان کی ایک جماعت ہے جو سنت سے یاد کی جاتی ہے۔

۹۔ نَدَبی۔ بَدّی۔ بشر بن حرب نَدَبی ہیں جن کا شمار بصریوں میں ہے۔ یہ تابعی ہیں جو عبداللہ عمر اور ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ حبیب بن یسار بُدّی ہیں جو بنی بداء کے مولا ہیں جو زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ زکریا بن یحییٰ بن خالد بھی بدّی اور کوفی ہیں۔ ان سے بہت کم روایت ہے۔ یہ ابراہیم نخعی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ اَزْدی۔ اُردنی۔ ازدیوں میں حماد بن زید اور جریر بن حازم وغیرہ ہیں اور اُردنیوں میں بکثرت رواۃ ہیں اور یہ شامی ہیں۔

۱۱۔ سامی۔ شامی۔ سامی کا انتساب سامہ بن لُوی کی طرف ہے۔ ان میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی۔ رہے شامی تو یہ بکثرت ہیں۔

متشابہات کی دوسری قسم

اس حصے میں ان ملکی و وطنی انتسابات کا ذکر ہے جو حرفوں کے لحاظ سے آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً: ۱۔ بُخاری۔ نَجّاری۔ نُخاری۔ بخاریوں میں اتباع تابعین ہیں مثلاً

خُلید بن حسان جو حسن اور ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں، یا اسحاق بن وہب جو نافع و عبداللہ بن دینار جیسے تابعین سے روایت کرتے ہیں یا امام حدیث محمد بن اسماعیل جُعفی بخاری وغیرہ اور نجاری انصار کا ایک بڑا گھرانہ ہے۔ ان میں انس بن مالک ہیں۔ جو حضورؐ کے خادم تھے۔ نیز ان کے موالی میں حسن اور محمد بن سیرین وغیرہ ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: انصار کے بہترین گھرانوں میں بنی نجار کا محلہ ہے۔۔۔ نجاریوں میں ابوعیسیٰ محمد بن علی بن حسین نجاری ہیں جو بغداد کے محدث ہیں۔ صـ ۲۲۴

۲۔ بَلخی۔ ثَلجی۔ بلخیوں میں بہت لوگ ہیں اور ان میں ایک گروہ اتباع تابعین کا بھی ہے مثلاً سعدان بن سعید، شقیق بن ابراہیم زاہد جو زہد میں ضرب المثل تھے۔ حسن بن شجاع جن کے بارے میں احمد بن حنبل کا قول ہے کہ: خراسان سے میرے پاس کوئی شخص ایسا نہیں آیا جو حسن بن شجاع سے زیادہ صاحبِ حفظ ہو۔ ان سے بخاری نے بھی صحیح میں روایت کی ہے۔۔۔ رہے ابوعبداللہ محمد بن شجاع تو یہ ثلجی ہیں۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور ان کی تصنیفات بھی بہت ہیں۔۔۔ میں (حاکم) نے سلطان کے خزانچی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن موسیٰ قُمّی کے پاس کتاب المناسك دیکھی ہے جو کچھ اوپر ساٹھ بڑے اجزاء پر مشتمل ہے اور جسے خزانچی موصوف نے اپنے والد سے اور انھوں نے محمد بن شجاع سے روایت کیا ہے۔

۳۔ اُنبادی۔ انباری۔۔۔ عامر بن ابراہیم انبادی (دال سے) ہیں جو فرج بن فضالہ سے روایت کرتے ہیں اور دوسرے سلیم بن وہب انباری ہیں جن سے محمد بن حسن روایت کرتے ہیں اور انباریوں (رے سے) میں بہلول بن حسان انباری۔ ان کے فرزند اسحاق بن بہلول اور ان کی اولاد کے محدثین داخل ہیں۔ ان میں وضاح بن حسان انباری بھی ہیں جو ثوری اور شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔

۴۔ اَیلی۔ اُبُلی۔۔۔ یونس بن یزید اَیلی (یائے تحتانیہ مثناۃ سے) زہری سے اور طلحہ بن عبدالملک ایلی قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں۔ طلحہ موصوف سے بہت سے ائمۂ دین نے روایت کی ہے اور محمد بن ابی سفیان بن ابی الزرد اُبُلی (بائے موحدہ سے)

ہیں جن کے پاس بصریوں کی روائیتیں ہیں۔ہمارے پاس جو روائیتیں ہیں ان میں علی بن احمد بن لبسطام ابلی اور ابو لیعلی محمد بن زہیر اُبلی وغیرہ ہیں۔

۵۔ صَنعانی صَغَانی: صنعانیوں میں بکثرت لوگ ہیں جن میں تابعین اور تبع تابعین ہیں اور صغانیوں میں ابو سَعدؔ محمد بن ابی مُیّسر صغانی ہیں جو اتباعِ تابعین میں ہیں اور ان سے احمد بن حنبل نے روایت کی ہے۔

متشابہات کی تیسری قسم

ص۲۲۵

اس حصے میں ملتے جلتے ناموں کا ذکر ہے مثلاً:

۱۔ بُریر۔ بَربَر۔ بُرثُن۔ بَریر۔ بَریرہ۔ بَرہَی۔ ثُویر۔ ابو معشر اور واقدی کا قول ہے کہ: حضرت ابوذر غفاری کا نام بُریرہ بن جُنادہ ہے۔ بعض لوگ ان کا نام جُندب بتاتے ہیں۔ اور بُریر بن اَصرم باہلی عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ بَربَر مغنّی اہل عراق کے ایک شیخ ہیں جو مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں اور بُرثن عبدالرحمان مولا ہیں اُمّ بُرثن کے۔ یہ (برثن) عبدالرحمان بن آدم ہیں جو پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ ان سے قتادہ بن سلیمان تیمی روایت کرتے ہیں ـــــ بَریر دراصل پیلو کے پھل کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ طلحہ نصری کی حدیث میں ہے۔ طلحہ نصری کہتے ہیں کہ: میں اصحاب صُفّہ میں جاکر اُترا تو حضورؐ نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: مجھ پر اور میرے رفیق پر کچھ اوپر دس دن ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور اس کے لیے کھانے کو بجز بریر کے اور کچھ نہ تھا۔ (مندرجہ ذیل روایت میں بریر کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔):

حدثنا علی بن عیسی قال ثنا ابراهیم بن علی قال حدثنا یحیی بن یحیی قال ثنا هشیم عن داؤد بن ابی هند عن ابی حرب بن ابی الاسود عن طلحة النصری قال داؤد۔

اس اسناد میں داؤد کہتے ہیں کہ: میں نے ابوحرب سے پوچھا کہ بُریر کیا چیز ہے؟ انھوں نے بتایا کہ پیلو کے پھل ـــــ بریرہ حضرت عائشہؓ کی ایک کنیز تھیں جنھوں نے حضورؐ سے روایت کی ہے اور بریرہ سے عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں اور بَربَری

شیخ ہیں شعبہ بن حجاج کے اور ثُوَیر ابن ابی فاختہ ہیں۔
۲۔ بجید۔ ابو بجید۔ بُجید۔ بَجُید۔ اُمّ بجید اور ابو بجید (بُجید) کا نام مندرجہ ذیل حدیث کی سند میں ہے :۔)

حدثنا یحیٰی بن محمد العنبری قال حدثنا محمد بن ابراھیم العبدی قال حدثنا اُمیۃ بن بِسطام قال ثنا یزید بن زریع قال حدثنا روح بن القاسم عن زید بن اسلم عن عبد اللّٰہ بن بجید عن جدّتہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال :...

اس اسناد میں عبد اللہ بن بُجید اپنی دادی سے حضورؐ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ :سائل کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ خواہ ایک جلا ہوا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔
ابو بَجید نافع بن اسود تمیمی ہیں جو عمر سے روایت کرتے ہیں۔ بُجَید، ایوب کے والد ہیں۔ یہ ایوب بن بُجید معافری ہیں جو سعید بن ابی سعید حجری سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو شریح معافری روایت کرتے ہیں۔ نُجید، عمران بن حصین کے فرزند ہیں۔ ان کے پوتے یعنی یعقوب بن محمد بن نُجید بن عمران بن حصین عن ابیہ عن جدّہ سے ابو داؤد طیالسی نے حدیث روایت کی ہے۔ ایک نُجَید فرزند احمد بن یوسف سُلمی بھی ہیں جو ہمارے شیخ ابو عمرو (بن نُجید) کے والد ہیں۔ ابو نجید حضورؐ کے صحابی عمران بن حصین خزاعی کی کنیت ہے۔ اُمّ بُجید مندرجہ ذیل حدیث کی سند میں مذکور ہیں :۔ صد ۲۳۶

حدثنا علی بن عیسیٰ قال حدثنا محمد بن عبد الرحمان السامی والحسین بن ادریس قالا حدثنا خالد بن الھیاج بن بِسطام قال حدثنی ابی قال ثنا روح بن القاسم عن زید بن اسلم عن عبد اللّٰہ بن بُجید عن جدتہ ام بُجید ان :.....

اس اسناد میں عبد اللہ بن بُجید اپنی دادی اُم بُجید سے حضورؐ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ :سائل کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ خواہ ایک جلا ہوا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔
۳۔ شَرِیح۔ سُرَیج :۔ شُرَیح۔ قاضی شُرَیح (حائے حطی سے) بن حارث کندی ہیں جن

کی کنیت ابو اُمیّہ ہے۔ انھیں علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن مسعود سے سماع حاصل ہے۔ ان کی وفات ۷۸ھ میں بعمر ایک سو ستائیس سال ہوئی۔ سُریج (جیم سے) بن نعمان جوہری ہیں۔ ان کو زہیر بن معاویہ اور فُلیح بن سلیمان سے سماع حاصل ہے اور ان سے احمد بن حنبل نے روایت کی ہے۔ شریج (ش اور جیم سے) بن حیان ہیں جن سے کعب بن سعید زاہد بخاری نے روایت کی ہے۔

۴۔ سماک۔ شباک: سماک (س مہملہ سے) حرب کوفی کے فرزند اور تابعی ہیں۔ ان سے ثوری اور شعبہ نے روایت کی ہے۔ شباک ضبّی ہیں جو ابراہیم نخعی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

۵۔ سُلیم۔ سَلیم۔ سَلَم۔ سُلَمی: سُلیم بن اسود ابو الشعثاء محاربی ایک بڑے تابعی ہیں۔ سَلیم بن حیان بصری ہیں جن کو سعید بن میناء اور دوسرے تابعین سے سماع حاصل ہے۔ سَلَم فرزند ہیں ابو ذیال کے۔ ان کو عبد اللہ بن دینار وغیرہ سے سماع حاصل ہے اور سُلَمی ابو بکر ہذلی ہیں جنھوں نے زہری کو سنا ہے۔

۶۔ سوّار۔ سرّار: سوّار بڑے قاضی اور عبد اللہ کے فرزند ہیں۔ یہ چھوٹے قاضی سوّار بن عبد اللہ بن سوّار کے دادا ہیں۔ انھیں بکر بن عبد اللہ مزنی سے سماع حاصل ہے اور سرّار فرزند ہیں ابو عبیدہ مجشّر بصری کے۔ ان کو ایوب سختیانی سے سماع حاصل ہے۔

۷۔ عَقیل۔ عُقیل: عَقیل تو ابو طالب کے فرزند ہیں اور عُقیل فرزند ہیں، خالد ایلی کے۔

۸۔ اَسید۔ اُسید۔ اُسیّد: اَسید فرزند ہیں صفوان کے۔ یہ علی بن طالب سے روایت کرتے ہیں۔ عبد الملک بن عمیر کا کہنا ہے کہ: اَسید بن صفوان نے آنحضورؐ کا
زمانہ پایا ہے اور بہت سے لوگوں نے یہ نام (اَسید) اختیار کیا ہے۔ اُسید فرزند ہیں صـ ۲۲۷
حضیر کے۔ یہ صحابی بھی ہیں۔ اس نام کے دوسرے لوگ محدّث ہیں۔ اُسیّد فرزند ہیں، عمرو بن تیروی اُسیّدی کے۔

۹ - انس - انّش :- انس نامی تو بہت ہیں - محمد اور علی دونوں حسن بن انّش کے فرزند ہیں اور صنعانی یمانی ہیں - ان دونوں سے بکثرت روایات ہیں -

۱۰ - اَشقر - اشعر - اسعر - اَسعد :- اشقر فرزند ہیں بجیر بن قیس بن ثعلبہ بصری کے - ان سے ابو عُبید حدّاد نے روایت کی ہے - اشعر فرزند ہیں خُلیعث بن منقذ کے - یہ فتح مکہ کے موقع پر شہید کیے گئے - اسعر جعفی ہیں - ان سے زہیر بن معاویہ نے روائت کی ہے - اسعد نامی تو صحابہ اور غیر صحابہ میں بکثرت ہیں -

۱۱ - اُمَیّہ - آمنہ - اُمہ - اُمَنہ :- اُمیّہ نامی تو بکثرت ہیں - آمنہ نامی بھی عورتوں میں بہت ہیں - اُمہ بیٹی ہیں خالد بن سعید بن عاص کی اور صحابیہ ہیں - اُمَنہ فرزند ہیں عیسیٰ کے جو ایک مصری شیخ ہیں - ان سے اہل مصر روایت کرتے ہیں -

متشابہات کی چوتھی قسم

اس قسم میں راویوں کی کنیت کا ذکر ہے جو تحریر میں ملتے جُلتے ہیں - مثلاً :

۱ - ابو الاشہب اور ابو الاشعث :- ابو الاشہب کنیت ہے جعفر بن حیان عطاردی بصری کی - ان کو حسن اور ابو رجاء عطاردی سے سماع حاصل ہے - اس کنیت کے بکثرت رواۃ ہیں - ابو الاشعث کنیت ہے شراحیل بن آدہ صنعانی کی - یہ تابعی ہیں اور اس کنیت کے لوگ بھی بکثرت ہیں -

۲ - ابو اُمیہ - ابو آمنہ : ابو اُمیہ تو سوید بن غفلہ جعفی کی کنیت ہے جو مخضرم ہیں - اس کنیت کے افراد بہت ہیں - اور ابو آمنہ سے ایک روایت مندرجۂ ذیل سند سے مروی ہے -

اخبرنا محمد بن صالح قال ثنا احمد بن نصر قال ثنا ابو نعیم قال حدثنا شریک عن ابی جعفر الفراء قال سمعت ابا امنہ یقول -

۳ - اس اسناد میں ابو آمنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو پچھنا لگواتے دیکھا ہے - ص ۲۲۸

۳- ابوایاس - ابوأناس : ابوایاس - معاویہ بن قُرّہ مزنی ہیں - یہ آخری (درجے کے) ص۲۲۸
تابعین میں ہیں اور ابوأناس کنیت ہے بُجَیرَہ اسدی کی - ان کا شمار قاریوں میں ہے اور
ان سے نُعَیم بن یحییٰ سعیدی نے روایت کی ہے -

۴- ابویزید - ابوبُرید - ابن بُریدہ : ابویزید کنیت ہے عقیل بن ابی طالب قرشی کی جو آخری (درجے کے) اصحابہ میں ہیں - ان کے علاوہ ربیع بن خُثَیم کی کنیت بھی ابویزید ہے جو آخری (درجے کے) تابعین میں ہیں - ابوبُرید ایک تو عمرو بن سلمہ جرمی ہیں جنھوں نے حضورؐ کا زمانہ پایا ہے اور دوسرے ابوبُرید عمرو بن یزید جرمی ہیں جو صاحب افراد و غرائب[1] ہیں - ہم سے کچھ محدثین نے ان سے بواسطہ ابوعبدالرحمان نسائی روایت کی ہے - ابن بریدہ تو رواۃ حدیث میں بہت ہیں - مثلاً عبداللہ اور سلیمان - یہ دونوں بُریدہ بن حُصَیب اسلمی کے فرزند ہیں -

۵- ابوبجرہ - ابونضرہ - ابوبصرہ - ابوبصیر - ابونصر - ابوالنضر - ابونُصیرہ - ابونُضیرہ - ابونُصَیر - ابوبصیرہ :- ابوبکرہ - نُفیع بن حارث ثقفی ہیں جو صحابی ہیں - ابونضرہ منذر بن مالک ہیں جو تابعی ہیں - ابوسعید خدری سے روایت کی ہے - ابوبصرہ حُمَیل بن بصرہ صحابی ہیں - ابوبصیر والد ہیں عبداللہ بن ابی بصیر کے - ابونُصیرہ نے ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے - ابونُضیرہ اور ابونصر اور ابونضر بہت ہیں اور ابونُصَیر کی ایک روایت مندرجہ ذیل سند سے یوں ہے :-

حدثنی علی بن حمشاذ العدل قال حدثنا اسماعیل بن اسحاق القاضی قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا محمد بن بشر العبدی قال ثنا هارون بن ابراهیم عن ابی نُصَیر قال سمعت اباسعید الخدری یقول :-

---

[1] افراد و غرائب سے مراد وہ روایات ہیں جو کسی ایک ہی شیخ سے مروی ہوں اور کسی دوسرے شیخ سے مروی نہ ہوں -

اس اسناد میں ابوسعید خدری حضورؐ کا ارشاد بیان کرتے ہیں: خوش نصیبی ہے اس کی جس نے مجھے دیکھا اور خوش بختی ہے اس کی جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور خوش قسمتی ہے اس کی جس نے مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ ملا کہتے ہیں کہ یہ ابوالقبیر غیر معروف شخص ہیں۔ ابوالنصیرہ مسلم بن عُبید ہیں جن سے یزید بن ہارون نے روایت کی ہے اور ابوبصیرہ کا ذکر مغازی میں ہے۔ صد ۲۲۹

۶۔ ابومَعبد اور ابومُعید میں اول الذکر کنیت رکھنے والوں کا ایک گروہ ہے جن میں ایک عبداللہ بن عباس کے شاگرد بھی ہیں اور ابومُعید کنیت ہے حفص بن غیلان دمشقی کی۔

متشابہات کی پانچویں قسم

اس قسم میں رواۃ کے ان پیشوں کا ذکر ہے جو تحریر میں ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ جزّار، خرّاز۔ حمّار۔ خبّاز۔ خرّاز اور جمّار: ہمارے شیخ عبدالرحمان بن حمدان ہمدانی جزّار (قصائی) ہیں۔ ان کو ابراہیم بن نصر کی مسند اور ہلال بن علاء رقی کی مسند کا سماع حاصل ہے۔ اہل عراق کے بڑے شیخ عبداللہ بن عون خرّاز (موچی) ہیں۔ نیز ابوعثمان سعید بن عثمان بھی خرّاز ہیں۔ ان سے ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ کی حدیثیں ہم سے محدثین نے روایت کی ہیں۔ احمد بن موسیٰ بن اسحاق حمّار (تاجرِ خر) ہیں جن کے واسطے سے راویوں نے ابونعیم اور ابن اصبہانی کی روایات ہم تک پہنچائی ہیں۔ رہے خبّاز (نانبائی) تو اس پیشے سے انتساب رکھنے والے پانچویں طبقے میں بکثرت ہیں۔ خزّاز (بزاز) ایک تو ابوعامر صالح بن رستم بصری ہیں جن کو حسن بن ابی الحسن اور عبداللہ بن ابی مُلیکہ سے سماع حاصل ہے اور فقیہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بھی خزّاز ہیں۔ ابومسعود کوفی جرّار (کمہار) ہیں جن کے پاس شعبی اور ابراہیم نخعی کی روائتیں ہیں۔

۲۔ بقّال۔ نقّال۔ نبّال:۔ ابوسعد سعید بن مرزبان کوفی بقّال (سبزی فروش) ہیں اور تابعی۔ حارث بن سُریج نقّال (قُلی مزدور) یہ اہل بغداد میں سے ہیں اور کبار محدثین

میں شمار ہوتے ہیں یہی ہیں جو امام شافعی کا خط لے کر عبدالرحمان بن مہدی کے پاس گئے تھے۔ عمر بن سلیمان، جو میرے خیال میں اہل بصرہ سے تعلق رکھتے ہیں، نبال (تیر ساز) ہیں اور یہ سلیمان بن حرب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

۳ - بزّاز۔ بزار، تمّار، بزّاز تو راویوں میں بکثرت ہیں مثلاً: محدث بغداد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ اور ہمارے دیس کے محدث ابو یحیی زکریا بن یحیی بزّاز (پارچہ فروش) بزار (مسالہ فروش یا تخم فروش) بھی بہت ہیں مثلاً عبید بن شریک جن کو ابن ابی مریم اور ابن عفیر سے سماع حاصل ہے۔ تمّار (خرما فروش) بھی بکثرت ہیں مثلاً عبید بن عُبیدہ بن مرہ تمّار بصری جو سلیمان تیمی کی احادیث کے حامل ہیں۔ یہ ثقہ ہیں اور نادر روایات کے راوی۔ ص۲۳۰

۴ - غسّال۔ عسّال: عبداللہ بن محمد بن نوح مروزی غسّال (دھوبی) ہیں۔ صخر بن محمد حاجبی اور احمد بن عبداللہ فریانانی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ہم کو ابو علی صنعانی کے واسطے سے روایت پہنچی ہے۔ حافظ ابو احمد محمد بن ابراہیم عسّال (شہد فروش) ہیں۔ یہ اصبہان کے قاضی تھے اور امام محدثین۔

۵ - لبّان۔ تبّان۔ لبّاد: محدثین بغداد میں لبّانوں (اینٹیں بنانے والوں) کی ایک جماعت ہے۔ بعض محدثین بغداد مثلاً عثمان بن جعفر نے ان لبّانوں کی روایات ہم سے بیان کی ہیں۔ ہمارے دیس کے کوفی فقہا کے شیخ ابو العباس احمد بن ہارون تبّان (بھس فروش) ہیں جنھوں نے ہم سے علی بن عبدالعزیز اور احمد بن نصر لبّاد (نمدہ ساز) کی اور ان دونوں کے ہم عصر محدثین کی روایات بیان کی ہیں۔

متشابہات کی چھٹی قسم

اس حصے میں یہ ذکر ہے کہ بعض اوقات کوئی راوی چند ہم نام یا ہم کنیت اشخاص سے روایت کرتا ہے (جسے راوی تو سمجھتا ہے) لیکن دوسروں کے لیے ان میں تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ مثلاً ابو اسحاق کنیت کے چار آدمی ایسے ہیں جو خود عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں اور ان چاروں سے ثوری اور شعبہ روایت کرتے ہیں۔ یہ چاروں

یہ ہیں :۔ ابواسحاق[۱] عمرو بن عبداللہ سبیعی۔ ابواسحاق[۲] سلیمان بن فیروز شیبانی۔ ابواسحاق[۳] اسماعیل
بن رجاء زبیدی اور ابواسحاق[۴] ابراہیم بن مسلم ہجری ۔۔ محدث کے لیے مناسب یہ ہے
کہ ان میں سے ہر ابواسحاق کی روایتوں کے غالب حصے پر نظر رکھتا ہو تاکہ ہر ابواسحاق کو دوسرے
ابواسحاقوں سے ممتاز کر سکے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ثوری اور شعبہ جب ابواسحاق
سبیعی سے روایت کرتے ہیں تو صرف ابواسحاق کہتے اور ابواسحاق کی بیشتر روایت آگے چل
کر صحابہ میں براء بن عازب سے مروی ہوتی ہے یا زید بن ارقم سے۔ لیکن جب یہ تابعین
کی روایت لیتے ہیں تو یہ ایک ایسی جماعت کے واسطے سے اسے بیان کرتے ہیں جو تابعین
سے روایت کرتی ہو۔ اگر یہ دونوں (ثوری و شعبہ) ابواسحاق شیبانی سے روایت کرتے ہیں
تو بیشتر شیبانی کا لفظ کہہ دیتے ہیں اور کبھی چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ ایک صحیح نشانی یہ ہے کہ یہ دونوں
عن ابی اسحاق عن الشعبی روایت کریں تو یہ لازماً صرف ابواسحاق شیبانی ہی ہوتے ہیں۔
اب رہے ابواسحاق (ابراہیم بن مسلم) ہجری تو ان سے شعبہ بہ نسبت ثوری کے زیادہ روایت
کرتے ہیں اور یہ ہجری کی زیادہ تر روایات ابوالاحوص جشمی سے ہوتی ہے اور ابواسحاق عمرو
بن عبداللہ سبیعی کی بھی بہت روایات ابوالاحوص سے مروی ہیں۔ یہاں آ کر دونوں ابواسحاقوں ص ۲۳۱
یعنی ہجری اور (ابو سبیعی) میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ یادداشت اور ملکۂ ادراک
موجود ہو۔ ان دونوں ابواسحاقوں کی روایت کے فرق کو جب کہ دونوں ابوالاحوص سے روایت
کرتے ہوں، بیان کرنا بڑی طوالت چاہتا ہے۔ اب رہے (ابواسحاق اسماعیل بن رجاء)
زبیدی تو ثوری اور شعبہ دونوں عموماً کنیت (ابواسحاق) کی بجائے اسماعیل بن رجاء کا
لفظ بولتے ہیں اور اسماعیل کی اکثر روایت ابراہیم نخعی سے ہوتی ہے۔

۲۔ اسی طرح ابن منکدر بھی کئی ہیں۔ ایک ابوبکر بن منکدر ہیں۔ ان سے اور ان کے
بھائی محمد بن منکدر سے ابن جریج روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر (ابن منکدر) کا کوئی الگ
نام نہیں (یہ کنیت ہی ان کا نام ہے) اور ان کے بھائی محمد بن منکدر کی دو کنیتیں ہیں۔
ابوبکر بھی اور ابوعبداللہ بھی۔ دیکھئے اس سند میں یعنی حدثنی علی بن عیسیٰ قال
حدثنا الحسین بن محمد بن زیاد قال حدثنا محمد بن یحییٰ قال

حدثنا علی بن عبد اللہ قال سمعت سفیان یقول ...

سفیان کہتے ہیں کہ ابن منکدر کے پاس ایوب نے آکر کہا کہ : اے ابوبکر۔ یہاں بقول حاکم دونوں بھائیوں میں فرق سمجھنا، جب کہ بعض کے نزدیک دونوں بھائیوں کی کنیت ایک ہی ہے اور دونوں جابر سے روایت کر رہے ہوں — صرف صحیح یادداشت ہی کی بدولت ممکن ہے۔ وہ یوں کہ جن ابوبکر کا کوئی الگ نام نہیں ان سے بہت کم حدیثیں مروی ہیں اور ان کی روایت زیادہ تر تابعیں سے — مثلاً عمرو بن سلیم زرقی سے — ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے محمد بن منکدر کی روایت بالکل ظاہر وعیاں ہوتی ہے اور ان کی کنیت شاذ و نادر ہی بیان کی جاتی ہے۔ ان دونوں کا ذکر محمد بن منکدر ابوبکر بن منکدر کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

۳۔ اسی طرح ابوبُردہ اشعری تین ہیں۔ ایک ابوبُردہ عامر بن قیس اشعری ہیں جو ابوموسیٰ اشعری کے بھائی اور صحابی ہیں۔ دوسرے ابوبُردہ ابوموسیٰ کے فرزند ہیں یعنی عامر بن عبد اللہ بن قیس جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ تیسرے ابوبُردہ ہیں، بُرید بن عبد اللہ بن ابی بُردہ بن ابی موسیٰ۔ یونس بن ابی اسحاق سبیعی ابوبُردہ بن ابی موسیٰ سے بھی روایت کرتے ہیں اور ابوبُردہ بُرید بن عبد اللہ بن ابی بُردہ سے بھی۔ یہاں بعض لوگوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ : یونس بن ابی اسحاق نے ابوبُردہ بن ابی موسیٰ سے سنا ہی نہیں بلکہ اپنے والد (ابواسحاق) سے اور انھوں نے ابوبُردہ سے سنا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ چنانچہ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ : ابواسحاق نے بھی ابوبردہ سے سنا ہے اور ان کے فرزند یونس نے بھی اپنے والد کی طرح ابوبردہ سے سنا ہے۔

۴۔ ابوبِشر بھی دو ہیں۔ شعبہ ان دونوں سے روایت کرتے ہیں مگر کسی کا نام شاذ و نادر ہی لیتے ہیں۔ ایک ہیں ابوبِشر بیان بن بِشر احمصی کوفی جو تابعی ہیں اور دوسرے ہیں ابوبشر جعفر بن وحشیہ۔ ابووحشیہ کنیت ہے ایاس کی جو بصری ہیں۔ جب شعبہ کی کوئی روایت عن ابی بشر عن سعید بن جبیر بن ابی حاتم یا عن الشعبی ہو تو صاحب درک محدث سمجھ لیتا ہے کہ یہ بیان بن بشر ہیں اور جب روایت عن ابی بشر عن

سعید بن جبیر ہو تو وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ جعفر بن وحشیہ ہیں۔

۵۔ حکم بن عتیبہ کبھی ابو جعفر باقر محمد بن علی طالبی سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ابو جعفر محمد بن عبد الرحمان بن یزید نخعی سے۔ اور یہ دونوں ابو جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ: حکم کی روایت محمد بن علی باقر عن ابیہ بکثرت ہے۔ مگر محمد بن عبد الرحمان بن یزید سے ایک ہی روایت ہے۔ باقر کی روایت اپنے آباء سے تو ظاہر و واضح ہے مگر دوسرے ابو جعفر کی روایت عن ابیہ عن عبد اللہ ہے۔

۶۔ شعبہ۔ ثوری۔ زہیر اور زائدہ کبھی ابو فروہ عروہ بن حارث ہمدانی سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ابو فروہ مسلم بن سالم جہنی سے۔ مگر ان دونوں میں کسی ایک کا نام نہیں لیتے۔ بس فقط کنیت یعنی ابو فروہ کہتے ہیں۔ ان دونوں کی روایتوں میں فرق یوں نمایاں ہوتا ہے کہ جب روایت عن ابی فروہ عن الشعبی ہو تو وہ عروہ بن حارث ہوتے ہیں اور جب ابو فروہ کی روایت شعبی کے علاوہ کسی اور سے ہو تو وہ مسلم بن سالم جہنی ہوتے ہیں۔

۷۔ قتادہ کی روایت کبھی تو عزرہ بن یحیٰی سے ہوتی ہے اور کبھی عزرہ بن تمیم سے۔ ہم نے حافظ ابو علی سے قتادہ کی روایات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے ہمیں مثالیں دے کر جواب لکھوا دیا اور میں نے ابو علی کا پورا بیان لوگوں کو لکھوا دیا۔ اس لیے یہاں اس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

متشابہات کی ساتویں قسم

اس حصے میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے اپنے نام اور ان کے باپوں کے نام یکساں ہوتے ہیں اور ان سے روایت کرنے والے محدثین ایک ہی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان میں تمیز پیدا کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال سائب بن مالک ہیں۔ یعنی سائب بن مالک دو دو ہیں اور دونوں صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور ان دونوں سے زہری روایت کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل دونوں سندوں سے ظاہر ہے :۔

(الف) اخبرنا الحسن بن حکیم المروزی قال اخبرنا ابو الموجہ قال اخبرنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس عن الزہری قال حدثنی السائب بن مالک الدولی عن عمر۔ ص۲۳۳

(ب) وحدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم قال اخبرنا ابن وہب قال اخبرنی سالم بن غیلان عن یزید بن ابی حبیب عن الزہری عن السائب بن مالک انہ سمع فضالۃ بن عبید انہ قال۔

اس دوسری سند میں فضالہ بن عبید کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر آنحضورؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جہاد سے قریب ترین کون سا عمل ہے؟..... الخ

سائب بن مالک اشعری بھی تابعی ہیں جو عبد اللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

۲ - سلام بن سلیمان۔ سلام بن سُلیم اور سلام بن سَلم۔ سلام بن سلیمان تو وہ ہیں جن کی کنیت ابو منذر قاری ہے۔ یہ عاصم کے شاگرد ہیں۔ اُن سے زید بن حُباب اور یونس بن محمد روایت کرتے ہیں۔ اور سلام بن سُلیم کی کنیت ابو الاحوص ہے۔ یہ حنفی کوفی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان کی روایت ابو اسحاق ہمدانی اور منصور بن معتمر سے ہے اور خود ان سے وکیع اور عبد الرحمان بن مہدی روایت کرتے ہیں۔ سَلام بن سَلم وہی ہیں جن کو سعدی طویل کہا جاتا ہے۔ یہ زید عمّی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک سلام بن سلیمان صغیر مدائنی بھی ہیں جو ورقاء بن عمر اور ابو عمرو بن علاء سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اول الذکر سلام بن سلیمان (ابو منذر قاری) سے الگ شخصیت ہیں۔ مندرجہ ذیل سند کو دیکھئے:

حدثنا ابو النضر الفقیہ قال حدثنا عثمان بن سعید الدارمی قال ثنا سلام بن سلیمان المدائنی قال ثنا ابو عمرو بن العلاء عن نافع عن ابن عمر.....

اس سند میں ہے کہ حضورؐ نے فشاربون شرب الہیم پڑھا..... الخ

۳- سہیل بن ذکوان دو ہیں۔ ایک سہیل بن ابی صالح سمّان۔ ابو صالح ہی کا نام ذکوان ہے جو مشہور ہیں۔ ان کی روایت صحیح (بخاری) میں بھی موجود ہے اور ان کی اکثر روایات ان کے والد (ذکوان) ہی کے واسطے سے ہیں۔ کبھی کبھی ان پدر و فرزند کے درمیان اعمش اور قعقاع بن حکیم بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں کا ذکر مولائے ابو بکر عبدالرحمان بتا کر کیا جاتا ہے۔ دوسرے سہیل بن ذکوان مکّی ہیں جن کو ابو السّندی بھی کہا جاتا ہے۔ یزید بن ہارون ان کا ذکر یوں کرتے ہیں، سہیل بن ذکوان مکّی ابو عمرو نے جب کہ وہ ہمارے پاس شہر واسط میں تھے۔ یہ بتایا کہ یہ سہیل حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ہشیم اور مروان بن معاویہ نے روایت کی ہے۔

۴- جابر بن یزید پانچ ہیں۔ اوّل جابر بن یزید بن اسود سُوائی ہیں جو اپنے والد بن ص۲۳۳
یزید بن اسود سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یعلی بن عطاء روایت کرتے ہیں۔ دوسرے جابر بن یزید جعفی ہیں جن کا مذہب قابل اعتراض سمجھا گیا ہے۔ ان کی حدیثیں تابعین کے ایک گروہ سے مروی ہیں۔ ان سے ثوری اور شعبہ بھی روایت کرتے ہیں۔ تیسرے جابر بن یزید بن رفاعہ عجلی ہیں جو شعبی اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ ان میں جابر بن یزید جعفی میں عموماً اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جعفی بھی ان دونوں (شعبی اور مجاہد) سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ چوتھے جابر بن یزید جن سے فرقد سَبَخی عن مسروق بن الاجدع روایت کرتے ہیں۔ جُعفی سے ان کا بھی تشابہہ ہو جاتا ہے کیونکہ جعفی بھی مسروق سے روایت کرتے ہیں۔ پانچویں جابر بن یزید وہ ہیں جن کی کنیت ابو الجہمؒ ہے جو ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں اور خود ان (ابو الجہم) سے نصر بن علی جہضمی عن سلیمان الرفاعی روایت کرتے ہیں۔

۵- حسن بن حکم بھی پانچ ہیں۔ اوّل حسن بن حکم نخعی ہیں جو شعبی اور عدی بن ثابت سے روایت کرتے ہیں اور حسن سے شریک، اسماعیل بن زکریا اور عیسیٰ بن یونس روایت کرتے ہیں۔ دوسرے حسن بن حکم حبدی ہیں جو ابو بُردہ سے اور خود ان سے ان کے ہم عصر عبداللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں اور ان دونوں کے رواۃ بھی یکساں ہیں تیسرے

حسن بن حکم بن حارث ہیں جو ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ اور خود ان سے موسیٰ بن اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ یہ بھی ان دونوں کے قریب العصر ہیں۔ فرق یہ ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل کی روایات بصریوں میں پھیلیں۔ چوتھے حسن بن حکم بن طہمان بصری ہیں جو رَے میں مقیم ہو گئے تھے۔ ان کی روایت ہشام دستوائی اور حماد بن سلمہ سے ہے اور ان سے ہشام بن عبید اللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ پانچویں حسن بن حکم وہ ہیں جن کا ذکر محمد بن عجلان یوں کرتے ہیں کہ مجھ سے حسن بن حکم نخعی نے بیان کیا۔ یہ دراصل حسن بن حُر بن حکم ہیں۔ یہ مشہور ثقہ و مامون ہیں۔ ان کا انتساب عموماً دادا کی طرف ہوتا ہے۔ ان کے اور اوّل الذکر حسن بن حکم نخعی کے درمیان اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ اوّل الذکر آخر الذکر (حسن بن حُر بن حکم نخعی) کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں۔

۶۔ ربیع بن سلیمان دو ہیں۔ دونوں مصری ہیں اور دونوں ایک زمانے میں گزرے ہیں۔ ایک مرادی ہیں جو شافعی کے شاگرد ہیں اور دوسرے جیزی یعنی ابو عبید اللہ محمد بن ربیع جیزی کے والد ہیں۔ دونوں ربیعوں کی اسناد بھی ملتی جلتی ہے۔

۲۳۵ ۷۔ زیاد بن حصین چار ہیں۔ اوّل زیاد کے والد حصین فرزند ہیں اوس نہشلی کے۔ یہ حُصین صحابی ہیں جو اپنے والد (اوس) سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے مغیرہ بن مقسم بواسطۂ ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ تیسرے ابوجہضم ہیں جو زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں۔ چوتھے ابوجہمہ یربوعی ہیں جو ابن عباس سے اور خود ان سے اعمش وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۸۔ سعید بن بشیر چار ہیں۔ اوّل سعید بن بشیر دمشقی ہیں جو قتادہ، ابوالزبیر اور مطر وراق سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ متضاد قسم کی رائیں ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل دو اسنادوں والے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ اوّل یہ ہے:

حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ قال ثنا الحسین بن الحسن بن مهاجر قال حدثنا العباس بن الولید الخلال قال ثنا مروان بن محمد قال سمعت سفیان بن عیینة علی جمرة العقبة یقول:...

اس اسناد میں سفیان بن عُیینہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ: ہم سے سعید بن بشیر نے بیان کیا اور وہ حافظ (حافظ حدیث یا قوی الحافظہ) تھے۔ دوسری اسناد سے دوسرا قول یوں ہے:

سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب یقول سمعت العباس بن محمد الدوری یقول سمعت یحیٰی بن معین یقول:....

اس اسناد میں یحیٰی بن معین کا یہ قول ہے کہ: سعید بن بشیر کچھ بھی نہیں (یعنی ناقابل اعتماد ہے۔)

دوسرے سعید بن بشیر النصاری ہیں جن سے لیث بن سعد عن محمد بن عبد الرحمان بن بیلمانی روایت کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اکثر ان کے متعلق سعید بن بشیر دمشقی ہونے کا مغالطہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ تیسرے سعید بن بشیر وہ ہیں جو حسن بصری سے روایت کرتے ہیں اور خود ان سے مالک بن اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ چوتھے سعید بن بشیر قریشی خاندان کے مصری شیخ ہیں جن سے اہل مصر روایت کرتے ہیں جیساکہ مندرجۂ اسناد میں مذکور ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم قال ثنا سعید بن بشیر المصری قال اخبرنا عبد اللہ بن حکیم الکنانی رجل من اھل الیمن من موالیھم عن قیس بن کلاب الکلابی قال سمعت:...

اس اسناد میں — جس میں سعید بن بشیر مصری ہیں — قیس بن کلاب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور کو ثنیہ کی چوٹی پر تین بار یوں خطاب کرتے سنا ہے کہ: اے انسانو! اللہ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری اولاد کو اسی طرح واجب الاحترام قرار دیا ہے جس طرح آج کے دن اور سال کے اس مہینے کو واجب الاحترام قرار دیا ہے۔ اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔

۹۔ سعید بن عمرو دو ہیں۔ ایک سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قریشی ہیں جو عائشہؓ

ابن عمر اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حجازی ہیں جو کوفے میں جا کر بس گئے تھے۔ ان کی حدیث صحیح (بخاری) میں موجود ہے۔ دوسرے سعید بن عمرو بن شرجیل بن سعد بن عبادہ ہیں جن سے عبادہ بن عزیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ تیسرے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ ہیں جو اپنے والد اور ابو عبیدہ بن عبد اللہ سے اور خود ان سے مسعودی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ چوتھے سعید بن عمرو بن سُلیم زُرقی ہیں جو اپنے والد کے علاوہ قاسم بن محمد سے اور خود ان سے مالک بن انس اور دراوردی روایت کرتے ہیں۔ پانچویں قاضی سعید بن عمرو بن اُشوع ہیں جو شریح بن حارث اور روّاد سے اور خود ان سے ابو اسحاق سبیعی اور خالد حذّاء روایت کرتے ہیں۔ چھٹے سعید بن عمرو بن ابی نصر سکونی کوفی ہیں جو ابن ابی لیلیٰ سے اور خود ان سے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ ساتویں سعید بن عمرو بن سفیان ہیں جو اپنے والد سے اور خود ان سے اسود بن قیس روایت کرتے ہیں آٹھویں سعید بن عمرو زبیری ہیں جو اپنے والد سے اور خود ان سے ابراہیم بن منذر حزامی روایت کرتے ہیں۔ نویں سعید بن عمرو حمصی ہیں جو بقیّہ اور اسماعیل بن عیاش سے اور خود ان سے ابو حاتم رازی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ دسویں سعید بن عمرو اشعثی ہیں جو عبثر وغیرہ سے اور خود ان سے مسلم بن حجاج روایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ صالح بن ابراہیم دو ہیں۔ دونوں قرشی ہیں اور دونوں ہم عصر ہیں۔ ایک صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف ہیں جو اپنے والد (ابراہیم) سے اور وہ اپنے والد (عبد الرحمان بن عوف) سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے صالح بن ابراہیم بن طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ یہ بھی اپنے والد سے اور والد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے ابو بکر ابہری کو اور انھوں نے ابو بکر بن ابی داؤد کو یہ کہتے سنا کہ: میں نے حافظ ابو علی نیسا پوری سے پوچھا کہ: اے ابو علی! (بعض سند میں جو) ابراهیم عن ابراهیم عن ابراهیم ہے تو یہ تینوں ابراہیم کون کون ہیں؟ ابو علی نے جواب دیا کہ: یہ ابراهیم بن طهمان عن ابراهیم بن عامر البجلی عن ابراهیم النخعی ہے۔ ابہری نے کہا: ابو علی! آپ نے بہت اچھی طرح بتا دیا۔

۱۱۔ خَلَف پانچ ہیں اور ایک سند میں یہ پانچوں مسلسل یوں ہیں: اخبرنی خلف قال ثنا خلف قال ثنا خلف قال ثنا خلف قال ثنا خلف یہاں پہلے نمبر پر امیر ابو احمد خلف بن احمد سجزی ہیں اور دوسرے ابو صالح خلف بن محمد بخاری ہیں۔ تیسرے خلف بن سلیمان نسفی (صاحب مسند) ہیں۔ چوتھے خلف بن محمد بن کرُدوس واسطی ہیں اور پانچویں خلف بن موسیٰ بن خلف ہیں ـــــ ہم سے ابو صالح نے، ان سے خلف بن سلیمان نے اور ان سے خلف بن محمد نے روایت بیان کی ہے۔

۱۲۔ صالح بن حیان دو ہیں اور دونوں ہم عصر بھی ہیں۔ ایک صالح بن حی (یا بقول بعض صالح بن حیان) ابو الحسن ہیں جن کو علی اور عاصم بھی کہتے ہیں۔ ان کی روایت ابو بُردہ بن ابی موسیٰ سے ہے۔ دوسرے صالح بن حیان قرشی ہیں جن کی روایت ابو وائل سے ہے۔ صـ۲۲۷

۱۳۔ طلحہ بن عبد اللہ قرشی دو ہیں اور دونوں ہم عصر ہیں اور ان دونوں سے سعد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں۔ ایک طلحہ بن عبد اللہ بن عوف زہری ہیں جو عبد الرحمان بن عوف کے برادر زادے ہیں اور اپنے چچا (عبد الرحمان بن عوف) سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عُبید اللہ بن مَعمر تیمی ہیں جو حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۱۴۔ طارق بن عبد الرحمان بھی دو ہیں اور دونوں ہم عصر ہیں۔ ایک طارق بن عبد الرحمان بَجَلی ہیں جو ابن ابی اوفیٰ اور قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں اور خود ان سے اسماعیل بن ابی خالد اور ثوری روایت کرتے ہیں۔ دوسرے طارق بن عبد الرحمان وہ ہیں جو صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور خود ان سے عکرمہ بن عمّار روایت کرتے ہیں۔

۱۵۔ عبد اللہ بن بشر تین ہیں اور تینوں کوفی ہیں۔ ایک ہلالی ہیں جو عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے خثعمی ہیں جو ابو زُرعہ بن عمرو بن جریر سے روایت کرتے ہیں۔ تیسرے کوفی اور رقہ کے قاضی ہیں جو زہری اور ابو اسحاق سبیعی سے روایت کرتے ہیں۔

۱۶ - عبد اللہ دو ہیں (جن کے والدوں کے نام بھی لکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں)، عبد اللہ بن بُحیر اور عبد اللہ بن بُجیر - اوّل یمانی صنعانی ہیں جن سے ہشام بن یوسف اور عبد الرزاق روایت کرتے ہیں اور دوسرے بصری ہیں اور ان کی روایت حسن بن معاویہ بن قُرّہ سے ہے اور خود ان سے عبد اللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں۔

۱۷ - عبد اللہ بن جعفر دو ہیں۔ دونوں مدینی ہیں۔ دونوں ہم عصر ہیں۔ دونوں کی اسنادیں ایک ہی ہیں اور ان دونوں سے روایت کرنے والے بھی تقریباً ایک جیسے ہیں۔ اوّل مخرمی ہیں۔ جن کی حدیث صحیح (بخاری) میں موجود ہے اور دوسرے علی بن مدینی کے والد ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس نوع میں ہم نے بہت کچھ بیان کر دیا ہے لیکن سب کچھ نہیں بیان کیا ہے۔ ابھی بہت کچھ باقی ہے جو ہم نے اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا ہے۔

علمِ حدیث کی اڑتالیسویں قسم

اس حصے میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں: آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی، سرایا، بعوث[1] اور وہ رسالت نامے ہیں جو مشرک فرمانرواؤں کے نام بھیجے گئے۔ کون سی چیز اس میں درست ہے؟ کون سی نادر ہے؟ صحابہ میں ہر ایک نے ان جنگوں میں حضورؐ کے سامنے کیا کیا جوہر شجاعت دکھائے؟ کون ثابت قدم رہا؟ کون بھاگ نکلا؟ کس نے جنگ میں بزدلی دکھائی؟ کس نے حملہ کیا؟ کون حضورؐ کی مدد کے لیے دین پر قائم رہا اور کس نے منافقت اختیار کی؟ حضورؐ نے غنیمتیں کس طرح تقسیم کیں، کسے زیادہ اور کسے کم دیا؟ دو اور تین اشخاص میں دشمن مقتول کا سامان کس طرح تقسیم فرمایا؟ غلول (خورد برد) کی کیا سزا دی وغیرہ۔[2] یہ وہ باتیں ہیں جن کی واقفیت سے کوئی عالم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا الحسن بن علی بن عفان قال ثنا عمرو بن محمد العنقزی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق قال:...

اس سند میں ابو اسحاق کا بیان ہے کہ: میں عید کے دن زید بن ارقم کی بغل میں بیٹھا تھا۔ ان سے پوچھا کہ: آپ نے حضورؐ کی معیت میں کتنی جنگیں کی ہیں؟ بولے سترہ

---

[1] بعث اس لشکر کو کہتے ہیں جو کہیں بھیجے جائیں۔

[2] لیکن تعجب ہے حاکم اس قسم میں یہ تمام مضامین چھوڑ گئے ہیں بجز ایک دو مضمونوں کے۔

جنگیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ: حضورؐ نے کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ کہا: اُنیس۔
حاکم کہتے ہیں کہ: زید (بن ارقم) نے ان اکثر جنگوں کا حال بتایا ہے جن میں وہ شریک رہے اور جابر بن عبداللہ بتاتے ہیں کہ: حضورؐ نے اکیس جنگیں لڑی ہیں۔

اخبرنا ابوعبداللہ محمد بن علی الصنعانی بمکۃ قال حدثنا اسحاق بن ابراھیم بن عباد قال اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن الزھری قال:۔

اس اسناد میں زہری کا بیان ہے کہ: حضورؐ نے چوبیس جنگیں کی ہیں۔
حاکم کہتے ہیں: ائمہ کی ایک جماعت نے بتایا ہے کہ معتبر ترین مغازی وہ ہیں جو ص ۲۳۹
موسیٰ بن عُقبہ کی تحریر میں ہیں۔ انھوں نے ابن شہاب کے واسطے سے یوں بیان کیا ہے:

اخبرنا اسماعیل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی قال حدثنا جدّی قال حدثنا ابراھیم بن المنذر قال حدثنا محمد بن فُلیح عن موسیٰ عن عقبۃ قال قال ابن شھاب:…

اس سند میں ابن شہاب کہتے ہیں کہ: حضورؐ کے ترتیب وار غزوات یوں ہیں: بدر۔ کدر (بنی سلیم کا کنواں)، غطفان بمقام نخل۔ قریش سے اور بنی سُلیم سے بمقام بحران جنگ۔ اُحد۔ حمراالاسد (یا حمراء الاسد)۔ قریش (سے جنگ) بوجہ ان کی وعدہ خلافی کے۔ بنی نضیر۔ نجد جہاں محارب اور بنی ثعلبہ پر قابو پانا مقصود تھا۔ ذات الرّقاع۔ دومۃ الجندل۔ خندق۔ بنی قریظہ۔ بنی مصطلق بمقام مُریسیع۔ ذات السّلاسل بمقام مشرقی شام۔ قَرَدہ۔ جموع بجانب سرزمین بنی سلیم بحسم۔ طرف۔ وادی القریٰ ـــ صحیح ترین اسانید سے یہی غزوات نبویؐ ثابت ہیں۔ رہے "سرایا" تو یہ بہت ہیں۔ (سرایا جمع ہے سریّہ کی۔ سریّہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں حضورؐ بذاتِ خود شریک نہ تھے۔ مترجم)

اخبرنا محمد بن ابراھیم الہاشمی قال حدثنا الحسین بن محمد بن القبّانی قال حدثنی احمد بن الحجاج قال حدثنا معاذ بن فضالۃ ابو زید قال

حدثنی ھشام عن قتادۃ ان....

اس اسناد میں قتادہ کے بیان کے مطابق حضورؐ کے مغازی اور سرایا سب ملا کر تینتالیس بنتے ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ہم نے اسی طرح یہ بیان نقل کیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ سرایا سے قتادہ کی مراد ماسوائے غزوات ہے — میں نے اپنی کتاب "الکلیل" میں نمبروار حضور کے بعوث اور سرایا لکھے ہیں جن کی تعداد سو سے زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے بخارا میں ایک ثقہ رفیق نے بتایا کہ: میں نے ابو عبداللہ محمد بن نصرؒ کی تحریر پڑھی ہے جس میں جنگوں کو چھوڑ کر سرایا اور بعوث کی تعداد کچھ اوپر ستر بتائی گئی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: اس علم کے بارے میں جو کچھ بتا چکا ہوں اس سے زیادہ کی یہاں گنجائش نہیں۔

اب ان جنگی آداب کا ذکر سنئے جن کی حضورؐ لشکر کے امیر کو وصیت فرماتے تھے۔

اخبرنا عبداللہ بن اسحاق بن ابراھیم البغوی ببغداد قال حدثنا محمد بن العباس الکابلی قال ثنا ابراھیم بن موسی الرازی قال حدثنا ابن ابی زائدۃ عن عمرو بن قیس عن علقمۃ بن مرثد عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ ان:....

اس اسناد میں بریدہ بیان کرتے ہیں کہ: حضورؐ جب کوئی سریہ روانہ فرماتے تو پہلی وصیت یہ ہوتی کہ اپنی ذات اور تمام مسلمان ساتھیوں کے معاملات میں تقویٰ اللہ کو پیش نظر رکھیں۔ اس کے بعد فرماتے: اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ اللہ کے نافرمانوں سے جنگ کرو۔ غلول (خورد برد) نہ کرو۔ عہد شکنی نہ کرو۔ مثلہ نہ کرو۔ کسی بچے اور کمزور بوڑھے کو نہ مارو۔ اپنے مشرک دشمنوں کا سامنا ہو تو انھیں تین باتوں کی دعوت دو۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی وہ قبول کرلیں تو تم بھی مان کر اپنا ہاتھ روک لو۔ پہلے تو انھیں اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ اسے مان لیں تو تم تسلیم کر لو اور ان سے اپنا ہاتھ روک لو۔ اس کے بعد کہو کہ وہ اپنے وطن سے ہجرت کر جائیں (یعنی جہاں بھیجا جائے

وہاں جانے کو تیار ہو جائیں ۔) وہ اسے مان لیں تو فبہا ورنہ انھیں بتا دو کہ اس صورت میں ان کی حیثیت ان مسلمان اعراب کی سی ہوگی جن کا فے یا غنیمت میں اس وقت تک کوئی حصہ نہیں ہوتا جب تک وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک جنگ نہ ہوں۔ اگر وہ یہ دونوں باتیں نہ مانیں توان کو ماتحت بن کر جزیہ ادا کرنے کی دعوت دو اور جب تم کسی قلعے کا محاصرہ کرلو اور وہ لوگ تم سے فیصلۂ خداوندی پر لانے کی درخواست کریں تو انھیں فیصلۂ خداوندی پر نہ لاؤ کیونکہ تمھیں نہیں معلوم کہ ان کے بارے میں فیصلۂ خداوندی دراصل کیا ہے؟ اور اگر وہ یہ خواہش کریں کہ تم انھیں اللہ کی ذمے داری دو تو انھیں اللہ کی ذمے داری نہ دو بلکہ اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی ذمے داری دو کیونکہ اگر تم کو اپنی یا اپنے آباء کی ذمے داری چھوڑنی پڑے تو یہ زیادہ سہل ہے بہ نسبت اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمے داری کو توڑ دو ۔

عِلم حدیث کی انچاسویں قسم

اس حصے میں ان مشہور و ثقہ ائمہ کا ذکر ہے جو تابعین ہیں یا تبع تابعین اور جن کی احادیث کو یاد کرنے، مذاکرہ کرنے اور برکت حاصل کرنیکی غرض سے شرق و غرب میں منضبط کیا جاتا ہے ان کی الگ الگ فہرستیں یوں ہیں :۔

اہل مدینہ میں یہ لوگ ہیں : محمد بن مسلم زہری۔ محمد بن منکدر قرشی۔ محمد اور موسیٰ
اور ابراہیم اولاد عقبہ بن ابی عیاش۔ ثور بن زید دِیلی۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمان رائی۔
سعد بن ابراہیم زہری۔ صفوان بن سُلیم زہری۔ عبداللہ بن دینار عدوی۔ عبداللہ بن ابی بکر ص ۲۴۱
محمد بن عمرو بن حزم انصاری۔ عبیداللہ بن عمر بن حفص عمری یحیٰی اور عبد ربہ اور سعد
ابنائے سعید بن قیس انصاری۔ عمارہ بن غزیہ انصاری۔ مالک بن انس اصبحی۔ نافع اور
زید فرزندان عبدالرحمان بن ابی نعیم قاری۔ زید بن اسلم عدوی۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی،
عمر بن عبدالعزیز (اموی) ابوحازم سلمہ بن دینار زاہد۔ یزید بن رومان۔ صالح بن کیسان۔
ابوسہیل نافع بن مالک۔ ابوطوالہ عبداللہ بن عبدالرحمان بن معمر بن حزم قاضی۔ عبدالرحمان
بن حرملہ۔ بکیر بن عبداللہ بن اشج مدنی۔ یہ مصر میں سکونت پذیر تھے پھر مدینے واپس آگئے
اور وہیں وفات پائی۔ زید بن علی بن حسین شہید۔ جعفر بن محمد صادق۔ مسلم بن ابی مریم۔
صَدَقہ بن یَسار۔ عبدالرحمان بن عبداللہ بن دینار عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز۔ شبل بن علاء
حرقی۔ خارجہ بن زید بن ثابت۔ اسماعیل بن حکیم۔ عبداللہ بن سعید بن ابی ہند۔ ربیعہ بن
عثمان تیمی۔

اہل مکہ میں : ابراہیم بن میسرہ۔ اسماعیل بن اُمیّہ۔ ایوب بن موسیٰ۔ مجاہد بن جبر۔ داؤد بن

شابور - عمرو بن دینار - زیاد بن سعد - عبدالملک بن جریج - عبداللہ بن کثیر قاری - یعقوب بن عطاء بن ابی رباح - قیس بن سعد - حمید بن قیس اعرج - شبل بن عباد - عبداللہ بن ابی نجیح - عبداللہ بن عثمان بن خثیم - عبدالوہاب بن بخت - عثمان بن اسود - علی بن صالح مکی - عبداللہ بن عطاء - فضیل بن عیاض - خلاد بن عطاء بن ابی رباح -

اہل مصر میں :- عمرو بن حارث - خیر بن نعیم حضرمی - یزید بن ابی حبیب - عیاش بن عباس قتبانی - عبیداللہ بن ابی جعفر - عبداللہ بن سلیمان طویل - کثیر بن فرقد - عبدالرحمان بن خالد بن مسافر جن کی حدیث صحیحین میں موجود ہے اور یہ امیر مصر بھی تھے - زہرہ بن معبد بن عبداللہ بن ہشام بن زہرہ قرشی - عبدالرحمان بن شریح غافقی - حیوہ بن شریح تجیبی - عبداللہ بن عیاش قتبانی - طلحہ بن عبدالملک ایلی - رزیق بن حکیم ایلی -

اہل شام میں :- ابراہیم بن ابی عبلہ عقیلی - عبدالرحمان بن عمرو اوزاعی - شعیب بن ابی حمزہ حمصی - محمد بن ولید زبیدی - ضمضم بن زرعہ - رجاء بن حیوہ کندی - عبداللہ بن محیریز جمحی - یونس بن میسرہ بن حلبس کنانی - عبادہ بن نسی کندی - بحیر بن سعد کلاعی - زید بن واقد دمشقی - عاصم بن رجاء بن حیوہ کندی - وضین بن عطاء - لقمان بن منذر دمشقی - عبداللہ بن شوذب - میسرہ بن معبد لخمی - عبدالعزیز بن عبیداللہ بن حمزہ بن صہیب - ابو وہب عبداللہ بن عبیداللہ کلاعی - یزید بن ابی مریم - ابوبکر بن ابی مریم غسانی - ان کا نام عبدالسلام بتایا جاتا ہے - علاء بن حارث - مکحول فقیہ - ہشام بن الغاز بن ربیعہ جرشی - ابو معید حفص بن غیلان - عروہ بن مدرک غسانی - عبدالرحمان بن یزید بن جابر - یزید بن یزید بن جابر - ابراہیم بن مرہ - ارطاۃ بن منذر سکونی - عبداللہ بن علاء بن زبر - بشر بن علاء بن زبر - محمد بن زیاد ہانی - یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی - یحییٰ بن حارث ذماری - رجاء بن ابی سلیمان - حریز بن عثمان رحبی - ثابت بن ثوبان دمشقی - عبدالرحمان بن ثابت بن ثوبان - سعید بن عبدالعزیز تنوخی - برد بن سنان دمشقی - ثور بن یزید کلاعی - عمر بن ہانی (؟) لخمی - یحییٰ بن یحییٰ غسانی - شرحبیل ص ۲۳۲
بن مسلم خولانی - انہیں احمد بن حنبل شامی ثقات میں بتاتے ہیں - عبدالرحمان بن عمر یحصبی - سعید بن بشیر دمشقی - نمیر بن یزید تنیسی - ان کی حدیث بہت ہی کم ہے - عمرو بن قیس کندی -

نصر بن علقمہ۔ ابو شیبہ یحییٰ بن عبد الرحمان۔ عمر بن یزید نصری۔ اسماعیل بن عُبید اللہ بن ابی مہاجر۔ بلال بن سعد۔ سلمہ بن عیار فزاری۔ اُمّ درداء انصاریہ۔ جُنادہ بن ابی اُمیہ۔ ارطاۃ بن منذر۔

اہل یمن میں:۔ حجر بن قیس مدری۔ ضحاک بن فیروز دیلمی۔ ابو الاشعث شرحبیل بن کُلیب بن آدہ صنعانی۔ مطعم بن مقدام صنعانی۔ راشد بن داؤد صنعانی۔ حنش بن عبد اللہ صنعانی۔ عمر بن حبیب صنعانی۔ شہاب بن عبد اللہ خولانی۔ ایمن بن نابل۔ یہ یمانی ہیں جو مکے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ وہب، ہمام، معقل اور عمر۔ ابنائے منبہ۔ یہ سب ثقات ہیں۔ ان میں معقل سے بہت کم روائتیں ہیں۔ سماک بن فضل خولانی۔ مغیرہ بن حکیم صنعانی۔ عمرو بن مسلم جندی۔ حکم بن ابان عدنی۔ نضر بن کثیر عدنی۔ عبد اللہ بن طاؤس جن سے بہت کم روائتیں ہیں۔ ہمام بن نافع صنعانی۔ عُریف بن ابراہیم صنعانی۔ یہ بھی قلیل الروایہ ہیں۔ طاؤس بن کیسان۔ عبد اللہ بن طاؤس۔ محمد بن عبد اللہ بن طاؤس۔ طاؤس بن عبد اللہ بن طاؤس۔ سماک بن ولید جیشانی۔

اہل یمامہ میں:۔ ضمضم بن جَوس یمامی۔ ہلال بن سراج حنفی۔ عبد اللہ بن بدر یمامی۔ ابو کثیر یزید بن عبد الرحمان۔ سُحیمی۔ یحییٰ بن کثیر۔ عبد اللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر۔

اہل کوفہ میں:۔ ربیع بن خُثیم عابد۔ صعصعہ بن صوحان عبدی۔ کُمیل بن زیاد نخعی۔ عامر بن شراحیل شعبی۔ سعید بن جُبیر اسدی۔ ابراہیم نخعی۔ ابو اسحاق سبیعی۔ عبد الملک بن عُمیر لخمی۔ ص ۴۴۳
محارب بن دثار ذہلی۔ آدم بن علی شیبانی۔ برہ بن عبد الرحمان سُلمی۔ عدی بن ثابت انصاری، مسلم بن ابی عمران البطین۔ علی بن اقمر اور ان کے بھائی کلثوم بن اقمر جو بہت ہی قلیل الحدیث ہیں۔ واصل حیان احدب۔ عبد الملک بن میسرہ ہلالی زراد۔ طلحہ بن مصرف یامی۔ زبید بن حارث یامی۔ سلمہ بن کہیل حضرمی۔ حر بن صیاح نخعی۔ حبیب بن ثابت اسدی۔ ابو حصین عثمان بن عاصم ثقفی۔ ابو عون محمد بن عُبید اللہ ثقفی۔ عون بن عبد اللہ بن عُتبہ بن مسعود۔ معن بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن مسعود۔ عبد العزیز بن رُفیع اسدی۔ عبد الملک بن سعید بن جُبیر۔ محمد بن قیس ہمدانی۔ ابو فروہ مسلم بن سالم جہنی۔ ابو فروہ عروہ بن حارث ہمدانی۔ سعید بن ابی بردہ

بن ابی موسیٰ اشعری ۔ ابوصخرہ جامع بن شداد محاربی ۔ عیاش بن عمرو عائذی ۔ رکین بن ربیع
بن عمیلہ فزاری ۔ ہلال بن حمید وزان ۔ موسیٰ بن ابی عائشہ ہمدانی ۔ بیان بن بشر احمسی ۔ اسماعیل
بن رجاء زبیدی ۔ اسماعیل بن عبد الرحمان سُدی ۔ علی بن مدرک نخعی ۔ قیس بن وہب ہمدانی ۔
زبیر بن عدی یامی ۔ سعید بن مسروق ثوری ۔ جامع بن ابی راشد اور ان کے بھائی ربیع بن
ابی راشد ۔ حکم بن عتیبہ کندی ۔ حماد بن ابی سلیمان جو ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری کے مولا ہیں ۔
فضیل بن عمرو فقیمی اور ان کے بھائی حسن بن عمرو فقیمی ۔ حارث بن یزید عکلی ۔ عبدۃ بن ابی لبابہ
قرشی جو قریشیوں کے مولا تھے ۔ سعید بن عمرو بن اشوع ہمدانی ۔ منصور بن معتمر سلمی ۔ ابومعشر
زیاد بن کلیب تیمی ۔ ابراہیم بن مہاجر بجلی ۔ علقمہ بن مرثد حضرمی ۔ ابومالک سعد بن طارق
اشجعی ۔ مغیرہ بن مقسم ضبی ۔ عمار بن معاویہ دہنی ۔ قابوس بن ابی ظبیان جنبی ۔ ابوسنان ضرار بن ٢٣٥
مرہ شیبانی ۔ حبیب بن ابی عمرہ ازدی ۔ ربیع بن سہیم اسدی ۔ سلیمان بن مہران کاہلی ۔ اعمش
اسدی ۔ اسماعیل بن ابی خالد بجلی ۔ ابواسحاق شیبانی ۔ سلیمان بن فیروز ۔ مطرف بن طریف حارثی ۔
اسماعیل بن سمیع حنفی ۔ خالد بن سلمہ بن عاص مخزومی ۔ یہی فأفا ہیں ۔ ہارون بن عنترہ شیبانی ،
حسن بن عبید اللہ نخعی ۔ ہیثم بن حبیب صیرفی ۔ ابوسعد سعید بن مرزبان بقال ۔ محمد بن سالم ابو
سالم عبسی ۔ ابوحیان یحییٰ بن سعید تیمی ۔ موسیٰ بن عبد اللہ جہنی ۔ عبد اللہ بن شبرمہ ضبی ۔ غیلان بن
جامع محاربی ۔ مخول بن راشد نہدی ۔ عبیدہ بن معتب ضبی ۔ زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی ۔ حسن
بن حر نخعی ۔ صلت بن بہرام ہلالی ۔ بجیر بن عامر بجلی ۔ محمد بن قیس اسدی ۔ عمر بن ذر بن عبد اللہ
ہمدانی ۔ عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت اسدی ۔ قاسم بن ولید ہمدانی ۔ ابان بن تغلب
ربعی ۔ مسعر بن کدام ہلالی ۔ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تیمی ۔ مالک بن مغول بجلی ۔ ابوالعمیس عتبہ بن
عبد اللہ مسعودی ۔ عبد الجبار بن عباس شیبانی ۔ عبد الرحمان بن زبید یامی ۔ سفیان بن سعید
ثوری اور ان کے بھائی عمر بن سعید ثوری ۔ محمد بن سوقہ بجلی ۔ زیاد بن سوقہ ۔ عبد اللہ بن سوقہ ۔
عبد الرحمان بن سوقہ اور سعید بن سوقہ ۔ یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق سبیعی ۔ علی بن صالح بن حی
حسن بن صالح بن حی ۔ کامل بن علاء تمیمی ۔ قاسم بن معن بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن مسعود ۔ سعید بن خمس تمیمی ۔
عباس بن ذریح ہمدانی ۔ عیسیٰ بن عمر نحوی ۔ فرات بن ابی عبد الرحمٰن قزاز ۔ فراس بن یحییٰ

خارفی۔کثیر بن تارو ندا۔ ابو اسماعیل نہدی۔موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر لخمی۔ ابو البلاد یحییٰ بن ابی سُلیم۔عبدالملک بن سعید بن اُبجر ہمدانی۔حصین بن عبدالرحمان نخعی۔عبدالملک بن اعین
ص۲۴۶ بجلی۔عبدالرحمان بن اصبہانی۔عبداللہ بن عبداللہ رازی۔ربیع بن رکین بن ربیع فزاری۔ رقبہ بن مصقلہ عبدی۔عمرو بن قیس ملائی۔وائل بن داؤد اور ان کے فرزند بکر بن وائل۔ یزید بن کیسان۔علاء بن مسیب بن رافع۔عبداللہ بن ابی سفر ہمدانی۔عمر بن ابی زائدہ، اور ان کے بھائی زکریا۔مطیع بن عبداللہ غزال۔عبداللہ بن حارث بن اخت الشعبی۔ان سے صرف دو حدیثیں ہیں۔سلیم مولائے شعبی۔سنہ بن مسلم بطین۔فضل بن یزید ثمالی۔مزاحم بن زفر۔بختری بن مختار جن سے وکیع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔صلت[1] بن بہرام۔عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ۔ادریس بن یزید اودی۔حسن بن سالم بن ابی الجعد۔ بسام بن عبدالرحمان صیرفی۔مساور وراق۔صدقہ بن ابی عمران۔نصیر بن ابی الاشعث کناسی۔ابراہیم بن حرب جو سماک کے بھائی ہیں اور ان کی سند سے صرف تین حدیثیں مروی ہیں۔سعید بن سماک بن حرب۔عروہ بن عبداللہ قشیری۔عیسیٰ بن قرطاس جن سے کوئی دس روایتیں ہیں۔یوسف بن میمون صباغ۔زید بن عطا بن سائب۔اسحاق بن ابی اسحاق شیبانی۔سلیمان بن قرم۔عبداللہ بن عمرو بن مرہ۔عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت۔ عبداللہ بن مسلم ملائی۔دثار بن محارب بن دثار جن سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ محمد بن علی سلمی۔جابر بن حر۔جابر بن یحییٰ حضرمی۔عبدالمومن بن قاسم انصاری۔نضر بن عبدالرحمان خزاز۔حمزہ بن حبیب زیات۔حبیب بن حبیب اور ان کے بھائی حمزہ۔ابیض بن ابان قرشی۔مفضل بن مہلہل اور ان کے بھائی فضل بن مہلہل۔داؤد بن نصیر طائی۔زفر بن ہذیل۔سعد کاتب جو شعبی سے روایت کرتے ہیں اور سب سے زیادہ قلیل الحدیث ہیں۔ابو حماد مفضل بن صدقہ حنفی۔ عباس بن عوسجہ۔عمرو بن منصور مشرقی۔عمران بن مسلم قبی۔ابو ایوب عبداللہ بن علی افریقی۔ محمد بن سماک واعظ۔زیاد بن زیاد بن خیثمہ۔بدر بن عثمان۔یحییٰ بن ایوب بجلی۔جریر بن ایوب

---

[1] یہ نام مکرر آگیا ہے۔

بجلی۔ اسماعیل بن سمیع حنفی۔ ابیض بن اغر مُزنی۔ آدم بن عُیینہ۔ محمد بن عُیینہ۔ حبیب بن حسان بن ابی اشرس۔ صباح بن یحییٰ مزنی۔ طُعمہ بن غیلان۔ عبداللہ بن مسعر بن کدام۔ عبداللہ بن مختار۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بصری ہیں جو بصرے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ عافیہ بن یزید قاضی۔ یہ اپنے آخری ایام میں مقیم مصر ہو گئے تھے۔ زکریا بن خالد بدی۔ فضیل بن غزوان ضبی۔ محمد بن جُحادہ ایادی۔ ہارون بن سعد عجلی۔ عمرو بن مرہ۔ عبداللہ بن سعید بن جُبیر۔ عبدالملک بن سعید بن جُبیر۔ علقمہ بن مرثد حضرمی۔

اہل جزیرہ میں: میمون بن مہران۔ عمرو بن میمون بن مہران۔ کثیر بن مرہ حضرمی۔ عبداللہ بن بسر حبرانی۔ خالد بن معدان عابد۔ الوزاہریہ۔ حُدیر بن کُریب۔ ثور بن یزید ابو خالد رحبی۔ رحبی کا انتساب حمص کے رحبہ جزری سے ہے۔ یہ رحبہ شامی نہیں۔ خصیف بن عبدالرحمان جزری۔ خصاف بن عبدالرحمان جو بہت قلیل الحدیث ہیں۔ خالد بن عجلان افطس۔ علی بن بزیمہ حرانی۔ عرلیف بن درہم۔ مصاد بن عقبہ۔ اُمی بن عبدالرحمان صیرفی۔ داؤد بن عیسیٰ نخعی کوفی جو جزیرہ میں آباد ہو گئے۔ زہیر۔ حُدیج۔ رحیل ابنائے معاویہ۔ یہ سب کوفی ہیں جو جزیرہ میں آباد ہو گئے۔ سابق بن عبداللہ بربری رَقّی۔ ساعد بن مسلم۔ عبداللہ بن مالک جزری۔ عمرو بن سلیمان قبی۔ معقل بن عبداللہ جزری۔ صدقہ بن عمر یشکری کوفی جو جزیرہ میں آباد ہو گئے تھے، وہیں اپنی روایت بیان کی۔ زید بن رفیع۔ زید بن ابی اُنیسہ۔ جعفر بن بُرقان۔ نصر بن عربی۔ غالب بن عبیداللہ جزری۔

اہل بصرہ میں: ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی۔ اشعث بن عبدالملک حُمرانی۔ معاویہ بن قرہ مُزنی۔ ایاس بن معاویہ بن قرہ۔ بکر بن عبداللہ مزنی۔ بہز بن حکیم قشیری۔ توبہ بن عبدالرحمان عنبری۔ ص ۱۳۸
ثمامہ بن عبداللہ بن انس۔ جعفر بن وحشیہ ابو بشر۔ جعفر بن حبان عُطاردی۔ حبیب بن شہید۔ یونس بن عُبید۔ خالد بن مہران حذاء۔ سلیمان بن طرخان تیمی۔ عبداللہ بن عون۔ یحییٰ بن عتیق۔ داؤد بن ابی ہند۔ راشد بن نجیح حمانی۔ ابو عمرو۔ ابان بن علاء بن عمار بن عریان بن عبداللہ بن حصین بن حارث بن حلہم اور ان کے دو بھائی ابو سفیان و معاذ۔ یہ سب خزاعہ بن مازن کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ واصل بن عبدالرحمان ابو حرہ رقاشی اور ان کے بھائی سعید بن عبدالرحمان رقاشی۔ سلمہ بن علقمہ۔ سالم بن رزین۔ سلیم بن حیان۔ سعید بن ابی صدقہ۔ سہل بن مسلم سراج۔ سراد

بن مجشر - سوار بن عبد اللہ عنبری کبیر - سری بن یحییٰ - شعبہ بن حجاج - شعیب بن حبحاب - شُبیل
بن عزرہ - عبد اللہ بن بکر مزنی - عبد الرحمان سراج - عمارہ بن ابی حفصہ - عمران بن حُدیر - عمران
بن مسلم قصیر - علی بن حکم بُنانی - عاصم بن سلیمان احول - عُقبہ بن خالد شنّی - فرقد سَبَخی - قرہ بن خالد
سدوسی - محمد بن زیاد قرشی - محمد بن واسع - محمد بن عَمرو ابوسہل انصاری - محمد بن زُبیر حنظلی - محمد بن
بشر بن بشیر اسلمی - منصور بن زاذان - مالک بن دینار - مطر بن طہمان ورّاق - معاویہ بن عبد الکریم
ضال - میمون بن موسیٰ عَرَئی - عبید اللہ بن حسن عنبری - ہارون بن رئاب اُسیدی - ہارون بن موسیٰ
اعور - ہشام بن حسان - ہلال بن حق - یزید بن ابراہیم تُستری - قتادہ بن دعامہ سدوسی - حمید بن
ہلال عیدی - ابوخَلدہ - خالد بن دینار نیلی - اسود بن شیبان - ابوعامر صالح بن رستم خزاز -
میمون بن سیاہ - رَوح بن قاسم - زکریا بن حکیم حَبَطی - سالم بن ابی ذیال -

اہل واسط میں :- ابوہاشم یحییٰ بن دینار رُمّانی - خلف بن حَوشب - عَوّام بن حوشب -
۲۳۹ طلاب بن حوشب - یوسف بن حوشب - ابوخالد یزید بن عبد الرحمان دالانی - سفیان بن
حسین - اصبغ بن یزید ورّاق - یہ مصاحف لکھا کرتے تھے - اسماعیل بن سالم -

اہل خراسان میں :- محمد بن زیاد قاضی مرو جو سعید بن جبیر وغیرہ سے روایت
کرتے ہیں - عثمان بن ابی رواد عتکی جن کو زہری وغیرہ سے سماع حاصل ہے اور ان سے
بہت کم روایت ہے - عزرہ بن ثابت انصاری اور ان کے دو بھائی محمد بن ثابت
انصاری اور علی بن ثابت انصاری - یزید بن عمر نحوی - عمر کی کنیت ابوسعید ہے - ابو مُنیب
عتکی - ابو حریز عبد اللہ بن حسین قاضیِ سجستان - ابراہیم بن طہمان فقیہ عابد - ان کا گھر
اور خاندان نیساپور میں ہے - یحییٰ بن صبیح مقرئ - ان کا گھر اور خاندان بھی نیساپور میں ہے -
حسین بن واقد مروزی - یعقوب بن قعقاع مروزی - ابوحمزہ محمد بن میمون مروزی - عَبدہ بن
ابی بَرزہ سجستانی - عبدہ کی کنیت ابویحیلی ہے -

عبد العزیز بن ابی روّاد - عبد المومن بن خالد حنفی - علباء بن احمر یشکری - مغیرہ بن مسلم
سراج - ابراہیم بن میمون صائغ - ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان رازی - ابراہیم بن ادہم زاہد -
یہ بلخی ہیں - سعدان بن سعید خلمی - شقیق بن ابراہیم زاہد - فضل بن عطیہ بخاری جو ثقہ و مامون

ہیں اور ان سے ثوری وہشیم روایت کرتے ہیں۔ میں نے ابوالعباس محمد بن یعقوب کو انھوں نے عباس بن محمد دوری کو اور انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ محمد بن فضل خراسانی ضعیف اور ان کے والد ثقہ ہیں جو اپنے والد سفیان بن عُیَینہ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ بشیر کوسج نیساپوری جن کو مروزی بھی بتایا جاتا ہے۔ انھیں حسن سے سماع حاصل ہے۔ محمد بن سیرین۔ عبداللہ بن کیسان۔ ابومجاہد۔ عیسیٰ بن عُبَید کندی۔ عبدالرحمان بن مُسلم ابومسلم صاحب الدولہ۔ ابوغانم یونس بن نافع قاضی۔ مُحرز بن وضّاح۔ قُتیبہ بن مسلم امیر۔ عبس بن غفّار عوذی نصر بن سیار امیر۔ نضر بن محمد شیبانی۔ معاذ بن حرملہ۔ حکیم بن زید۔ نمیر بن جُنادہ مروزی۔ خُلید بن حسان بخاری۔ اسحاق بن وہب بخاری۔ یہ تابعی ہیں۔ کرز بن وُبرہ جرجانی۔

علمِ حدیث کی پچاسویں قسم

۵۰ حدیث

اس حصے میں ان الابواب کو یکجا کیا گیا ہے جن کو محدثین تلاش کی آسانی اور مذاکرے کے لیے جمع کرتے ہیں۔ ہم سے حافظ محمد بن یعقوب بن اسماعیل نے اور ان سے محمد بن اسحاق نے اور ان سے محمد بن سہل بن عسکر نے بیان کیا کہ: ایک روز مامون (الرشید) دربارِ عام میں بیٹھے تھے اور ہم لوگ بھی ان کے سامنے بیٹھے تھے کہ ایک مسافر جس کے ہاتھ میں دوات تھی آگے بڑھا اور کہا: اے امیر المومنین! میں صاحب حدیث (محدث) ہوں جو زادِ راہ سے محروم ہو گیا ہے۔ مامون الرشید نے پوچھا کہ: فلاں باب کی سندِ حدیث میں تمہیں کیا یاد ہے؟ وہ مسافر کچھ نہ بتا سکا۔ اس کے بعد مامون نے مسلسل بتانا شروع کیا کہ: ہم سے ہشیم نے، حجاج بن محمد نے اور فلاں نے بیان کیا اور (پوری سندیں بیان کر کے) مضمون حدیث بیان کر دیا۔ پھر مامون نے اس سے دوسرے مضمون کے بارے میں سوال کیا اور مسافر اس کے متعلق بھی کچھ نہ بتا سکا اور مامون نے اس کی سند اور مضمون بھی بیان کر دیا۔ اس کے بعد اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا: بعض لوگ صرف تین دن حدیث پڑھ کر دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ میں محدث ہوں۔ جاؤ اسے تین درہم دے دو۔

حاکم کہتے ہیں کہ: ہمیں ائمۂ حدیث کے ایک گروہ کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہر محدث دو الابواب سے آغاز کرے۔ ایک تو ہے۔ الاعمال بالنیات (اعمال کا نتیجہ نیتوں سے وابستہ ہے) دوسرے نضّر اللّٰہ امرأ سمع مقالتی فوعاها (اللہ اس شخص کو شگفتہ رکھے۔ .. .. جو میرے قول کو سن کر یاد رکھے۔) ہم ان شاء اللہ ان دو الابواب کے علاوہ ان الابواب کو یکجا کریں گے جن میں سے

بعض کے متعلق ائمہ حدیث سے میرا مذاکرہ بھی ہو چکا ہے۔ ان الواب میں ان روایتوں کے اشارے ہیں جو کتاب الایمان میں درج کئے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ سے جو سوال کیا تھا کہ: سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ اس کو بھی اسی میں داخل سمجھنا چاہیے۔ اب وہ احادیث سنیئے (اس میں ہر جگہ مکمل حدیثیں نہیں زیادہ تر صرف ابتدائی ٹکڑا ہے یا صرف اشارہ یا فقط باب۔ مترجم):۔

۱۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (۲) زاذان عن البراءؓ کی روایت عذابِ قبر کے بارے میں جس کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صادق و مصدوق ہیں بیان فرمایا۔ (۳) ندامت توبہ ہے۔ (۴) زانی جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں رہتا ...... الخ (۵) اللہ تعالےٰ ہر شب آسمان سے دنیا پر اترتا ہے ...... الخ (۶) اللہ کے ننانوے نام ہیں ..... الخ (۷) حدیث جریرؓ کہ: میں نے حضورؐ کی بیعت کی ..... الخ (۸) دین خیر خواہی کا نام ہے (۹) جو بازار کے اندر جائے اور لاالٰہ الا اللہ کہے ...... الخ (۱۰) جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔
(۱۱) مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا (۱۲) کسی کا حسن اسلام یہ ہے کہ ..... الخ صلا ۲۵۱
(۱۳) روحوں کی مختلف ٹولیاں ہوتی ہیں (۱۴) حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے ... الخ (۱۵) حدیث عمرو بن حمق کہ: جو کسی کی طرف سے اپنی جان کے بارے میں مطمئن ہو ..... الخ (۱۶) حدیث معراج (۱۷) عنقریب فلاں فلاں واقعے پیش آئیں گے ..... الخ (۱۸) قصۂ خوارج (۱۹) آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو ...... الخ (۲۰) رویت باری کی روایات (۲۱) قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ (۲۲) میری امت کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر یکجا نہیں کرے گا۔

جو احادیث کتاب الطہارت میں درج ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) طہارت کے بغیر اللہ تعالےٰ کسی نماز کو قبول نہیں کرتا (۲) موزوں پر مسح (۳) جو اپنے ذکر کو چھوئے وہ وضو کرلے۔ (۴) وہ حدیث جس میں ابو عمرؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ: کیا کوئی شخص بحالت جنابت سو سکتا ہے۔؟ ..... الخ (۵) دونوں کان سر ہی کا حصہ ہوتے

ہیں (لہٰذا ان پر بھی مسح کرنا چاہیئے) (۶) جمعے کے دن غسل (۷) اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے۔ الخ

کتاب الصلوٰۃ میں جو احادیث ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) رفع یدین (۲) سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۳) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بالجہر ادا کرنا (۴) اقامت میں افراد (یعنی اللہ اکبر کو دوبار اور باقی کلمات کو ایک ایک بار کہنا) (۵) قبر پر نماز (۶) نماز کو اول وقت اور دوران وقت ادا کرنا (۷) جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اسے کوئی خشیت نہیں ہوتی..... الخ (۸) جب کوئی جمعے کی نماز ادا کرے ..... الخ (۹) سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالےٰ اپنے زیر سایہ لے لے گا..... الخ (۱۰) وتر کی احادیث (۱۱) جب کوئی مسجد کے اندر داخل ہو..... الخ (۱۲) رات کی نماز (نفل) دو دو رکعت ہے (۱۳) جب (فرض) نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز (نفل) نہیں (۱۴) مجھے حکم ہوا ہے کہ سات اعضاء (زمین سے لگا کر) سجدہ کروں (۱۵) عیدین میں تکبیریں (۱۶) جن باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (۱۷) ابو اسحاق کی حدیث (۱۸) کیا فلاں نے مشاہدہ کیا ہے؟ (۱۹) قوم کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا علم زیادہ رکھتا ہو (۲۰) بیٹھ کر نماز ادا کرنا (۲۱) میرے خلیلؐ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے..... الخ (۲۲) تشہد کے طریقے (۲۳) جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو۔

دوسری تمام کتابوں کے متفرق مضامین:۔

(۱) نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں۔ (۲) ابو موسیٰ کے باغ میں جانے کی روایت کے مختلف طرق یعنی اسانید (۳) واقعۂ اِفک کے مختلف طرق (۴) خیر کو تلاش کرو..... الخ (۵) دن اور رات نہیں گزرتے..... الخ (۶) غار ثور کا واقعہ (۷) میں جس کا مولا ہوں..... الخ (۸) ان دو کی اقتدا کرو جو میرے بعد ہوں گے..... الخ (۹) عطیہ قرظی کی حدیث (۱۰) عنبر کا واقعہ (۱۱) چاند دیکھ کر روزہ رکھو..... الخ (۱۲) جو اہل علم کا مقابلہ کرنے کے لیے علم حاصل کرے.... الخ (۱۳) اشعری نے حضرت عمر سے اندر آنے کی اجازت چاہی (۱۴) لوگوں میں (پیغمبروں کی) جو باتیں رہ گئی ہیں..... الخ (۱۵) (حضورؐ نے) بہائم کو خصی کرنے سے روکا ہے (۱۶) (حضورؐ نے) کسی کھانے کی عیب جوئی نہیں کی (۱۷) ایک شخص کو بچھو نے کاٹا..... الخ ایک گواہ اور قسم پر صد ۲۵۲

فیصلہ (۱۹) اُمّ زرع کا قصہ (۲۰) کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی کے ہوتے ہوئے نہ کیا جائے۔ (۲۱) جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے وہ سب سے افضل ہے۔ (۲۲) بلند درجات والے لوگ ..... الخ (۲۳) میں نے اور حفصہؓ نے صبح روزہ رکھا..... الخ (۲۴) پچھنا لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۲۵) اسامہ بن شریک کی حدیث (۲۶) گاؤں کے لوگ حضورؐ کے پاس آئے..... الخ (۲۷) اس امت کا بہترین فرد.... الخ (۲۸) میں کل یہ جھنڈا اسے دوں گا..... الخ (۲۹) مخدج کا واقعہ (۳۰) جو علم کو چھپائے.... الخ (۳۱) عہدۂ امارت کی طلب نہ کرو..... الخ (۳۲) علم اٹھا لیا گیا.... الخ (۳۳) ولی کے بغیر نکاح نہیں (۳۴) ابوالعشراء دارمی کی مسند کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے.... الخ (۳۵) براء کی حدیث کہ میں نے اپنا نفس (دل وجان) آپ کے سپرد کر دیا..... الخ (۳۶) پرندے کا واقعہ (۳۷) رمضان کا روزہ توڑنے والے کا واقعہ (۳۸) تم (اے علی) میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ تھے (۳۹) ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت کے تمام ادھیڑوں کے سردار ہیں (۴۰) عشرے میں کون دن ایسا نہیں ہوتا..... الخ (۴۲) جو بازار میں داخل ہو.... الخ (۴۳) طلب علم ایک فریضہ ہے.... الخ (۴۴) سفر تو عذاب کا ایک حصہ ہے (۴۵) حسن بن صعصعہ کی روایت کے طرق (۴۶) میں ابوذر کے پاس آیا۔ الخ (۴۷) دیکھو عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو (۴۸) عمریٰ وارث کے لیے (۴۹) داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا (۵۰) جب حضورؐ کوئی سریہ روانہ فرماتے..... الخ (۵۱) حضورؐ کی وصیت کو خوش آمدید کہنا (۵۲) جب وسط شعبان ہوتا ہے..... الخ (۵۳) جو میری طرف جان بوجھ کر جھوٹی بات منسوب کرے.... الخ (۵۴) اے اللہ میری اُمّت کو تڑکے اُٹھنے کی برکت سے مالا مال فرما۔ (۵۵) جب کسی قوم کا محترم آئے..... الخ (۵۶) عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا (۵۷) بچۂ شکم کی ذکات (حلال کرنا)۔ (۵۸) جابیہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ (۵۹) بدترین شخص وہ ہے جس کی زبان سے لوگ خوف کھائیں (۶۰) دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی (۶۱) غیلان بن سلمہ کی حدیث (۶۲) شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

۱؎ کسی کو عمر بھر کے لیے مکان وغیرہ صرف استعمال کے لیے دینا عمریٰ کہلاتا ہے۔

(۶۳) ناغہ کر کر کے ملو تو محبت میں اضافہ ہوگا (۶۴) جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اس کا جھوٹ جھوٹ نہیں (۶۵) حدیث جساسہ کے طرق (۶۶) ہم پہلے نماز (عید اضحیٰ) ادا کرتے ہیں اس کے بعد قربانی کرتے ہیں (۶۷) جو رمضان کے روزوں کے بعد (شوال کے) چھ روزے بھی رکھ لے ...... الخ (۶۸) جب عشرہ (ذی الحجہ کا) آجائے اور کوئی قربانی کا ارادہ کرے۔ الخ (۶۹) عروہ بن مُضَرِّس کی حدیث کہ میں بنی طے کے پہاڑوں سے آیا ..... الخ (۷۰) بیوہ اپنے فیصلے کی زیادہ حقدار ہے (۷۱) جو میری اُمت میں چالیس حدیثیں محفوظ (یاد) کر لے .... الخ (۷۲) سانپ[1] کی چھتری بھی ایک نعمت ہے (۷۳) حضورؐ کی خوش دلی (۷۴) سرکہ بڑا اچھا سالن ہے (۷۵) گھوڑے کی پیشانی سے خیر وابستہ ہے (۷۶) حضرت علیؓ کی حدیث کہ مجھے حضورؐ نے چار چیزوں سے روکا ہے ..... الخ (۷۷) عمرٰی کا راستہ میزان کا راستہ ہے (۷۸) جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے (۷۹) ہر نشہ لانے والی شے حرام ہے (۸۰) بعض شعر میں حکمت ہوتی ہے (۸۱) عُرَنیین کا واقعہ (۸۲) میری قبر اور میرے منبر کے درمیان (جنت کی) ایک کیاری ہے (۸۳) میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا .... الخ (۸۴) میمونہ بنت حارث کی شادی کے بارے میں روایات کا اختلاف (۸۵) سحری کھایا کرو کیونکہ اس میں برکت ہے (۸۶) عقرب گزیدہ کی حدیث (۸۷) نشہ فی نفسہ حرام ہے۔ (۸۸) جو اپنے غلام کا کوئی حصہ آزاد کر دے ..... الخ (۸۹) شفعہ وہاں ہوتا ہے جہاں تقسیم عمل میں نہ آئی ہو (۹۰) کعبے کے گرد طواف کرنا بھی نماز ہی ہے (۹۱) رہن کی وجہ سے دروازہ بند نہ کیا جائے؟ (۹۲) حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز (۹۳) انسانوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹوں میں ..... الخ (۹۴) میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف لوٹ نہ جانا ..... الخ (۹۵) تمہاری جانیں اور تمہاری اولاد تمہارے لیے اسی طرح واجب الاحترام ..... الخ (۹۶) محمد بن منکدر عن جابر کی حدیث کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس گیا ... الخ اور اس کے طرق (۹۷) نافع عن ابن عمر کی حدیث کے طرق (۹۸) جب اللہ تعالیٰ .. .. .. کسی

---

[1] یہ ایک خودرُو پودا ہے جو دواؤں میں کام آتا ہے اور بعض لوگ اسے پکا کر کھاتے بھی ہیں۔

سرزمین میں کسی بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے ..... الخ (۹۹) اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں (رعایتوں) کو قبول کر لیا جائے۔ (۱۰۰) حدیث مغفرت، (۱۰۱) جنازے کے آگے چلنا (۱۰۲) جو کسی مصیبت زدہ کو دیکھے ..... الخ (۱۰۳) نماز مغرب سے پہلے دو رکعت (نفل) (۱۰۴) ذوالنون (حضرت یونس ع) کی دعا (۱۰۵) سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے (۱۰۶) ہر دو اذانوں کے درمیان نماز (نفل) ہے (۱۰۷) اذان اور اقامت کے درمیان دعا (۱۰۸) جو شب کو سو جائے۔ اور اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکنائی لگی ہو ..... الخ (۱۰۹) جو کسی مجلس میں شریک ہو اور وہاں اس نے شور زیادہ کیا ہو (۱۱۰) یہ تمام دروازے بند کر دو بجز ابوبکر کے دروازے کے۔ (۱۱۱) میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں (۱۱۲) میرے دل پر غبار صاف کریا غم کا آجاتا ہے ..... الخ (۱۱۳) شہیدوں کے سردار (حمزہ) ..... الخ (۱۱۴) عبداللہ بن بُرید کی حدیث کہ ہم سے براءؓ نے جو دروغ گو نہیں ہیں۔ بیان کیا کہ ایک تارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی پھیلی ..... الخ (۱۱۵) مومن خوش اخلاق ہوتا ہے (۱۱۶) پہلے پہل (حضورؐ نے) نفل و غنیمت میں چوتھا حصہ لگایا تھا ..... الخ (۱۱۷) شفاعت کی حدیثیں۔ ۲۵۴

علمِ حدیث کی ۵۱ ویں قسم

اس حصے میں اس گروہِ رواۃ کا ذکر ہے جو تابعین اور ان کے بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی حدیث صحیح (بخاری) میں نہیں لائی گئی ہے مگر ان حضرات کا ذکر موجود ہے۔ میں اس سے پہلے علی بن مدینیؒ کی اس کتاب کا ذکر کر چکا ہوں جس میں اس نوع کے حضرات کا ذکر ہے۔ مگر مجھے اس کتاب کو دیکھنے کا کوئی موقع نہیں مل سکا۔ یہ علم بھی بڑا کار آمد ہے کیونکہ راویانِ حدیث میں اس نوع کی ایک جماعت موجود ہے۔

پہلے صحابہ میں اس کی ایک مثال لیجئے۔ اس امت کے امین ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ الجراح ہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے والوں کی سند درست نہیں اس لیے صحیحین میں یہ حدیث نہیں لائی گئی۔ یوں ہی عتبہ بن غزوان، ابوکبشہ (حضورؐ کے مولا) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ۔ ارقم بن ارقم۔ قدامہ بن مظعون۔ سائب بن مظعون۔ شجاع بن وہب اسدی۔ عبّاد بن لبشر اشہلی اور سلامہ بن وقش۔ یہ سب کے سب صحابہ ہیں، مہاجرین ہیں، غزوۂ بدر کے شرکاء ہیں۔ اس کے باوجود ان میں کسی کی کوئی روایت صحیح بخاری میں نہیں لائی گئی ہے۔ کیونکہ ان تک جو سند پہنچتی ہے وہ صحیح نہیں۔ ان کا ذکر تو صحیح میں ہے لیکن ان کی روایت سے نہیں بلکہ دوسرے صحابہ کی زبان سے ہے۔ مثلاً حضورؐ کا ارشاد کہ: ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں — اسی قسم کی دوسری روایات بھی ہیں۔

تابعین میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اسی طرح عالی مرتبت ہیں جس طرح ان کے آبائے کرام صحابہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان (تابعین) کا صحیح بخاری میں ذکر نہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ وہ مجروح ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو بلند و بالا رکھا ہے بلکہ ان

کی روایت نہ لانے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان تک پہنچنے والی سندیں معیار صحت پر پوری نہیں اُترتیں۔ ایسے حضرات کے نام یہ ہیں:۔

ص ۴۵۵ محمد بن طلحہ بن عبید اللہ۔ محمد بن اُبی بن کعب۔ سائب بن خلاّد بن سائب۔ محمد بن اسامہ بن زید۔ عمارہ بن خزیمہ بن ثابت۔ مصعب بن عبد الرحمان بن عوف۔ مصعب بن زبیر بن عوام۔ سعید بن سعد بن عبادہ۔ عبید اللہ بن رافع بن خدیج۔ یوسف بن عبد اللہ بن سلام۔ اسماعیل بن زید بن ثابت[1]۔

اتباع تابعین میں ایسے حضرات یہ ہیں:۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی۔ اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ۔ مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر۔ عُبید اللہ بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن موہب۔ عبد الرحمان بن ابی الزناد۔ عطاء بن سائب ثقفی۔ قابوس بن ابی ظبیان جنبی۔ ابراہیم بن سالم ہجری۔ عاصم بن کُلیب جرمی۔ اسماعیل بن سمیع حنفی۔ ابو یعقوب عبدی۔ ہارون بن عنترہ شیبانی، اُجلح بن عبد اللہ کندی۔ اُشعث بن سوّار ثقفی۔ محمد بن سالم ابو سہل۔ عبد اللہ بن شُبرمہ ضبّی۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت۔ بشیر بن سلمان نہدی۔ عبیدہ بن معتّب ضبّی۔ حسن بن حر۔ صلت بن بہرام۔ بُکیر بن عامر بجلی۔ طلحہ بن یحییٰ۔ داؤد بن یزید اودی۔ قاسم بن ولید ہمدانی۔ فطر بن خلیفہ حنّاط۔ عبد الرحمان بن عبد اللہ مسعودی۔ قیس بن ربیع اسدی۔ قاسم بن معن مسعودی۔

اتباع اتباع میں یہ لوگ ہیں:۔

مطلب بن زیاد۔ زفر بن ہُذیل۔ قاضی ابو یوسف۔ حماد بن شعیب۔ قاسم بن مالک مزنی۔ عثام بن علی عامری۔ یحییٰ بن عبد الملک بن ابی غنیّہ۔ یحییٰ بن یمان عجلی۔ یحییٰ بن سلیم طالقانی۔

---

[1] حاکم نے اس فہرست میں تین غلط اضافے کیے ہیں۔ انھوں نے عبد الرحمان بن عوف اور حسان ثابت کے نام بھی لکھے ہیں حالانکہ یہ تابعی نہیں۔ دونوں صحابی ہیں۔ تیسرا نام عبد الرحمان بن جابر بن عبد اللہ تابعی کا نام ہے حالانکہ ان کی روایت بخاری باب التعزیر والادب میں موجود ہے۔ ہم نے اسی لیے یہ تینوں نام حذف کر دیئے ہیں۔

عائذ بن حبیب۔ محمد بن ربیعہ کلابی۔ عبدالحمید بن عبدالرحمان حِمّانی۔ علی بن قادم۔ عمرو بن محمد عنقزی۔ سعید بن زید (حماد کے بھائی) حکم بن سنان قربی۔ یوسف بن خالد سمتی۔ صفوان بن عیسیٰ زہری، عبداللہ بن داؤد خُریبی۔ ریحان بن سعید قرشی۔ یعقوب بن اسحاق حضرمی۔ مروان بن شجاع جزری۔ ابو قتادہ حرانی۔ مُطرف بن مازن۔ اسماعیل بن عبدالکریم صنعانی۔ علی بن عاصم۔ محمد بن یزید واسطی۔

محدثین کے پانچویں طبقے میں ایسے حضرات یہ ہیں:۔

عون بن عمارہ عنبری اور قاسم بن حکم عُرنی۔

چھٹے طبقۂ محدثین میں یہ لوگ ہیں:۔

احمد بن عبدالجبار عطاردی۔ محمد بن سعد عوفی۔ محمد بن عیسیٰ بن حیان مدائنی۔ علی بن ابراہیم خزاز۔ عبید بن کثیر عامری۔ ابوبکر بن ابی العوام ریاحی۔ حارث بن ابی اسامہ محمد بن سلیمان بن حارث واسطی۔ احمد بن عبید بن ناصح نحوی۔ اسماعیل بن فضل بلخی۔ ابوبکر بن خیثمہ۔ اسحاق بن حسن حربی۔ محمد بن غالب بن حرب۔ بکر بن سہل دُمیاطی۔ حسین بن حکم حِبَری۔ حسن بن سہلِ مجوّد۔ سہل بن عمار عَتکی۔ یحییٰ بن جعفر بن ابی طالب۔

حاکم کہتے ہیں کہ اس نوع میں صحابہ تابعین اور اتباع تابعین کے بعد ہم جن جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کی روایتیں اگرچہ مشہور ہیں مگر ان کا شمار لوگوں میں نہیں ہے جو بالکل معتبر اور پکے حفاظ حدیث ہیں۔

علم حدیث کی ۵۲ ویں قسم

اس حصے میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے اپنی روایات دوسروں کے سامنے "عرض" (پیش کرنے) کی اجازت دی اور اسے سماع سے تعبیر کیا یا ان کی اجازت سے ان کی روایات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لکھ کر اجازت نامہ بھیج دیا اور اس اجازت نامے کو "اخبار" (یعنی اخبرنا کہہ کر بیان کرنا) تصور کیا یا اسے اخبار سمجھنے سے انکار کیا تا آں کہ روایت کرتے وقت اصل صورتِ حال (تحریری اجازت نامے) کی وضاحت نہ کر دی جائے۔ صرف اجازت سے روایات "عرض" (پیش) کرنے کا مطلب یہ ہے کہ راوی پکا معتبر حافظ ہے اور مستفید (استفادہ کرنے والا) اپنی مرویات کا ایک یا زیادہ جزء اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ راوی اسے لے کر اس کی مرویات پر غور کرتا ہے، پھر وہ مستفید کو بتاتا ہے کہ یہ مرویات میری ہی مرویات کا ایک حصہ ہیں۔ پھر وہ مستفید سے کہتا ہے کہ تم نے مجھے جو کچھ دیا ہے اسے میں نے جان لیا اور سمجھ لیا کہ یہ تمام احادیث وہی ہیں جو میں نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہیں۔ اب تم ان کو میرے حوالے سے بیان کر سکتے ہو۔ اس عرض (یعنی پیش کر کے اجازت حاصل کرنے) کو ائمہ حدیث کا ایک گروہ سماع سے تعبیر کرتا ہے۔

اہل مدینہ میں ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام سات فقہا میں سے ایک ہیں۔ ان کے حوالے سے مالک بن انس اپنے شیوخ کی مرویات بیان کرتے ہیں۔ نیز ان ابوبکر کے علاوہ بھی دوسرے اہل مدینہ ہیں مثلاً:۔ ابوعبداللہ عکرمہ مولائے ابن عباس۔ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب بن زہرہ زہری۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمان رائی۔ علاء بن عبدالرحمان بن یعقوب۔ یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری۔ ہشام بن عروہ بن زبیر قرشی۔ محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی۔ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی۔ عبدالعزیز

بن محمد بن ابی عُبید اندرا وردی فی جماعۃ بعدہم۔

اہل مکہ میں مجاہد بن جبر ابو الحجاج مخزومی (مولائے بنی مخزوم) ابو زبیر محمد بن مسلم قرشی (مولائے قریش) عبد اللہ بن عثمان بن خُثیم قاری۔ نافع بن عمر جمحی۔ داؤد بن عبد الرحمان عطار۔ سفیان بن عیینہ ہلالی۔ مسلم بن خالد زنجی۔ فی جماعۃ بعدہم۔

اہل کوفہ میں:۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ علی بن ربیعہ اسدی۔ ابو بُردہ بن ابی موسیٰ اشعری۔ عامر بن شراحیل شعبی۔ ابراہیم بن یزید نخعی۔ حبیب بن ابی ثابت اسدی۔ منصور بن معتمر سُلمی۔ اسرائیل بن یونس سبیعی۔ حسن بن صالح بن حی۔ زہیر بن معاویہ جعفی۔ فی جماعۃ بعدہم۔

اہل بصرہ میں:۔ ابو متوکل علی بن داؤد ناجی۔ قتادہ بن دعامہ سدوسی۔ ابو العالیہ زیاد بن فیروز۔ حُمید بن ابی حُمید طویل۔ علی بن زید بن جدعان۔ داؤد بن ابی ہند۔ کہمس بن حسن ہلالی۔ سعید بن ابی عروبہ۔ جریر بن حازم جہضمی۔ سلیمان بن مغیرہ قیسی۔ فی آخرین بعدہم۔ ص۲۵

اہل مصر میں:۔ عبد الرحمان بن قاسم۔ اشہب بن عبد العزیز۔ عبد اللہ بن وہب۔ سعید بن عُفیر۔ یوسف بن عمرو۔ یحییٰ بن عبد اللہ بن بُکیر۔ عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین۔ وجماعۃ من المالکیین بعدہم۔

اسی طرح اہل شام اور اہل خراسان کی بھی ایک جماعت ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ کی ایک جماعت کو دیکھا ہے جو عرض کو بھی سماع سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے:۔

حدثنا ابو بکر بن اسحاق قال اخبرنا علی بن عبد العزیز قال اخبرنا احمد بن محمد بن ایوب قال حدثنا ابراہیم بن سعد عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس اخبرہ ان.....

اس اسناد میں عبد اللہ بن عباس بتاتے ہیں کہ: آنحضورؐ نے اپنا رسالت نامہ عبد اللہ بن حُذافہ کے ہاتھ کسریٰ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اسے عظیم بحرین کے حوالے کر دیں اور عظیم بحرین اسے کسریٰ تک پہنچا دے۔۔۔ دوسری روایت مع سند یوں ہے:۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال ثنا محمد بن اسحاق الصغانی قال حدثنا یونس بن محمد قال ثنا اللیث بن سعد قال حدثنی سعید المقبری

عن شریک بن عبد اللہ عن انس بن مالک قال :....

اس اسناد میں انس بن مالک کہتے ہیں کہ : ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا : اے محمدؐ! میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اور روز سختی سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے دل میں بُرا نہ مانیں ۔حضورؐ نے فرمایا : تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اس نے کہا : میں آپ کو آپ کے رَبّ اور آپ سے پہلے والوں کے رَبّ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ نے تمام انسانوں کی طرف بھیجا ہے ؟ حضورؐ نے جواب دیا : ہاں .... الخ

حاکم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے فنکار حدیث ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ اپنی جامع صحیح کی کتاب العلم میں یہ دلیل لاتے ہیں کہ : کسی محدّث کے سامنے حدیث پیش کرنا صحیح ہے۔

سنہ ۲۵۹ ہم سے اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے ، ان سے ان کے دادا فضل بن محمد نے ، ان سے اسماعیل بن ابی اویس نے ، ان سے ان کے ماموں مالک بن انس نے بیان کیا کہ : مجھ (مالک بن انس) سے یحیٰی بن سعید انصاری نے جب کہ وہ عراق جانے کا ارادہ کر رہے تھے ، فرمائش کی کہ : میرے لیے ابن شہاب کی سو حدیثیں منتخب کر دیجئے تاکہ میں ان کو آپ سے بواسطۂ زہری روایت کروں۔ میں نے انھیں لکھ کر وہاں بھیج دیں۔ مالک سے پوچھا گیا کہ کیا انھوں نے (یحیٰی بن سعید نے) آپ سے یہ روائتیں سنی بھی ہیں ؟ مالک نے جواب دیا کہ وہ سننے والوں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔

ہمیں ابوجعفر بن محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ، ان کو علی بن عبد العزیز نے ، ان کو زُبیر بن بکّار نے اور ان کو مطرّف بن عبد اللہ نے بتایا کہ : میں مالک کے ساتھ سترہ سال رہا ہوں لیکن میں نے ان کو کسی کے سامنے موطا پڑھ کر سناتے نہیں دیکھا اور وہ ان لوگوں کے سخت مخالف تھے جو یہ کہتے ہیں کہ : سماع کے سوا اور کوئی چیز کافی نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ حدیث میں یہ کس طرح کافی نہیں ہوگا جب کہ قرآن کے لیے کافی ہے اور قرآن بہرحال برتر ہے ، جب خود محدث عرضاً اخذ کرتا ہے تو تمھیں عرضاً لینے میں کیا تامل ہے ۔ اور تم اپنے لیے عرض کو کیوں روا نہیں رکھتے جس طرح اس محدث نے روا رکھا ؟

ہم سے ابوبکر شافعی نے، ان سے قاضی اسماعیل بن اسحاق نے اور ان سے ابن ابی اُویس نے بیان کیا کہ، مالک سے ان کی حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے کہ: کیا یہ سماع ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ: جس سے سماع ہوتا ہے اسی سے "عرض" بھی ہے اور "عرض" ہمارے نزدیک سماع سے کمتر نہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے ائمہ کے اس گروہ کے مسلک کا ذکر کیا ہے جو مذکورۂ بالا شرائط کے ساتھ عرض کو جائز رکھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ان محدثوں کے سردار کو دیکھ لیتے جو اپنے دور کے محدثوں میں ہم دیکھ رہے ہیں تو یہ ہرگز "عرض" کے جواز کو نہ تسلیم کرتے۔ محدث جب اپنی کتاب کے مندرجات کو نہیں جانتا تو اس کے سامنے "عرض" کیونکر درست ہو گا؟ فقہائے اسلام کے ائمہ میں جن کا حلال وحرام میں فتویٰ چلتا ہے بہت سے ایسے ہیں جو "عرض" کو سماع نہیں تسلیم کرتے بلکہ ان کا اس معاملے میں بھی اختلاف ہے کہ اگر محدث کے سامنے قراءت کی جائے تو اسے اخبار کہا جائے گا یا نہیں؟ حجاز میں شافعی مطلبی، شام میں اوزاعی، مصر میں بُویطی اور مزنی۔ عراق میں ابوحنیفہ۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل اور مشرق میں عبداللہ بن مبارک۔ یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ "عرض" سماع نہیں۔ ہاں محدث کے سامنے قرأت کرنا اِخبار ہے۔ ہمارے ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔ ان ائمہ کی دلیل حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ: اللہ اسے تر و تازہ رکھے جو میری بات سن کر یاد رکھے اور اسے اس تک پہنچائے جس نے نہیں سنا ہے۔ نیز حضورؐ کا یہ ارشاد بھی بہت سی روایات میں ہے جہاں تسمعون ویسمع منکم آیا ہے یعنی تم مجھ سے سنتے ہو اور لوگ تم سے سُنیں گے۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال اخبرنا الربیع بن سلیمان قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک عن عمیر عن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ۔

اس اسناد میں عبداللہ بن مسعود اپنے والد کی زبانی یہ حدیث نبویؐ بیان کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جو میری بات سن کر اسے محفوظ اور یاد رکھے

اور اسے اسی طرح ادا کرے کیونکہ کتنے حامل حدیث ایسے ہوتے ہیں جو فقیہہ نہیں ہوتے ...... الخ۔

شافعیؒ کا کہنا ہے کہ: جب حضورؐ نے بات سن کر محفوظ رکھنے اور دوسروں کے سامنے اسے ادا کرنے کو پسند فرمایا اور بات ایک ہی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسی بات کا حکم دیتے ہیں کہ: اس کو جس کے سامنے ادا کیا جائے اس طرح کیا جائے کہ اس کے لیے حجت قائم ہو جائے کیونکہ وہ حضورؐ کی وہ بات بیان کرتا ہے جس میں واجب العمل حلال کا، قابل اجتناب حرام کا، حدود الٰہی نافذ کرنے کا اور دینی و دنیوی بھلائی کا ذکر ہوتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ: روایت میں جس نکتے کو اختیار کیا گیا ہے اور جس پر میرے اکثر شیوخ اور ائمہ زمانہ قائم ہیں، وہ یہ ہے کہ: جو محدث سے لفظاً حاصل کرے اور اس کے ساتھ کوئی اور موجود نہ ہو تو وہاں وہ حدثنی فلان (فلاں نے مجھ سے بیان کیا۔) کہے اور اگر دوسرا بھی شریک ہو تو حدثنا فلان (ہم سے فلاں نے بیان کیا) کہے اور اگر محدث کو خود پڑھ کر سنائے تو اخبرنی فلان (مجھے فلاں نے بتایا) کہے اور اگر محدث کو پڑھ کر سنایا جائے اور وہ بھی موجود ہو تو اخبرنا فلان (ہم کو فلاں نے بتایا) کہے اور اگر محدث کے سامنے عرض (پیش) کرے اور محدث اسے بالمشافہہ روایت کرنے کی اجازت دے تو وہ انبأنی فلان (فلاں نے مجھے خبر دی) کہے اور اگر یہ اجازت (محدث کی) بالمشافہہ نہ ہو بلکہ اپنے شہر سے لکھ کر اس کے پاس بھیجے تو وہ کتب الیّ فلان (مجھے فلاں نے لکھ بھیجا) کہے۔

میں نے ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہہ کو رے میں یہ کہتے سنا کہ: میں نے ابوشعیب حرانی سے اپنے رفقاء کے لیے رے میں اجازت کا سوال کیا تو ابوشعیب نے یوں کہا:۔ حدثنا جدّی قال حدثنا موسیٰ بن اعین عن شعبة قال کتب الیّ المنصور بحدیث۔ اس کے بعد میں ان سے ملا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھ سے کہا: کیا میں تم سے یہ حدیث بیان نہیں کر چکا ہوں؟ جب میں نے تمھیں لکھ کر بھیج دی تو اس کا مطلب ہی یہ ہوا کہ میں نے بیان بھی کر دی۔

حدثنا الزبیر بن عبد الواحد قال اخبرنا ابو تراب محمّد بن
بن سهل قال حدثنا احمد بن داؤد بن قُطن بن کثیر قال حدثنا
محمّد بن معاویة قال سمعت بقیّة یقول :.....

اس اسناد میں بقیہ کہتے ہیں کہ مجھے شعبہ بغداد میں ملے تو مجھ سے کہا: اگر میں آپ سے نہ ملا ہوتا تو مر گیا ہوتا۔ کیا آپ کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر انھوں نے کہا: جب آپ واپس ہوں تو اسے لکھ کر اس پر مہر لگائیے اور میرے پاس بھیج دیجئے۔

سرورق زرین آرٹ پریس ، لاہور میں چھپا